

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون ملک مقیم ہیں  
مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔



منجانب۔

سیل سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

Presented by: Rana Jabir Abbas



۷۸۶

۹۲-۱۱۰

یا صاحب الزماں اور کئی

DVD  
Version

# لبیک یا حسینؑ

نذر عباس  
خصوصی تعاون: رضوان رضوی

## اسلامی کتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری -

SABIL-E-SAKINA

Unit#8,

Latifabad Hyderabad  
Sindh, Pakistan.

[www.sabeelesakina.page.tl](http://www.sabeelesakina.page.tl)

[sabeelesakina@gmail.com](mailto:sabeelesakina@gmail.com)

Contact : [jabir.abbas@yahoo.com](mailto:jabir.abbas@yahoo.com)

<http://fb.com/ranajabirabbas>

[www.ziaraat.com](http://www.ziaraat.com)

NOT FOR COMMERCIAL



# حصہ ۲ درویش

قسم خدا کی بڑا نیک کام کرتے ہیں غم حسین کا بواہتمام کرتے ہیں

## پیشا خان تہسکین زہرا

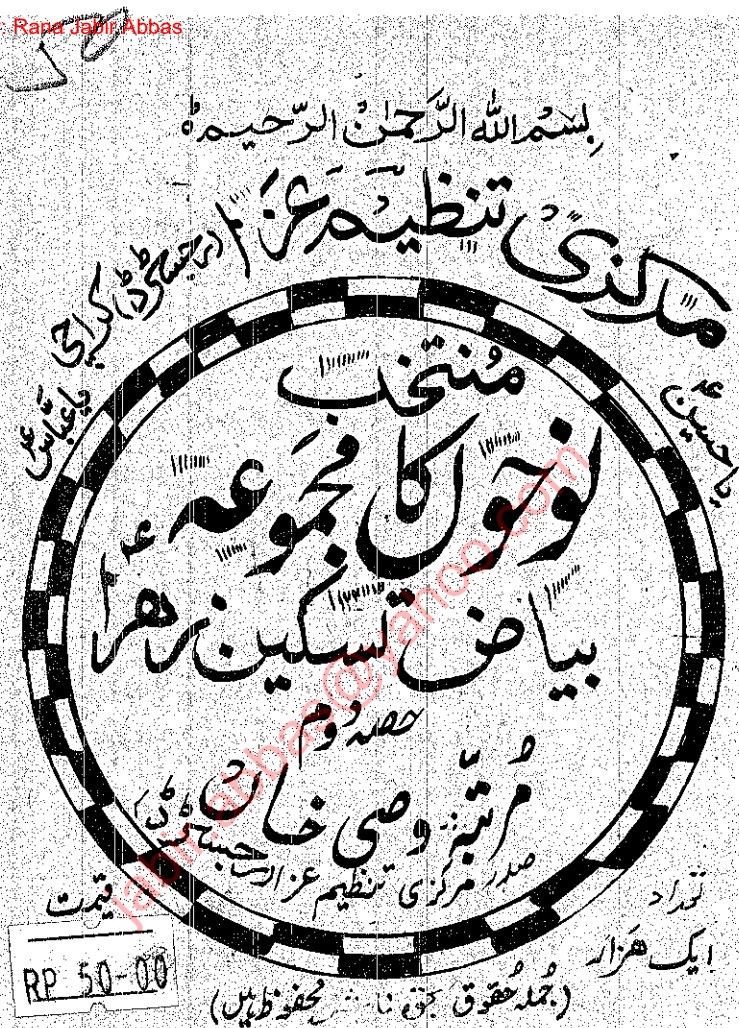
مرکزی تنظیم عزا (حیڈ) کراچی کی  
انجنیوں کے منتخب نوجوان کا مجموعہ

مرتبہ  
محمد وصی خان

رحمت اللہ علیہ ایک ایجنسی

بالمقابل بڑا امام باڑہ، گھارادر، کراچی... ۷۴۰۰۰





RP 50-00

(مُجَدِّدُ حَقِّ نَاشِرِ مَحْفُوظِينَ)

نَاشِر

رَحْمَتُ اللّٰهِ بَكِ الْيُنْسِيْ - نَاشِرَانِ وَتَاجِرَانِ كِتَابِ

بِهَيْبِ بَازَارِ زَوْجِ شَيْعَةِ اِثْنَا عَشَرِي سَجْدَةِ كَهَارِ اَدْرَاكِجِيْ



# بسم اللہ الرحمن الرحیم

## عرض ناشر — اجر و ثواب

ہر کام کی کوئی نہ کوئی غرض و غایت ہوتی ہے۔ زیر نظر مجموعہ نو حصہ سہ ماہی "تکین زہرا حصہ دوم" اور اس کتاب سے پہلے مترجمہ ذیل کتابوں (۱) تکین زہرا حصہ اول (۲) کتاب علی علیہ السلام (۳) کتاب حسین حسین (۴) حضرت علیؑ کے فیصلے اور موجودہ تقریرات اسلامی (۵) کتاب وارث فدک (۶) کتاب بیعت علیؑ کی تالیفات محض۔ اور محض خوشنودیؒ خاتون جنت حضرت فاطمہ زہراؑ سلام اللہ علیہا ہے کیونکہ اس سیدہ کو ادب و احترام و معصومہ بی بیؑ کی خوشنودیؒ ہی خوشنودیؒ پہنچن پائے۔ اور کل اس مجموعہ میں علیم السلام اور ثانی زہراؑ جناب زینب کبریٰؑ ہے۔

"بیاض تکین زہرا" میں مرکزی تنظیم ع. ا. (رجسٹرڈ) کراچی کی مختلف انجمنوں کے مشہور اور منتخب نوجوانوں کو یکجا کیا گیا ہے جس کو مشہور و معروف شعرا و کرام نے لکھا ہے۔ خداوند کریم اور آئمہ اطہارؑ کو بی دافقت ہیں کہ اس میں بھی کسی قسم کی لالچ نہیں ہے۔ ہاں اگر لالچ ہے تو صرف یہ کہ کسی طرح سے بھی اپنی رسالت کے مطابق جو محضنا چیز حقیر فقیر عائد ہے اجر رسالت ادا کرنا۔ اور میں وہ اجر رسالت ادا کر رہا ہوں اور تاحیات اس عہد نہ ہوگی! انشاء اللہ تعالیٰ۔ !!!

خاکیا اے اہلبیت

محمد مصطفیٰ خاں - صدر مرکزی تنظیم ع. ا. (رجسٹرڈ)





مرتبہ بیاض  
محمد وصی خان  
صدر مرکزی تنظیم عذرا کراچی (ریٹائرڈ)  
و  
صدر انجمن نساء و سوانح سوات

ناظم آباد  
صدر محفل حیدری کراچی



یا صاحب العصر الزمان ادرکنی

# اطلاع

یہ بیاض مرکزی تنظیم عزار حبیروڈ، کراچی سے منسلک ماتمی  
ایجنٹوں کے کلام پر مشتمل ہے اور اس پیش نظر دوسرے حصہ میں ان  
ہی کلام کو شامل کیا گیا ہے جو پہلے حصہ میں نہیں شامل ہو سکے تھے  
گو وقت کی کمی کی وجہ سے پھر بھی متعدد ایجنٹوں کے کلام اس  
دوسرے حصہ میں بھی شامل نہ ہو سکے ہیں لہذا ہماری ابتداء  
ہے کہ جن ایجنٹوں کے کلام اس میں شامل نہیں ہیں وہ ایجنٹیں  
اپنے کلام جناب ہرنعلی سعید صاحب بذل سکریٹری کو  
عنایت فرمادیں جن کو تیسرے حصہ میں شامل کر لیا جائے گا۔

بیاض تسکین زہرا ہمدوم	نام کتاب
محمد وصی خاں	مرتبہ
سندھ آفٹ پریس کراچی	طباعت
رحمت اللہ بک ایجنسی	ناشر
سید محمد یوسف رهنوی (بنارس)	کتابت
ایک ہزار	نقداد
محفوظ بک ڈپو۔ احمد بک ڈپو۔ محفل حدری ناظم آباد	ملینہ کاپیت
	قیمت

RP 50-00



۷۸۶  
فہرست

صفحہ	مضامین	نمبر شمار
۱	اضافی مہر ورق	۱
۲	عرض ناشر	۲
۴	فوٹو وھی خاں	۳
۶	اطلاع	۴
۵	فہرست	۵
۶	مرکزی تنظیم غزا	۶
۱۲	زیارت حضرت امام حسین	۷
۱۵	انجن العباسؑ	۸
۱۶	علم تمہارا تھا عباسؑ اور تمہارا ہے	۹
۱۸	اے سکینہ اب نہ پایا آئیں گے	۱۰
۱۹	جا کے کہہ دو کہ دریا یہ ہم آئے ہیں	۱۱
۲۲	میرے والی اٹھوٹ کے جاتی تھوں میں	۱۲
۲۳	قاصد مرا خط لے جا تیرا بھلا ہوگا	۱۳
۲۴	جواں پسہ کو جو موت آگئی تو کیا ہوگا	۱۴
۲۵	اے مدینہ ہم ترے قابل نہیں	۱۵
۲۶	انجن حیدری علی بستی	۱۶
۲۸	سو جا اصفیائے سو جا	۱۷
۲۹	برسر شہید والا کا زہرہ کو دیا جائے	۱۸
۳۰	کوئی پوچھے زبانِ خنجر و شمشیر سے پہلے	۱۹



۳۱	حق کی گواہی چھپ نہ سکے گی شاہ کا سجدہ بول رہا ہے	۲۰
۳۲	ہم آن علی جان علی شان علی ہیں	۲۱
۳۵	انجن مہمان عز خدا داد کا لونی	۲۲
۳۶	شہ کا ماتم ہے نوہر خوانی ہے	۲۳
۳۶	چلے دن کو آغوش زینب کے پلے	۲۴
۳۷	در خیمہ سے یہ ہم شیر نے منظر دیکھا	۲۵
۳۸	صدقے ہو یہ مادر	۲۶
۳۹	انجن تنظیم الفزا	۲۷
۴۰	ملت کا شہید احق کا شناسا	۲۸
۴۱	کیا صف ماتم پہ بیٹے ہو عزادار و اٹھو	۲۹
۴۲	راج دلا را نہ ہلکا زخمی ہے اور پیاسا ہے	۳۰
۴۳	بایا بتائیے میرے بھوکھاں گئے	۳۱
۴۴	ختم ہے اہل غراغھم کی کہانی الوداع	۳۲
۴۷	اہل دل آج بھی ہیں دین کے سوار کے ساتھ	۳۳
۴۸	گو بجی ہے تہ تیغ بھی تکبیر کی آواز	۳۴
۴۹	منظوم دعا بعد ختم مجلس کے پڑھنے کے لئے	۳۵
۵۰	ہے سلام اس لیے جو کہتی تھی مرے بہر حسین	۳۶
۵۱	شاہ کا سرکٹ گیا تیغ جفا خانہ موسیٰ ہے	۳۷
۵۲	انجن الحسینی بیاقت آباد	۳۸
۵۴	لوٹے دلوں کی اکس ہیں میرے مولا عباس	۳۹
۵۵	کہا سنے نے یہ رو کمر علی اکبر علی اکبر	۴۰
۵۶	باطل ہے تو نیزے پر قرآن اٹھاتا ہے	۴۱

۷۸	پکار ہی بالو کہ ان میرے نیم جاں اصغرؑ	۶۴
۷۸	دعا یہ فوجِ ہر مصیبت میں پڑھنے والا خواہ	۶۵
۷۹	قتلِ الحُنین بہ کربلا	۶۶
۸۰	وامہیبتا مگرے حُنین	۶۷
۸۱	وارثِ مصطفیٰ حُنین	۶۸
۸۲	سبحان اللہ ہو کے آلِ نبی دربار میں حاضر ہوتی ہیں	۶۹
۸۲	برو کے یہ زینبؓ نے کہا علیؑ مصلحِ ہائے علیؑ	۷۰
۸۴	شہید ہو گئے اصغرؑ آخرؑ کیا جھولا	۷۱
۸۵	اے رحیمیں دوسرا تجھ پر سلام اسلام کا	۷۲
۸۶	اے شہید کربلا سلام تیرا نام ہے	۷۳
۸۷	حُنین تیرے ہو کی خوشبو فلک کے دامن سے آرہی ہے	۷۴
۸۷	خوب کمی آل کی تو قیر مسلمانوں نے	۷۵
۸۸	کہا ہندہ نے زینبؓ سے کہ بی بی یاں نہ آنا تھا	۷۶
۸۹	شیر کو راہِ غربت میں نانا کا جو رونہ یاد آیا	۷۷
۹۰	قبرِ اصغرؑ یہ کہتی سخی مادر گھر چلو شام ہوتی ہے اصغرؑ	۷۸
۹۰	عباسؑ کا ماتم ہے وفادار کا ماتم	۷۹
۹۱	جان کربلا تو نے راہِ حق دکھا دی ہے	۸۰
۹۲	قائم کو بختیہ کی نیابت پہ ناز ہے	۸۱
۹۲	حُنین تیرے ہو کی خوشبو فلک کے دامن سے آرہی ہے	۸۲
۹۳	ہو کے مہمان محمدؐ کا نواسہ آیا	۸۳
۹۴	سُحُوبِ وِہلی اکبرؑ تمہیں دو لعا لو بنا لوں	۸۴
۹۴	فوجواں اکبرؑ کا چہ چارہ گیا	۸۵



۹۵	کشتہ تیغ جفا شاہ سلام علیک	۸۶
۹۵	بارہا یہ شہر سے شہ نے کہا	۸۷
۹۶	اربعین کے سو گوارہ الوداع	۸۸
۹۶	افسوس نجی زاریوں کا شام میں جانا	۸۹
۹۷	پروان چڑھالوں ارمان نکالوں	۹۰
۹۸	نزدان کی شام شام کے نزدان سے پوچھئے	۹۱
۹۸	ہائے کربلا والو ہائے کربلا والو	۹۲
۹۹	حیثین کعبہ کو کعبہ بنا دیا تم نے	۹۳
۱۰۰	زینبؓ نے جو پوچھا کل دشت میں کیا ہوگا	۹۴
۱۰۰	غربت میں بیکسی کا بادل سا چھا رہا ہے	۹۵
۱۰۱	بے گناہ مارا گیا سبط رسولؐ دروہرا	۹۶
۱۰۲	اصغرؓ جان جہاں جہول بوجھو لٹا	۹۷
۱۰۳	ہم سے غم شیریں بھلایا نہیں جاتا	۹۸
۱۰۴	جب مسلمانوں کی غیرت کا سوال آتا ہے	۹۹
۱۰۶	ابحنی علامان ابن حشش	۱۰۰
۱۰۷	غم حشش ہے یوں نور اگہی کے لئے	۱۰۱
۱۰۸	تاریخ فطرت غم شیریں ہے	۱۰۲
۱۰۹	زینبؓ کے مصائب سر شیریں سے پوچھو	۱۰۳
۱۱۱	ابحنی رہد بہ عباسؓ	۱۰۴
۱۱۲	ہم کیوں نہ کہیں ماتم	۱۰۵
۱۱۳	شیریں نے سروے کو اسلام بچایا ہے	۱۰۶
۱۱۳	لاش مظلوم کی مقتل سے اٹھائے نہ گئی	۱۰۷

۱۱۴	ریگہ تپاں میں مولا کیسے کٹی گئی راہیں	۱۰۸
۱۱۵	راہوں میں ساراں کو چھاؤں ملی نہ سایہ	۱۰۹
۱۱۷	جس کو غم شبیر کی توفیق خدا دے	۱۱۰
۱۱۷	پُرورد ہے نہایت اسلام کا فسانہ	۱۱۱
۱۱۹	سوائے فاطمہ زہرا نہیں کوئی زینب	۱۱۲
۱۱۹	حسین جان نہ دیتے تو کام کیا کرتے	۱۱۳
۱۲۰	پیارے ہوئے جو قتل کنارے فرات کے	۱۱۴
۱۲۱	اسلام زندہ کر گئے وحدت سنوار دی	۱۱۵
۱۲۲	زہرا قمیص اصغر ناداں لئے ہوئے	۱۱۶
۱۲۳	جب ہوئے اسلام والے رہبر کامل سے دور	۱۱۷
۱۲۴	اے غم شہ کی پاسبان زینب	۱۱۸
۱۲۵	انجمن عباسیہ قدیم	۱۱۹
۱۲۶	کرب و بلا میں زینت کا جلوہ دکھائی دے	۱۲۰
۱۲۷	بے چین ہوں قابو میں نہیں اب دل مضطر	۱۲۱
۱۲۹	فیصلہ شبیر کا ہے فیصلہ اسلام کا	۱۲۲
۱۳۰	فرزدان رسول کی خطاطی کا مقابلہ	۱۲۳
۱۳۵	طوق زنجیر کجا عابد ہمار کجا	۱۲۴
۱۴۰	یہ قید میں سہلی اکبر کی ماں کا نالہ ہے	۱۲۵
۱۴۱	قاصد مر اخط لے جا باتیر ا سبلا ہوگا	۱۲۶
۱۴۳	جہلم کو ان میں حشر پیا ہے دہائی ہے	۱۲۷
۱۴۴	کربل نگر کی	۱۲۸
۱۵۶	دستہ اسرار حسین	۱۲۹



۱۵۷	لاکھ ہیں دشمن دیں اور ہے ایک ہر تنہا	۱۳۰
۱۵۷	ہوتی ہے تبلیغ دیں زنجیروں کی جھنکار سے	۱۳۱
۱۵۵	اے علی اکبر میرے اے علی اکبر میرے	۱۳۲
۱۶۰	انجن تبلیغ اسامیہ	۱۳۳
۱۶۱	میرے اصغر کہاں ہوا آج	۱۳۴
۱۶۱	جب علی بے دل میں تو سجدہ قبول ہے	۱۳۵
۱۶۲	تو نے رکھ لی خداحمد خدائی بات	۱۳۶
۱۶۲	وہ جسے معرفت کرب و بلا ہو جائے	۱۳۷
۱۶۵	دشمنی جس نے رکھی شہ کے غزاداروں سے	۱۳۸
۱۶۶	انجن تبلیغ غزا	۱۳۹
۱۶۷	خجف کو میں چلا خیمہ کے سر آہستہ آہستہ	۱۴۰
۱۶۷	طوق و زنجیر کجا عابد بیمار کجا	۱۴۱
۱۶۸	کہ سب کو سر کیا ہے دے کے سر شیر نے	۱۴۲
۱۷۰	انجن لشکر حسینی	۱۴۳
۱۷۱	منازع احمد رسل کی پاسباں زینبؓ	۱۴۴
۱۷۱	سب ظلمتیں تمام ہوئیں دن نکھر گئے	۱۴۵
۱۷۲	جب بھی یاد حسین آتی ہے	۱۴۶
۱۷۴	سید قیصر حسین رضوی	۱۴۷
۱۷۵	ہلال غم	۱۴۸
۱۷۵	محرم کا چاند	۱۴۹
۱۷۶	پہلی تاریخ سے لے کر عاشورائے مختلف شہادتوں کے کلام	۱۵۰
۱۹۲	مرکز تنظیم غزا ایک تعارف	۱۵۱

عقلمند کبھی سوال کرنے کی ذلت کو گوارہ نہیں کرتا (علی)  
عہدیداران مرکز سی تنظیم عمر (اسٹریٹ) کراچی

سینئر نائب صدر



صدر



سید مختار حسین جعفری  
سکریٹری جنرل

محمد وصی خاں  
نائب صدر



مرزا علی سعید

سید احمد صالح زیدی



”سب گناہوں سے بڑی جھوٹی زبان ہے“ (علی)

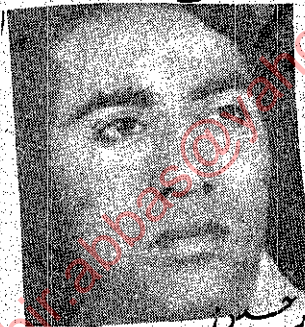
خازن

جوائنٹ سکریٹری

سید علی امام

سرکار عالم درانی

سکریٹری نشر و اشاعت



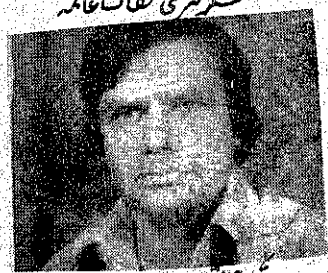
سکریٹری سماجی بہبود

سید افرحین

سکریٹری تعلقات عامہ



سید غلام عباس



شہد محمد آرزو جعفری

زيارت حضرت امام حسين عليه السلام  
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا عَبْدِ اللهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بُنَى  
رَسُوْلِ اللهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَنَ امِيْرٍ اَمُوْمَيْنِ وَابْنِ  
سَيِّدِ الْوَصِيِّيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَنَ فاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ  
سَيِّدَةِ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ  
رَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

مختصر زيارت امام رضا عليه السلام  
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَوْلَايَ وَابْنَ مَوْلَايَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ  
يَا غَرِيْبَ الْغُرَبَاءِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُلْتَطِئَ كِيَا  
اَبَا الْحَسَنِ عَلِيَّ ابْنَ مُوسَى الرِّضَا وَرَحْمَةُ اللهِ  
وَبَرَكَاتُهُ

زيارت حضرت صاحب الزمان عليه السلام  
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ الزَّمَانِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ  
يَا خَلِيْفَةَ الرَّحْمَنِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اِمَامَ الْاِثْنِ عَشْرِ  
وَالْحَاجَّاتِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَرِيْفَ الْقُرْآنِ اَلسَّلَامُ  
عَلَيْكَ يَا اِمَامَ زَمَانِنَا هَذَا عَجَّلَ اللهُ فَرَجَكَ وَسَهَّلَ  
اللهُ مَخْرَجَكَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ  
وَبَرَكَاتُهُ





سر یہ ہے پرچم عباس کا سا یہ تریک  
ہم سے ٹکرائے زمانہ کوئی آسان نہیں

صاحبِ بیاض  
سید جعفر حسین کاظمی



علم تمہارا تھا عباسؑ، اور تمہارا ہے  
یہی ہے دین ہمارا یہی سہارا ہے

# علم تمہارا تھا عباسؑ اور تمہارا ہے

علم تمہارا تھا عباسؑ، اور تمہارا ہے  
 یہی ہے دین ہمارا یہی سہارا ہے  
 چلے ہیں نہر کی جانب علم لئے عباسؑ  
 فتح یہ کہتی ہے قدموں پہ سہارا ہے  
 پہنچ کے ہر پہ غازی نے بڑھ کے لگا کر  
 ہمارا نام ہے عباسؑ یہ گھاٹ ہمارا ہے  
 میں اس کا بیٹا ہوں جس کو نصیری کہتے ہیں  
 علیؑ امام ہے سب کا، خدا ہمارا ہے  
 میں اس کا لال ہوں، جس کا ہے نام مولا علیؑ  
 اسی نے ہاتھوں سے خلیفہ کا در اکھڑا ہے  
 میں وہ ہوں جس کے لئے فاطمہؑ نے فرمایا  
 میں روزِ ہفتہ کہوں گی یہ لال ہمارا ہے  
 میرا پدروہ ہے جس کو اٹھا کے احمدؑ نے  
 غدیرخم میں کہا یہ وصی ہمارا ہے  
 مجھے ہے فخر میں اس کا سر ہوں عالم میں  
 بدقت جنگ سے بھی نے جسے پکارا ہے  
 چلا تھا شیر جو دریا کو بولی تھیں تیرے  
 تمہارے دم سے تو بھیا بڑا سہارا ہے

نہ کرنا جنگ قسم ہے تمہیں سکینہ کی  
 میں جانتی ہوں پھر یہ شیر ہمارا ہے  
 بتا دو اپنے جیالوں کو آئے ہیں عباسؑ  
 وہ آئے سامنے جسکو قضا کا ارہ ہے  
 فرات چھین چکے تو یہ ہنس کے فرمایا  
 ہمارا قبضہ ہے دریا بہ یا مٹھا رہا ہے  
 ہر ایک قوم نے پر حیم فضائیں لہرائے  
 ہمیں یہ فخر ہے اور نچا علم ہمارا ہے  
 ہمارے قوم کے پر حیم کی پہچان  
 ہوں جس پہ خون کی پھینٹیں علم ہمارا ہے  
 حسینؑ ہیں میرے آقا البسیر ہیں احمدؑ کے  
 مجھے علیؑ نے کہا تھا یہ شیر ہمارا ہے  
 میں اپنا خون میں دیکھ کر اسے خریدہ وں گا  
 کہ تابہ حشر ہمارا یہ ٹھاٹ ہمارا ہے  
 کہا تھا تم نے جو عباسؑ کے دکھلایا  
 تمہارے نام سے اور نچا یہ سر ہمارا ہے  
 تمہارے نام میں ایسا جلال ہے عباسؑ  
 یہ پیلوں کے لئے آج بھی شہادہ ہے  
 صدائے فاطمہؑ یہ آہی ہے لئے جعفرؑ  
 ہمارے لال پہ لڑھ تو بس تمہارا ہے



## اے سکینہ اب بابا آئیں گے

شاہزادی، شاہزادی صبر کہہ  
صبر کہہ معصوم بی بی صبر کہہ!  
لو جو روئے گی حرم گھر آئیں گے  
اے سکینہ اب نہ بابا آئیں گے

ساعتِ شام غریباں ہے قریب  
ایک قیامت خیز عنوان ہے قریب  
دستِ میں تنہا حرم رہ جائیں گے  
اے سکینہ اب نہ بابا آئیں گے

صبر نہ کہہ بلا کی گھر میں!  
سو گئے اصفہر قضا کی گود میں!  
کیا خبر تھی یہ بھی مارے جائیں گے  
اے سکینہ اب نہ بابا آئیں گے

اب بھی زینب سنبھالیں گی تمہیں  
گود میں اپنے سلا لیں گی تمہیں  
سید سجاد دل بہلائیں گے  
اے سکینہ اب نہ بابا آئیں گے

بی بیماں فریاد کہتی جائیں گی  
چادر میں انکی بھی چھپنی جائیں گی!

اس قدر یہ ظلم اٹھا ڈھائیں گے  
 لے سکیں اب نہ بابا آئیں گے  
 ایک قیامت اور ڈھائی گے لعین  
 آگ خیموں میں لگائیں گے لعین  
 جس کے شعلے آسمان تک جائیں گے  
 لے سکیں اب نہ بابا آئیں گے  
 دشمنانِ دینِ حقیت و زار کو  
 مخز دہ کو عسایدِ بیکار کو  
 پایا دہ شام تک لیجائیں گے  
 لے سکیں اب نہ بابا آئیں گے  
 شاہِ دین کی یاد ہوتی جائیگی  
 کہ بلا آ باد ہوتی جائیگی  
 رہنے والے اس قدر سو جائیں گے  
 لے سکیں اب نہ بابا آئیں گے  
 آئے اسیرِ جملہ زندانِ شام  
 آپ یہ تو قیرِ زیدی کا سلام  
 تذکرہ ہم آپ کا دہرائیں گے  
 لے سکیں اب نہ بابا آئیں گے!

جا کے کہدو کہ دریا ہم آئے ہیں  
 قوتِ دستِ عیدر دکھا دوں گا میں

آج لڑنے کے جوہر دکھا دوں گا میں  
 جنگ خلیفہ کا منظر دکھا دوں گا میں  
 رن میں اڑتے ہوئے سر دکھا دوں گا میں  
 خون آعداء سے رن ہم نے نہلائے ہیں  
 جا کے کہہ دو کہ دریا یہ ہم آئے ہیں  
 کانپتے ہیں میرے ڈر سے دشت و دین  
 میں ہوں لقمہ عزم حسین و حسن  
 میری رگ رگ میں جوہر خلیفہ شکن  
 فوج باطل تو کیا ہے الٹ دوں گا رن  
 آسمان میری ہیبت سے ٹھہرائے ہیں  
 جا کے کہہ دو دریا یہ ہم آئے ہیں  
 عظمتوں کی نشانی سے میرا علم  
 عزم جو شہاب علی کی قسم  
 کاٹ دوں گا سرِ ظلم جو روستم  
 شیر دل ہیں یہاں رہیں عادی ہیں ہم  
 ہم نے کفر و فساد کے در ٹوہرائے ہیں  
 جا کے کہہ دو کہ دریا یہ ہم آئے ہیں  
 آستین خود غضب میں پلٹ جائیگی  
 بازوؤں میں جو قوت سمٹ آئیگی!  
 آسمانوں پہیتی اُڑا جائے گی!  
 آج دوزخ بھی لاشوں سے بھرتا جائیگی



ہم ہر ایک مفر کے میں فتح پائے ہیں  
 جا کے کہہ دو کہ دریا پہ ہم آئے ہیں  
 ہم غضب میں جو آئیں فرشتے طرد ہیں  
 نام لگ نہ ہمارا بہادر ہر سر میں !  
 ہم جو سیفِ الہی ز میں یہ دہریں  
 پر پہ جبریلؑ نا د علیؑ دم کہہ ہیں  
 ہم نے قصے شجاعت کے دہرائے ہیں  
 جا کے کہہ دو کہ دریا پہ ہم آئے ہیں  
 میں علمدار ہوں، فوج کی اساس ہوں  
 میں جہی ہوں بہادر ہوں حساس ہوں  
 روک لے کوئی دریا کے میں پاس ہوں  
 مجھ کو کہتے ہیں سترہ میں غبار ہوں  
 ساتھ مشکِ سکینہ بھی ہم لائے ہیں  
 جا کے کہہ دو کہ دریا پہ ہم آئے ہیں  
 ہوں علیؑ کی جوانی کوئی روک لے  
 ہوں سکینہ کا جانی کوئی روک لے  
 کیسے تشنہ دہانی کوئی روک لے  
 لے جاؤں گا پانی کوئی روک لے  
 ہم سکینہ کے دل کی دُعا پائے ہیں  
 جا کے کہہ دو دریا پہ ہم آئے ہیں  
 لے میرے شیر تم سے ہے نام وفا

مَم کو کہتی ہے دُنیا اِمَامِ دُفَا  
ہم غریبوں کا لے تو پیامِ دُفَا  
مَم کو سنتے نے دیا یہ انعامِ دُفَا  
سایہ عالم یہ تیرے علم چھائے ہیں  
جاگے کہہ دو کہہ دیا یہ ہم آئے ہیں

## میرے والی اٹھوٹ کے جاتی ہوں میں

صُبح سے دوپہر تک یہ کیا ہو گیا  
گھر کا گھر نڈر شرم و بلا ہو گیا  
اپنی قسمت یہ آئندہ بہاؤں میں  
میرے والی اٹھوٹ کے جاتی ہوں میں  
خاک میں مل گئے میرے لعل و گوہرا  
بین کہہ تی ہوں جاگے ہر اک لاش بہہ  
اپنے روم ٹھے ہوؤں کو مناتی ہوں میں  
میرے والی اٹھوٹ کے جاتی ہوں میں  
آج اکبر کی زلفوں میں شانہ نہیں  
تھکھو لا خالی ہے اب تھکھو لے والا نہیں  
اب تصویر میں تھکھو لا جھللاتی ہوں میں  
میرے والی اٹھوٹ کے جاتی ہوں میں  
کوئی ماں کہہ کے مجھ کو بلا ساتھیں!

کوئی آواز نہ میری آتا نہیں  
سب کو آواز دے کر بلاتی ہوں میں  
میرے والی اٹھو لٹ کے جاتی ہوں میں

جانب نہر ہوتا ہے جب رخ مرا  
اک قیامت سی ہوتی ہے اس دم بیا  
جب تبھی عباس کہہ بلاتی ہوں میں  
میرے والی اٹھو لٹ کے جاتی ہوں میں

کوئی کلنوم و زینب کا والی نہیں  
کوئی پل ان کا آہوں سے خالی نہیں

ان کی آغوش میں سر تھپاتی ہوں میں  
میرے والی اٹھو لٹ کے جاتی ہوں میں  
ظالموں میں کوئی رحم والا نہیں  
ہم کو تسکین دے کوئی ایسا نہیں

سب کو فریاد اپنی سناتی ہوں میں  
میرے والی اٹھو لٹ کے جاتی ہوں میں  
دل میں تو قیر زیدی ہے محشر بیٹا  
بالوئے شاہ کی آ رہی ہے صبرا

میرے والی اٹھو لٹ کے جاتی ہوں میں  
قاصد میرا خط لیجا جا تیرا بھلا ہوگا

قاصد میرا خط لے جا، جا تیرا بھلا ہوگا!



جائزہ اٹھلا ہوگا، احسان تیرا ہوگا  
بابا میرا کہ فہ میں مہمان ہوا ہوگا

قاصد میرے بابا کی پہچان بڑی یہ ہے  
عباس علم بچے نئے ذیک کھڑا ہوگا  
قاصد مرے بھائی کا ہے نام علی اکبر  
ہم مشکل میں ہے سہرا بھی بندھا ہوگا

معصوم کی پہچان ہے یہ قاصد  
سینے پہ نشہ دینے سے مر اس کا دکھا ہوگا  
بلجائیں کہیں تنہا تھو کہ جو علی اکبر  
اتنا ہی فقط کہنا کب وعدہ وفا ہوگا

سب کچھ وہ لوتے لینا جو دے دے میرا بھائی  
اکبر نے میرا تحفہ عیدی کا دکھا ہوگا  
چلتے ہوئے گھٹنیوں اُصغر جو کل آئیں  
گودی میں اُٹھالینا احسان تیرا ہوگا

یو چھپیں جو چھپو بھی نہ نینٹ کیا حال ہے صفر کا  
کہنا کہ بہت تھا تب اب ادھر سوا ہوگا

جواں پسر کو جو موت آگئی تو کیا ہوگا

جواں پسر کو جو موت آگئی تو کیا ہوگا  
ریاض شہ پہ کھنچا گئی تو کیا ہوگا

چلی ہے ڈھونڈنے اپنے چچا کو ایک بچی  
کہیں جو شانے کے پاگنی تو تیشیا ہوگا  
سمجھ رہی ہیں سکینہ کہ پانی آتا ہے  
لہو بھری ہوئی منگ آگئی تو کیا ہوگا  
بنا کے ننھی سی تربت کو سوچتے تھے حسینؑ  
رہا بٹ خیمہ سے گرہ آگئی تو کیا ہوگا  
برستے پتروں میں دامن اٹھا ہے جس حسینؑ  
کلی رہا بٹ کی مر جھاگئی تو کیا ہوگا  
لکے سینے سے بر بھی نکالنے والے  
کلائی صبر کی تھرا گئی تو کیا ہوگا  
تڑپ رہے ہیں سناں کھاکے سینے پہ اکبرؑ  
کہیں جو ایسے ہیں ماں آگئی تو کیا ہوگا  
ہمارے رونے پہ وہ نہیں رہے ہیں اے زلمؑ  
اگر حسینؑ کی ماں آگئی تو کیا ہوگا

”اے مدینہ ہم تیرے قابل نہیں۔“

کہتی تھیں رُورُور کے بالو خمدیں  
اے مدینہ ہم ترے قابل نہیں  
کہ بلا میں چھپ گیا مارہ میں

اے مدینہ ہم ترے قابل نہیں!  
 اُب نہ وہ نہینب نہ کلثوم ہے  
 شہم سختی کی ہر اک سودھوم ہے  
 حرمت آل نبیؐ معدوم ہے

اے مدینہ ہم ترے قابل نہیں!  
 برچھیاں کھا کر کوئی تو مر گیا!  
 اور کوئی تلوار سے مارا گیا!  
 کوئی بچہ ترسیر زخمی ہوا!

اے مدینہ ہم ترے قابل نہیں!  
 شام کے زنداں سے چھٹ کر آئے ہیں  
 دہرہ بلہرہ گلیوں میں پھیر کر آئے ہیں  
 شاہ کی دفتر کو کھوکھلا کر آئے ہیں

اے مدینہ ہم ترے قابل نہیں!  
 برچھیاں کھا کر علی اکبر مرے  
 نہرہ عباس کے شانے سکے!  
 ہاتھوں پر شہ کے علی اصغر کے گئے!

اے مدینہ ہم ترے قابل نہیں!  
 دل میں اس دم ہو کر سی اٹھتی تھی آہ!  
 بھائی پریشہ جب چلتی تھی آہ!  
 سامنے میں دشت میں روتی تھی آہ!

اے مدینہ ہم ترے قابل نہیں!



کشف عین کیمیا کے ذریعے فضا میں اڑا کر  
عزت کی موت پر ہر ذلت کی زندگی سب



## نوحہ نمبر سو جا اصغر پیا سے سو جا!

از سید محمد ذکی  
ابن حیدر علی اسٹیج کراچی

لوہری سٹنا کر رہتی تھی مادر - سو جا اصغر پیا سے سو جا!  
موند لے آنکھیں اے میرے دہر - سو جا اصغر پیا سے سو جا!  
آجاء قی منڈیا - نندیا آجاء - ماں کے لبوں پر تھی یہی لوری  
گھل مل جائیں میں آنکھ سو جا اصغر پیا سے سو جا  
پیاں سے اب بے چین نہ ہونا تجھ کو ابھی سیلاب کر دے گی  
پانی گئے ہیں یعنی کوسٹور - سو جا اصغر پیا سے سو جا  
مٹھیاں تو نے کیوں باندھیں تھیں سے دل میں کیا ٹھانی ہے  
بدلے بدلے کیوں ہیں تیور - سو جا اصغر پیا سے سو جا  
پیاں میں حق پر جان چودے گا ہے یقین سیلاب کر دے گی!  
گود میں لے کر ساقی کو نہر سو جا اصغر پیا سے سو جا  
لے کے بلائیں کہتی تھی با تو ہوتا بولس میں یہ عرسے بیٹا!  
جان بھی کر تی تجھ پہ چھوٹا وہ سو جا اصغر پیا سے سو جا  
جھمک گیا ہائے ننھا گلا حبش نے چھپایا شر میں کہہ کر!  
دیکھ نہ لے اس حال میں مادر سو جا اصغر پیا سے سو جا  
غم سے لپکے رہیں میں ذکی تھی ماں کی تصویر میں یہ حالت  
کہتی تھی خالی جھولا جھولا کہہ - سو جا اصغر پیا سے سو جا

فوجِ منبر  
پُرسہ شہِ والا کا نہ ہرہ کو دیا جائے

(انہ سید محمد ذکی)

(ابنِ عیسیٰ رحلی بستی، گمراہی)

پُرسہ سفہ والا کا نہ صفہ کو دیا جائے

سب چاک گہریاں ہوں ماتم بھی کیا جائے

یہ حکم تھا حاکم کا سیراب ہوں سب لیکن  
احمد کے نواسے کو پانی نہ دیا جائے  
اکبر ہمیں تم لئے کب غم سے آؤ گے!

پیغام یہ صغرا کا اب کس کو دیا جائے!

باندھا ہے علم میں یوں شکیزہ سکینہ کا  
عباس کا پدم ہے پہچان لیا جائے  
بھیا تیری میت پر آئے گی بہن نہن میں!

زمینب نے کہا سکر جاتی ہے ردا جائے!

تھے بن سکینہ کے آجاؤ علیٰ اعظم  
متم بن تو میرے بیرن پانی نہ پیا جائے

عزبت میں بیتمی کی فساد کرے کس سے  
دربانی سکینہ کا جب چھین لیا جائے!

یہ کہے ذکی توڑ ادم بانی سکینہ نے  
بن باپ کے دنیا میں کیا خاک جیا جائے!



## کوئی پوچھے زبانِ خنجر و شمشیر سے پہلے

اُنہی رگسِ اوردہ ہی  
 کوئی پوچھے زبانِ خنجر و شمشیر سے پہلے  
 نہ سنے کہ بلا کا غم، دل دنگیہ سے پہلے!  
 علی سے ابتدا ہے دہر میں دینِ محمد کی  
 نہ تھا کوئی کٹماں ستارہ خنجر گیسے پہلے  
 کہو یادِ علیؑ اس یاد سے ہے زندگی دل کی  
 پڑھو نادِ علیؑ ہر کوشش و تدبیر سے پہلے  
 ان ہی کے عشق سے اناں کو عشقِ الہی ہے  
 یہی تقدیرِ انانی ہے ہر تقدیر سے پہلے  
 نظر میں ذرہ ذرہ کہ بلا کا عرشِ آعظم ہے!  
 ہمیں خاکِ شفا دینا ہر ایک اکسیر سے پہلے!  
 اذان اکبر نے دی یوں صبحِ عاشورہ سرِ میداں  
 کہ خود آئینوں کی پڑتے تھے ہر کیسے پہلے  
 وہی تیراہِ زخمی کہ گیا حفتِ سر کے سینے کو!  
 گلوئے افسرِ ناداں چھدا تھا تیرے پہلے  
 چنے جب بعدِ البدر سوئے مقتلِ کٹانے کو!  
 اجازت لی امامِ وقت نے ہمشیر سے پہلے  
 گلے میں طوقِ تھا عابد کے بازوؤں میں کوفے کے  
 مر لیقنِ غم کے نہ خنی پاؤں تھے زنجیر سے پہلے!

یقیناً صبرِ شہید ہی ہی زندہ کا نام ہے  
 نہ دیکھا صبرِ آیتِ زینبؓ دلگے پہلے  
 یہی غمِ دین و دنیا میں ہے سرمایہٴ محبت کا  
 نہیں ہے کوئی غم اے دل غمِ شہید سے پہلے!  
 غمِ شہید سے ہوگا اثرِ فرقت کی آہوں میں!  
 رئیسِ احساں غم ہے آہ بے تاثیر سے پہلے  
 (ابنِ حیدر علی لہجہ - کراچی)

لوحِ نمبر  
 حق کی گواہی چھپنے سے گئی شاہ کا سجدہ بول رہا ہے!  
 (از قلال نقوی امرہوی)

حق کی گواہی چھپ نہ سکے گی شاہ کا سجدہ بول رہا ہے  
 مقتل کی دہلیز یہ آکر خون کا قطرہ بول رہا ہے!  
 کب یہ حقیقت آج چھپی ہے فتح و ظفر کا نام علی ہے  
 مقتلِ مقتل خود ہے گواہی غزوہ بول رہا ہے  
 ساحل پر آیا ہے بہادرِ جوہم رہی ہے یادوں ترائی!  
 موجوں نے لبِ گوارے ہیں بہتا دریا بول رہا ہے!  
 زندہ وفا کا نام ہے گاسمِ وفاقت نام رہا ہے  
 بندِ زبانیں چپ ہیں تو کیا ہے ظلم کا چہرہ بول رہا ہے  
 افس یہ جلالتِ حق کے ولی کی شانِ رجبِ عباس علیؑ!  
 لاکھوں بزدل سکتے ہیں شیرِ کیلا بول رہا ہے!  
 دن میں دیا جوشہ نے خطبہٴ نذرِ بدایتِ بام یہ چمکا  
 کیوں نہ ملے ایمان کو حمارِ رتِ علم کا کعبہ بول رہا ہے

مرنے والے مرقہ چکے ہیں لیکن ان کا عزم ہے زندہ!  
 پہلے میں تادیخ نے اب بھی خون و فسا کا بول رہا ہے  
 مقتل میں جانے کی امیدیں بخون و محمدؐ دل میں لئے ہیں  
 پلکوں پہ آتش کیوں کی زبان میں حرفِ تمنا بول رہا ہے  
 کوئی کیسے پرچہ پائیوں کہ جسمِ تھکے ہیں سر بھی اٹکے ہیں  
 لاشِ پڑی ہے اب دو لہائی بکھر اس پر بول رہا ہے  
 ذکرِ محمدؐ کو حق کی زبان دی اگر نے مقتل میں آداں دی  
 ارض و سما ہیں محو عبادتِ ذرہ ذرہ بول رہا ہے  
 رن کی اجازت کا طالب ہے، چھوٹے میں بچہ کا تڑپتا  
 اصرار کی منہ صوم ادا میں دل کا ارادہ بول رہا ہے  
 سرور نے فقر بیجو کی ہے تیر چلائے ہیں اعدائے  
 یہ بھی مسلمانوں نے نہ دیکھا کس کو اسے بول رہا ہے  
 دردِ ہلال اک غم کی زبان ہے یہ زخموں کا طرِ زبیاں ہے  
 ماتم کی آواز میں طاعن کہ روح کا جذبہ بول رہا ہے!  
 (ابنِ حیدر علی بستی کہاجی)

ہم آن علی جانِ علیؑ شانِ علیؑ ہیں  
 (از آرزو اکبر آبادی)

ہم آن علی جانِ علیؑ شانِ علیؑ ہیں  
 تبلیغ رسالت کے لئے نقشِ جلی ہیں!

ہم لوگوں سے سیکھو کوئی مرنے کا سلیقہ !  
 طوفانِ حوادث میں ابھرنے کا سلیقہ !  
 ہم سدا حد یا طیل پہ چراغانِ علیؑ ہیں  
 ہم بندہ میں صفین میں حلیب میں ملیں گے  
 ہم لوڈ پہ ہم دین کے لشکر میں ملیں گے !  
 ہم نہ تو نہ ازل ہی سے فدا یاں علیؑ ہیں  
 ہم سے ہوئی ہر بزم میں باطل کی تباہی  
 ہم لوگ ہیں ہر حال میں تقدیر الہی  
 مشہد سے نجف تک سرسیدانِ علیؑ ہیں  
 قتال کو بھی ہم شہریت شیریں کا صلہ دیں !  
 جو خون بہائے اُسے ہم شہید بلا دیں !  
 ہم کو نہ تو شہید نہ عذابِ علیؑ میں  
 ہم کیا ہیں یہ بغداد کی دیواروں سے پوچھو !  
 ہم کون ہیں خونِ آشتی تلواروں سے پوچھو !  
 ہم قتل گاہِ عشق پہ احسانِ علیؑ لھیں  
 ہم وہ ہیں کہ مردانِ یفا جن سے حجل ہیں  
 افانہ ماضی نہیں ہم حال کا دل ہیں  
 ہم جو دردِ سخا والے ہیں فیضانِ علیؑ ہیں  
 ہم سامرہ و کرب و بلا والے ہیں لوگو !  
 بغداد کے مقتل میں خدا والے ہیں لوگو !  
 ہم اہل نجف بن کے رضا والے ہیں لوگو !  
 سرکارِ مدینہ کی دعا والے ہیں لوگو !



۳۴

ہم فاطمی تاریخ میں عثمان علی ہیں  
مولاؑ ہیں مولا کے لئے جان بھی دیں گے!  
یہ کفر ہے لہ کفر کا الزام بھی لیں گے!!  
ہم لوگ تو سرِ برونہ شاخِ عثمان علی ہیں

تبلیغ رسالت کے لئے نقشِ جلی ہے  
یہ آن علیؑ جانِ علیؑ شانِ علیؑ ہے

جو دریائے آزاد تھا کل تک سرِ میدان  
اور جس سے تہ تیغ تھا منہ بولتا قرآن  
وہ آج بھی دنیا میں پشیمان علیؑ ہے

وہ تیر لگا اصغرِ کم سن کے گلے پر!  
وہ بانو کے مُصطرِ نکل آئیں بلیں کھلے سر  
تبیخ ہیں اور سورہ قرآن سنی ہے

جس وقت کے جگرے گئے مددِ مہم کے باند  
ظالم نے دیا حکم نہ نیکے کوئی آنسو!  
اس وقت بھی خاموش ہدیٰ خوان علیؑ ہے

بولیں یہ سنگینہ چچا عباسؑ کہاں ہیں  
جن سے ہے میرے جینے کی ہر اس کہاں ہیں  
نہیں نے کہا رو کے وہ مہمانِ علیؑ ہے

بولے یہ شقاوت کے دھنی کیسے بھلا ہیں!  
کیسے بھلا زنداں کو ہم آگ لگا نہیں!  
شعلوں کی بناہٹوں میں سنبھلتا ان علیؑ ہے



صاحب بیاض  
سید ابرار حسین

کتابخان

خداوند کاوینی

تعداد نسخہ ۱۵۵۱

## شہ کا ماتم ہے فوجہ نمبر ۱

اُنس آخر فیض آبادی

شہ کا ماتم ہے فوجہ نمبر ۱  
 دل کو قابو میں رکھیں ایل عزا!  
 میر بانی کا حق ادا کیجیے  
 راہ مولائیں کیوں نہ مہرجائیں  
 تشنہ لب ہیں حسین کے اطفال  
 کہہ رہے ہیں سوال آب حسین  
 منزل امتحان میں ہیں شہید  
 شہ کی نظروں میں ہے شبیہ رسول  
 دیکھنا انتہا سے صبر حسین  
 شہ غمہ سیکھ کا تیر سہم  
 برکت زہرہ کی سیکھی کی گواہ  
 ہم سے چھپے گا کون منسلک علم  
 کچھ تو سوچو کہ آل احمد پر  
 حق پرستی ہے زندگی سائتہ  
 کہ بلا شرح زندگانی ہے!

چلے رن کو آغوش زینب کے پاس  
 چلے رن کو آغوش زینب کے پاس  
 اُنس آخر فیض آبادی  
 کھڑے ہیں حرم اپنے دل کو سنبھالے

یہ جنگ مال نے کیا ان کو زخمت  
ایچانک فضا میں اک آواز کو بجی !  
علیؑ کے نواسے ہیں عون و محمدؑ  
و غافل کہ ناچھ آساں نہیں ہے  
صنائی جو زینبؑ نے بچوں کی پائی  
تقدیق کئے میں نے خون و حشمت  
کہاں کھو گئے ہائے عباس و اکبرؑ  
یہ تار یک عالم یہ امواج طوقاں  
لگے جس کا کشت بس اک دو پہر میں  
یہ دکھیا دی ماں کی کہانی ہے نہ آہ  
سمجھتے ہیں اس غم کو اولاد والے

### درہنیم سے یہ ہمشیر نے منظر دیکھا ! (از صفدر لگاؤ میں)

درہنیم سے یہ ہمشیر نے منظر دیکھا  
زینبؑ سے جگہ خال غیش کھلے گری  
کر گئے کربے بلا میں جو حسینؑ ابن علیؑ  
کہاں شمشاہہ کہاں تیر سیر پر لفظ عالم  
یابوہدیٰ خیم سے خواہر نکلا آئی با مصد  
سہ کا زانو بھی ہے رومال بھی ہے زہرہ کا  
سجود شکر کیا دیں یہ لڑکی کہ سب کچھ

بھائی کے حلق پہ چلتا ہوا نجف دیکھا  
ہائے جب لوگ سناں پر سر سرور دیکھا  
ایسا سجدہ نہ بھی پھر نہ خستہ دیکھا  
نیر دیکھا نہ گلوئے علیؑ اس قدر دیکھا  
سہ کو لاتے ہوئے جب لار شہ اکبر دیکھا  
جگہ کا جیسا تو کسی کا نہ مقدہ دیکھا  
کوئی دینا بدین ستیر کا ہم دیکھا



نہ عبادت نہ شجاعت نہ سخاوت کجواب ہم نے ایسا نہ کوئی بندہ دارودر دیکھا

جاں نثاروں کو لئے کھٹے چلے اے صفدر

بچے نے ملٹے ہوئے جب دین پیٹ پر دیکھا

لوحہ منبر  
صدقے ہو یہ مادر !

از عشرت جہاں آفرین

میت پر علیکنہ کی یہ ماں کہتی تھی رو کر — صدقے ہو یہ مادر

بن ماں کے بھلا نیند تھیں آئیگی کیونکر — صدقے ہو یہ مادر

در کھل گیا زنداں کا دیکھو مری جانی — لو آگیا پانی

جی بھر کے دہم سے نہ ہوا آبِ سیر — صدقے ہو یہ مادر

گھر جانا ہے دادی کے ذرا بال سوارو — کرنا یہ اُتارو

بھجوائے ہیں حاکم نے مری بی بی کے کوٹھڑا — صدقے ہو یہ مادر

آماں کی طرف کسی آنکھوں کو نہ دیا — کیوں پوچھیں ناراض

کھلانے کو آئے ہیں سن سبطِ سیمبر — صدقے ہو یہ مادر

جائے گی زیارت کو تباہی کی — بلو لو مری پیاری

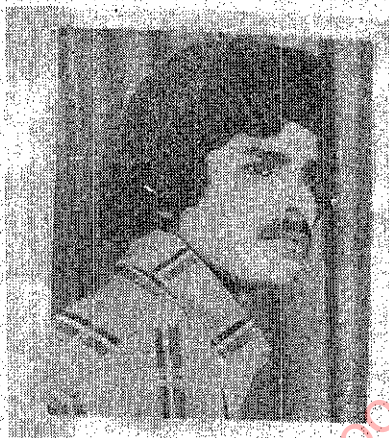
شب بھر تو بہت باتیں آئے تھے سرور — صدقے ہو یہ مادر

کل فاطمہ صغرا تو کبھی تم پر چہرہ ہی تھیں — کیا جان گئی تھیں !

اب جیتے ہوئے تم کو نہیں پائے گی خواہر — صدقے ہو یہ مادر

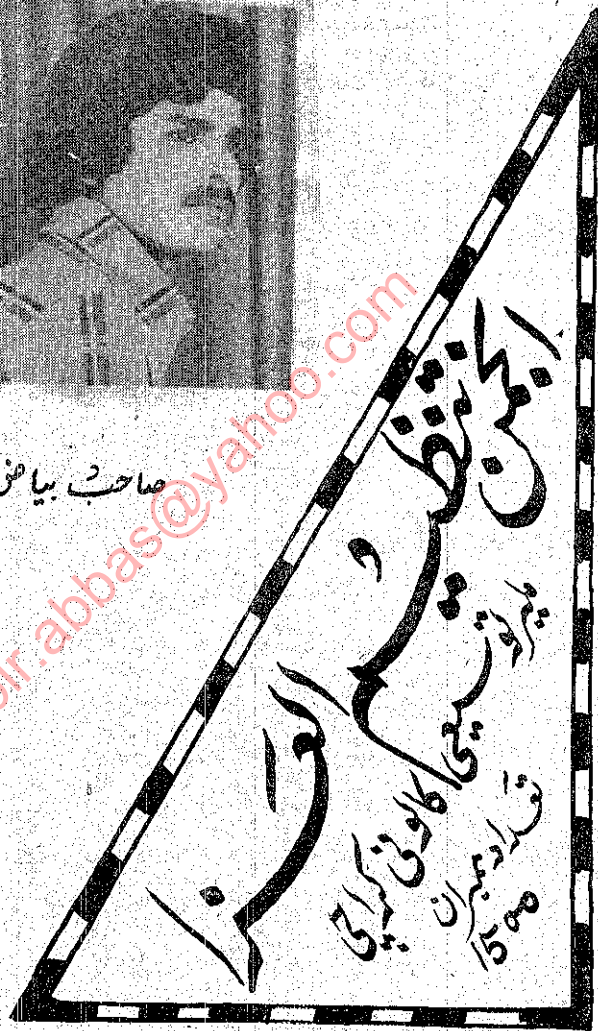
کیوں سوئی ہے لوگو مری بچی کو جگا دو — آواز سنادو !

اس چاند سے چہرہ نہ ڈالو ابھی چادر صدقے ہو یہ مادر !



صاحبِ بیاض

[jabir.abbas@yahoo.com](mailto:jabir.abbas@yahoo.com)



## ملت کا شیدا حق کا شناسا !

ملت کا شیدا حق کا شناسا      پیار سے نبی کا پیا رُلاؤ سا  
 دگر یا کنارے دو دن کا پیا سا  
 مارا گیا ہے راہ خدا میں  
 کرب نہ بلا میں بہتر ہے سے کہے      بھٹکے ہندوں کو رستہ بتا کے  
 انسانیت کا پیغام لا کے !  
 مارا گیا ہے راہ خدا میں  
 اک اک وفا کے پیسے کھڑے کر      اکبر کو لے کر اصغر کو لے کر  
 ہمراہ اپنے گھر بھر کو لے کر  
 مارا گیا ہے راہ خدا میں  
 وہ ہل اُٹا کے گھر کا اُچھا لڑا      دوزخ کی گدڑی کا پانا  
 تقدیر نہ تھمے نہ تھلا  
 مارا گیا ہے راہ خدا میں  
 چہرے کیسی تابندہ گی ہے      مظلومیت کی پائندہ گئی ہے  
 لاشے سے پیدا کیا زندگی ہے  
 مارا گیا ہے راہ خدا میں  
 اہل حرم کے دل ہیں نرا لے      بیٹھے ہونے ہیں غم کو سنبھالے  
 چپ رہ گئے ہیں سب رونے والے  
 مارا گیا ہے راہ خدا میں !

بستی سے کہہ دو تجھی سے کہہ دو  
 خشکی سے کہہ دو دریا سے کہہ دو  
 منظرِ دم سے وہ دنیا سے کہہ دو  
 مارا گیا ہے مارا خدا میں  
 ہوتا ہے اس کے جاؤ پہ رہی  
 بیلا ہو جا اے جگ کلا بھی  
 فوج خدا کا ناجی سپاہی  
 مارا گیا ہے مارا خدا میں  
 اے خجتم دیکھو یہ حق نہائی  
 اللہ اس کے علم کی رسائی  
 درو آستان سے ساری خلئی  
 مارا گیا ہے مارا خدا میں

کیا صفت ماتم پہ بیٹھے ہو عزادار و اکھو!

کیا صفت ماتم پہ بیٹھے ہو عزادار و اکھو  
 نہایت کی روح اعظم کے پرستار و اکھو  
 چہرہ روشن دکھا کہ فطرتِ اسلام کا  
 کلمہ پڑھا دو شہید کہ بلا کے نام کا  
 سرورِ شانِ اجل کی وہیں قربانیاں  
 بے و ہند مسجدوں ظاہرے سرورِ سماں نیاں  
 چہرہ روشن دکھا کہ فطرتِ اسلام کا  
 کلمہ پڑھا دو شہید کہ بلا کے نام کا  
 خلق سے کہہ دو کہ یہ شانِ شہاد دیکھو  
 تین دن کھو کے بیاسیر کی شجاعت دیکھو



دل پہن رکھے ہیں نہ رہوں پر جلالت دکھ لے  
 ایک ہے ایک معصوم ہوتا دیکھ لے  
 چہرہ نہ روشن دکھا کہ فطرت اسلام کا  
 کلمہ پڑھو اور دوشہید کہ بلا کے نام کا  
 حق کی قربان گاہ پر شیر کا لاش بھی ہے  
 یا دنگاہ شاہ خیر گم کا لاش بھی ہے  
 رک رسول اللہ کی نقیب کا لاش بھی ہے  
 گو دین شیر کے بے شیر کا لاش بھی ہے  
 چہرہ نہ روشن دکھا کہ فطرت اسلام کا  
 کلمہ پڑھو اور دوشہید کہ بلا کے نام کا  
 رہ گیا باقی اب تک نام کہتے ہیں اسے  
 جی اٹھی ملت خلد کی کام کہتے ہیں اسے  
 کڑ کے کہنے کے پیغام کہتے ہیں اسے  
 اے مسلمان دیکھ لے اسلام کہتے ہیں اسے  
 چہرہ نہ روشن دکھا کہ فطرت اسلام کا  
 کلمہ پڑھو اور دوشہید کہ بلا کے نام کا  
 دوش بہ فوج مسیحی کا علی لیکر چلو  
 یاد میں عباس کی جیشتم نم لے کہ چلو  
 پاؤں تھک جائیں تو بہت دم لیکر چلو  
 نجم اور بزم ماتم میں قسم لے کہ چلو  
 چہرہ نہ روشن دکھا کہ فطرت اسلام کا  
 کلمہ پڑھو اور دوشہید کہ بلا کے نام کا

نوحہ نمبر  
 راج دلا نہ ہرا کا نہ تھی ہے اور پیاسا ہے

راج دلا نہ ہرا کا نہ تھی ہے اور پیاسا ہے  
 بوند نہیں ہے پانی کی خون کا دہ یا ہوتا ہے  
 گیتی اوجھنی ہوتی ہے گم نے نہ دیکھی ٹھوڑے سے !  
 اپنی گود میں لے لی گئی کسی گود کا پالا ہے !

اکبر و قاسم کوئی نہیں، بس بندھے لڑکے بندھے  
 دریا چھینے والا کبھی دریا چھین کے سوتا ہے  
 خون کی ندی ایسی پڑھی صبح سے لیکر شام تک  
 چاند نبی کے ڈوب گئے سورج ڈوبے والا ہے

خلق پہ تیغ قابل ہے جان پیڑ سجدہ میں!  
 دولوں عالم حد سے ہیں کیسا پیارا اسجدہ ہے  
 کل جو نبی کے دوش پہ تھا آج وہ موسیٰ نیزہ پر  
 ایک زمانہ ایسا تھا: یک زمانہ ایسا ہے!

تجھ کوئی تیغ دی ہی قسمت یلدا کیا روشن ہو!  
 بیچ میں حکمے جلتے ہیں چاروں طرف اندھیا ہے  
 موت یہ تیری کیسی ہے گردے میں سے لے لے!  
 مجلس بستی بستی ہے ماتم صحرایہ صحرایہ ہے

چاہرہ کی منزل تھی آٹھ پہر اب چہرے ہیں!  
 کام کی گھڑیاں بیت کیسے نایم کا ڈنکا بجتا ہے!  
 نجم غرور ملت ہے جلوہ دراز کرب و بلا!!  
 ایسا جی ہر عالم میں ناز دو عالم ہوتا ہے

نوحہ نمبر ۱۱  
 بابا بتائیے میرے گھر کہاں گئے  
 (تغنیلم العزا)

(از سحر فیض آبادی)

جب رن میں جاں نثار امام زمانہ گئے!  
 عباسؑ لیکے فوج خدا کا نشان گئے!

پانی ٹسکینہ ہائے مرے مہریاں گئے  
 پانی ملا کہ نہر سے نشہ دھاں گئے  
 بابا بتائیے مرے عمو کہاں گئے  
 مقتل میں سب ہمارے صغیر و بزرگ گئے  
 میدان کا زلزلہ کے لڑوچ لڑواں گئے  
 دشتِ بے لای میں آئے تھے جو یہاں گئے  
 سنتی رہوں بھائی جان بھی سسک جاناں گئے  
 بابا بتائیے مرے عمو کہاں گئے

خستہ بیابان دیکھئے کیا نہ مگاہ میں  
 جو بھی گیا تہید ہوا حق کی راہ میں  
 بجتے ہیں شادیاں نے بزدلی سپاہ میں  
 سالہا جہاں آداں ہے میری نگاہ میں  
 پانی کا ہم سے کہہ کے بہانہ چلے گئے  
 نشہ لبوں کو دیکھ دلا سا چلے گئے  
 سیالینوں کو چھوڑ کے روتا چلے گئے  
 مجھ کو نہ سنا تھ لے گئے تنہا چلے گئے

بابا بتائیے مرے عمو کہاں گئے  
 وعدہ کیا تھا مجھ سے کہ پانی بلائیں گے  
 دریا سے کیا جبر تھی کہیں اور جائیں گے  
 کیا میرے جینے کی بھی واپس بھی آئیں گے  
 آئیں گے بھی تو ہائے کہاں مجھ کو پائیں گے

آئیں نہ اپنے خون میں نہائے ہوئے کہیں !  
 باز و کیٹیں نہ تیغ جھلاتے ہوئے کہیں  
 رستے میں رک گئے ہوں نہ آتے ہوئے کہیں  
 دیکھا تو ہوگا آپنے جاتے ہوئے کہیں  
 بابا بتائیے مرے ہوئے کہاں گئے

میرے چچا کا حال خدا را سنائیے  
 میں منتظر ہوں دیر سے تحفے میں آئیے  
 خاموش کیوں کھڑے ہیں ذرا بیٹھ جائیے  
 اللہ حجہ کو مشک و علم تو دکھائیے  
 بابا بتائیے مرے ہوئے کہاں گئے

کچھ دیر پہلے کوئی نہیں تھا فرات پر  
 تھا میرے عم کا قبضہ فرات پر  
 پھر کچھ خبر نہیں کہ ہوا کیسا فرات پر  
 اب کیوں ہے فرج شام کا بہر فرات پر  
 بابا بتائیے مرے ہوئے کہاں گئے !

جو کچھ بھی ظلم ہو گا وہ دل پر سہول گی میں  
 پانی کا نام بھول گئے بھی اپنے لوں گی میں !  
 ہرگز نہ اپنی پیاس کا شکوہ کر دیتی ہیں !  
 جب تک بتائیے گا نہ روتی رہوں گی میں  
 بابا بتائیے میرے ہوئے کہاں گئے !

اب میرے دل کی بات کہ سمجھا کر رہے گا کون  
 میں روٹھ جاؤں گی تو مٹا یا کر رہے گا کون



جھک کر اٹھ کے گود میں بٹھلا کر سے گا کون  
جاؤں گی جب یہاں تو پہنچا کر بگا کون  
بابا بتائیے مرے عمو کہاں گئے

آندرا ہمیں تائیں نہ مجبور جانکر  
چیموں میں گھسی نہ آئیں کہیں بانیاں شہر  
گود پر مرے نہ چھینے کہیں کوئی بد کہہ کر  
کیسے کہوں گی مارے طہانچے کوئی اکہر!  
بابا بتائیے مرے عمو کہاں گئے

ہونٹوں پر دم ہے پیاس کی شدت تو دیکھئے  
اس حال میں بتائیے کیسے کوئی بچے  
دوڑے یہ اپنے جد کے خچرے بھج کر گئے!  
عمو مرے جہاں تھی ہوں جلدی لائے!  
بابا بتائیے مرے عمو کہاں گئے

مصرف غم ہیں شاہ شہیدان کے سدا گوار  
ستقاے اہل بیت کے ماتم میں اشکبار  
شاہد وفات حضرت عباس پر نشان  
اُس پر سلام حق نے کہا شہ سے یاد یار  
بابا بتائیے مرے عمو کہاں گئے!

الوداع نوحہ نمبر  
ختم ہے اہل عزائم کی کہانی الوداع

(از سائبر فیض آبادی)

ختم ہے اہل عزائم کی کہانی الوداع  
الوداع لے فاطمہ ہر کے جانی الوداع

رہے تھے میں سرگرم کرم اسلام کو  
 آج بھی ہیں فاطمہ بیٹے کے پیرائے کے لئے  
 رہے شریک مجلس عم شاہ کی دکھیا بہن!  
 وہ علمدار حسینی دیکھ کر جس کا جلال!  
 مائیں امدادوں کو خاکِ خون میں غلط دیکھ کر  
 ہلے وہ بالی سلیتہ اور وہ اکی سیکسی  
 آجھے تو خاک کے آبِ دریا سے پانی لیتے  
 تیرے کھاکر مسکرایا جو بدیہ کی گود میں!  
 اس عزا خانے کے جہانِ آج نہشت ہو چکا

بخشے دے حیات جاودانی الوداع  
 پریت کسینہ کہو نہ پڑا کے جانی الوداع  
 جس نے کی اہل ہرم کی پاسبانی الوداع  
 بے قہار ایک ہے دریا کی سردانی الوداع  
 لاش پر نہ دیتی ہے کسی لڑجوانی الوداع  
 غش غش کھاتی تھی جو کہہ کہہ سے پانی الوداع  
 جان نیتی ہے ہر می تشنہ دہانی الوداع  
 دل ہلا دیتی ہے جی بے زبانی الوداع  
 کہہ رہی ہیں کہہ کہہ نکھیل نفسانی الوداع

کس طرح ساتھ نہ پاں ہم خدا حافظ کہیں  
 اشکِ عم کرتے ہیں دل کی نمر جانی الوداع

سلام لہو حرم  
 اہل دل آج بھی ہیں دین کے سردار کیسا تھ

(اُدسا حرم فیض آبادی)

کہہ بلا میں جو ہوا عزتِ اطہرہ کے ساتھ  
 ہوتا ہے مسرور کا رہتا ہوتا یہی شہر کار کے ساتھ  
 اہل دل آج بھی ہیں دین کے سردار کے ساتھ  
 دل بدلتے ہیں کہیں وقت کی رفتار کے ساتھ  
 نہ مسلمان کے پرستار نہ کفار کے ساتھ!  
 ہم وفادار ہیں رہتے ہیں وفادار کے ساتھ!

جن شہیدوں کے لبوں سے ہوئی تعمیرِ حرم  
 ان کا سایہ بھی تو ہے سایہ دیدار کے ساتھ

بات بگڑا ہی ہوئی بن جائے جو نظر دل میں رہے  
 اپنا کہہ دارہ بھی شبیر کے کہہ دارہ کے ساتھ  
 کہہ بلا ہے دل مظلوم کی پہلی آواز  
 جس نے دی تم کو زبانِ جبرائیل اظہار کے ساتھ  
 دیدہ دل پہ یہ کھساں غم سرور کا اثر !  
 گرم آنسو بھی نہ ہیں آہ سرد بار کے ساتھ  
 تشنہ کا محی کافانہ ہے بہ عنوان وفا  
 نہ کہہ مشکب سکنہ کا علم دارہ کے ساتھ  
 صفیں شکر کی اُلٹ کہہ یہ پکارے عباس !  
 زورِ یاد دے علی چاہیے تلوار کے ساتھ !  
 اے جس لیے غزا دارہ پہ کچھ اور کرم !  
 جذبہ غم بھی عطا ہو دل بیدار کے ساتھ  
 زنجیرِ منہ  
 گونجی ہے تیغ بھی شبیر کی آواز !

گونجی ہے تیغ بھی شبیر کی آواز  
 قرآن کی آواز ہے شبیر کی آواز  
 ڈوبی ہے اتر میں دل دلیگیری آواز  
 آواز ہے کیا ماتم شبیر کی آواز  
 ابداد طلب حق کی حمایت کے لئے ہے  
 کہن میں گونجی ہوئی شبیر کی آواز !

جیسے کی تمنا میں ہوا موت کا اُنہ ماں !  
 فخر نے جو مٹی غر سے لقمہ ہیر کی آواز  
 اکبر کی اذال سے کھٹا اندھیرے میں اُجالا !  
 کیا لڑے سے معمور تھی تکبیر کی آواز  
 اکبر ہیں کہ اسلام کی منہ بولتی تصویر !  
 اُتر رہی ہے دلوں میں اُسی تصویر کی آواز  
 اصفیٰ کا گلاب چھہ گیا پیکان ستم سے  
 ہالاز کے کلیجے میں چبھی تیر کی آواز  
 اکبر سے گلے مل کے خموشی سے ہیکا کی !  
 اس طرح کلو گیر ہوئی تیر کی آواز  
 عابد جو چلے طوق و سلاسل میں گرفتار  
 ماتم کی صدا بن گئی زنجیر کی آواز  
 تو نے بھی مٹی ہو گی سکوت شب عاشورا  
 جنگل میں کسی مادہ دیگر کی آواز  
 یہ دم دل انساں کی گرہ کھول رہی ہے  
 شب تیر ترے ناخن تدبیر کی آواز  
 ہر دور میں ہے ذریعہ بشر کے لئے سناہر !  
 پیغام عملِ حُسن و شبیر کی آواز  
 مظلوم دعا لوجہ خمیر  
 اختتام مجلس پر زیارت پڑھنے کے بعد مندرجہ ذیل دعا پڑھی جائے جملہ مومنین  
 حاضرین آمین کہیں۔ (مصنف)  
 بہر اوج انبیائے خلد  
 بہر اوج اولیائے ہدیٰ



بہارِ وِاج چہاں رہے ہر آدمی  
کہ تجویں کے ہر دینِ لیسرور  
ایک مذہبِ بوقاف ہے ناقاف!  
تہذیبِ علم ہو ہمیشہ بلیغ!  
جو کہ ہوں رنجِ نین دہ بائیں چین!  
ہوویں پیدا خلفِ سعادت مند  
اُن کو کہ نیک ہوں نہ آوارہ  
جو کہ بیمار ہیں شفا پاویں!  
عفو کر ہر مومن کے عصیاں کو  
کھول دے اُنکے عقدہٴ مشکل  
اُس کا ہر آدمی مدعا دل کا  
حاجت انکی برآئے خاطر خواہ  
تاکہ بیتاب کی دعا ہو مقبول!

بہارِ وِاج چہاں رہے ہر آدمی  
کہ ہر دینِ لیسرور  
ایک مذہبِ بوقاف ہے ناقاف!  
تہذیبِ علم ہو ہمیشہ بلیغ!  
جو کہ ہوں رنجِ نین دہ بائیں چین!  
ہوویں پیدا خلفِ سعادت مند  
اُن کو کہ نیک ہوں نہ آوارہ  
جو کہ بیمار ہیں شفا پاویں!  
عفو کر ہر مومن کے عصیاں کو  
کھول دے اُنکے عقدہٴ مشکل  
اُس کا ہر آدمی مدعا دل کا  
حاجت انکی برآئے خاطر خواہ  
تاکہ بیتاب کی دعا ہو مقبول!

ہے سلام اُس پر جو کہتی تھی میرے پیر حسین

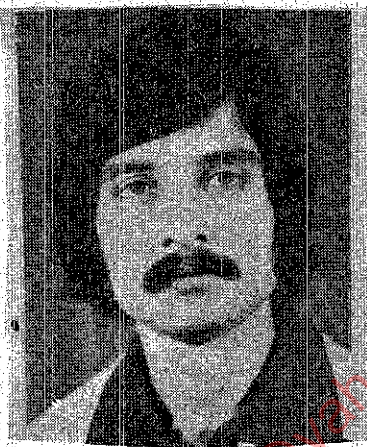
(از نبادشاہِ سخن حضرت مرزا قلیچ محمد)

ہے سلام اُس پر جو کہتی تھی میرے پیر حسین  
خاک میں کس نے ملائی تھی تصویرِ پیر حسین  
اماں زہرا کا جنازہ تو اٹھا تھا سنب کو!  
جھک کر بلیے میں لئے جاتے ہیں بے پیر حسین  
تو تو ہر دین میں سدا آئنا کما کر سیتے!  
نیکے سدا اٹھی ہے خبر تے کو یہ پیر حسین

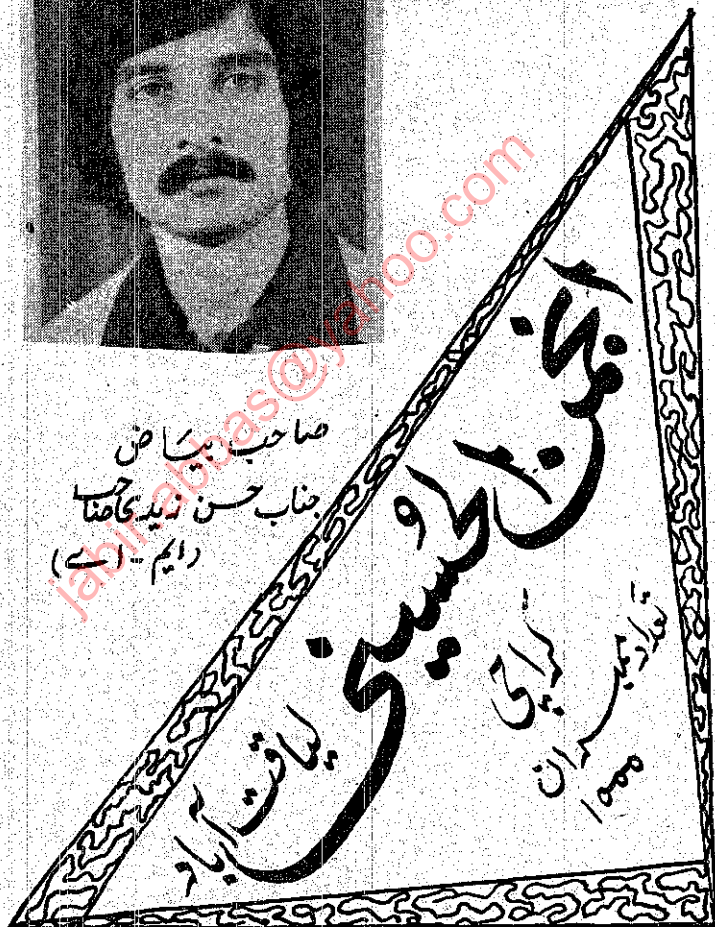
راتِ دلِ دردِ دُعاں تھائی بھائی بھائی!  
 اب اچھی کس کو کہے زینتِ دلِ کس حُسنِ!  
 تیرے گردِ تیرے کی کسی نے نہ سنا سائی کی  
 یہ نہ سمجھے کہ ہے قرآن کی تفسیر حُسنِ  
 جلدِ کو ماں باپ کو اور بھائی حُسنِ کو روئی!  
 کیا بری تھی حری چچین ہی سے تقدیر حُسنِ!  
 پوچھتا ظالموں سے کوئی نہیں تیرے بغیر  
 کیا یتیموں کی یہی ہوتی ہے تقدیر حُسنِ  
 تم کو منصبِ کوشہادت کا خدا نے بخشا!  
 ہم کو قسمتِ دہی زنداں کی جاگیر حُسنِ!  
 شر کے تب خلقِ یزیدہ سے یہ آواز آئی  
 سدا یہ ہمراہ چلے گاتے ہمیشہ حُسنِ  
 شاہ کا سرکٹ گیا تیغِ جفا خاموش ہے

شاہ کا سرکٹ گیا تیغِ جفا خاموش ہے  
 آسمانِ قصدِ پیغمبرِ مہرِ بلا خاموش ہے  
 وہ ہنگامہ، مسکدانا اور پلٹنا شاہ سے  
 اصغرِ معصوم کی اب ہر ادعا خاموش ہے  
 تیرے کیا حقوق اور اصغرِ نرِ بکمرِ مرگے!  
 خلقِ اصغرِ چیر کر تیر جفا خاموش ہے!

اب نہ دریا میں تلاطم ہے نہ موجیں میٹھا لا!  
 ہائے اصفہر گشتہ تیر حقا خاموش ہے!  
 صرک گئی نبضِ دو عالم سحر کھرائی کائنات  
 نزدیکِ پنجر بادشاہ کہ بلا خاموش ہے  
 بے کفن لاشیں عزیزوں کی پڑی ہیں جا بجا  
 شاہ بیکیں پیکرِ صبر و رضا خاموش ہے  
 خیمہ گاہ میں حشر ہے آوازِ دو عباس کو  
 چھوٹی لہری ہیں چادریں جان و فانا خاموش ہے  
 جس کے پردے کے محافظ اکبر و عباس تھے!  
 آج بلوے میں وہ زینب بے ردا خاموش ہے!  
 بند ہو کر رہ گئیں اکبر کے دل کی دھڑکنیں  
 قاصدِ صغرا پریشاں ہے فضا خاموش ہے  
 دوتے دوتے مر گئی شاید عکینہ قید میں!  
 رات سے تاریکے نڈال کی فضا خاموش ہے!  
 خندہ زن ہیں اشقیا و ربا بد میر شام میں!  
 سہرہ بہنہ دختر خیر النساء خاموش ہے!  
 کہنچہ لی بیٹے کے سینے سے سناں شبیر نے  
 اک تحیر میں ہجومِ انبیاء خاموش ہے  
 خاک کہہ ڈالا سب نے دلِ رسول اللہ کا!!  
 خاک اور غول میں شبیہ مصطفیٰ خاموش ہے  
 شہر ہے افلاک میں بر باد کی شبیر کا!  
 اور گرفتار محنِ آزلِ عباس خاموش ہے!



صاحبِ میرا ض  
جنابِ حسنِ نذیرِ حمدا  
(ایم۔ اے)





منزل کوفہ میں کیا صدے بڑے سچا دہرا!  
اللہ اللہ ضبطِ عالم زین العبا خاموش ہے

عابدِ بیزار اور وہ تازیانے شمع کے ز  
طوق ہے سکتے میں اور زنجیر یا خاموش ہے

نورِ نمبر  
ٹوٹے دلوں کی آس میں میرے مولا عباس  
(از حسن زیدی)

ٹوٹے دلوں کی آس میں میرے مولا عباس  
مظلوم و مکیس کی آس میں میرے مولا عباس  
شیرِ خدا کے دلا دے شیرِ دشتِ بے پناہ کے  
آقا میرے عباس - یا عباس  
بچے ہیں خیروں میں پیاسے دہتی ہیں مائیں دلا سے  
ان کی بچھا دو پیاس - یا عباس  
صغیر نے خط میں یہ لکھا عباس آئے نہ بھیتا  
کریل کو آ پار اس - یا عباس  
چپ آسماں اور زمیں ہے شہ کا تو کوئی نہیں ہے  
تم ہو مگر عباس - یا عباس  
رو رو کے زینبؓ بکھاری دکھیا ہوں اور غم کی ماری  
آتا ہے یوں وسواس - یا عباس  
تیروں کی بارش نے گھیرا ہر سمیت مولا نے دیکھا  
کوئی نہیں ٹھا پاس - یا عباس

رودِ سکینہ بیکارے کانوں سے گزیر اُتارے  
 سُننے نہیں عباس۔ یا عباس  
 شبیر بھی اب سدھارے دکھ درد کے اب ہیں مارے  
 کوئی نہیں ہے پاس۔ یا عباس  
 ٹوٹی اُمیدیں جگادو دھننے پہ اپنے بلالو!  
 یہ ہے حسن کی اس یا عباس

کہا لیلانے یہ رو کر علی اکبر علی اکبر (الحینی)

کہا لیلانے رو کر علی اکبر علی اکبر  
 ہو داری تجھ پہ یہ مادر علی اکبر علی اکبر  
 وہ تیرا چاند سا پہرہ لسا ہے تیری آنکھوں میں!  
 تیری کھیل جوائی اب تک ہے از سببوں میں!  
 میرے حیدر علی کے صفد۔ غنی اند۔ غنی اکبر  
 میرا ارمان تھا ایک دن تجھ دو طرف بن دُر کی!  
 مبارکبادیاں لوں گی گلیجے سے لگا دُر کی!  
 کہاں ڈوبا میرا اختر علی اکبر علی اکبر  
 چھو بھی زمین نے بچپن سے تجھ پالا تھا اے بیٹا  
 پرست تھی انھیں بھی دیکھتیں اک دن تیرا سہرا  
 وہ روئی ہیں یہی کہہ کر۔ علی اکبر علی اکبر  
 سکینہ بھی تیری چاہت میں اس طرح تڑپتی ہے  
 کبھی ہاتھوں کو سینہ پر بھی کر کو بیگتی ہے!

اُسے چہن آئے گا کیونکہ۔ علی اکبر علی اکبر  
 بچھدا بر جھمی سے سینہ اس طرح تیرا علی اکبر  
 نظر آتا تھا بہت ناخون کا دھارا علی اکبر  
 نہ دیکھا جائے یہ منظر۔ علی اکبر علی اکبر  
 میں ماں ہوں دل میرا وہ کہ پہلو میں چلتا ہے  
 تیری فرقت میں بیٹا تیری ماں کا دم نکلتا ہے  
 کیا کچھ چہن لیتے کہ۔ علی اکبر علی اکبر  
 حسین ابن علی تمہا ہیں اور چاروں طرف آعدا  
 بس اب امتِ ام حجت بن گیا ہے آخری سجد  
 لگے رکھے تم ازاں دیکھ علی اکبر علی اکبر  
 حسن بجائے گا دنیا سے یہی کہتے ہوئے مول  
 زیارت کہ بلادی ہو میسر کچھ کو بھی آقا!  
 یہی کہتا ہے دل نہ کہہ۔ علی اکبر علی اکبر

نذرہ نمبر  
باطل ہے تو نیزے پر قرآن اٹھاتا ہے

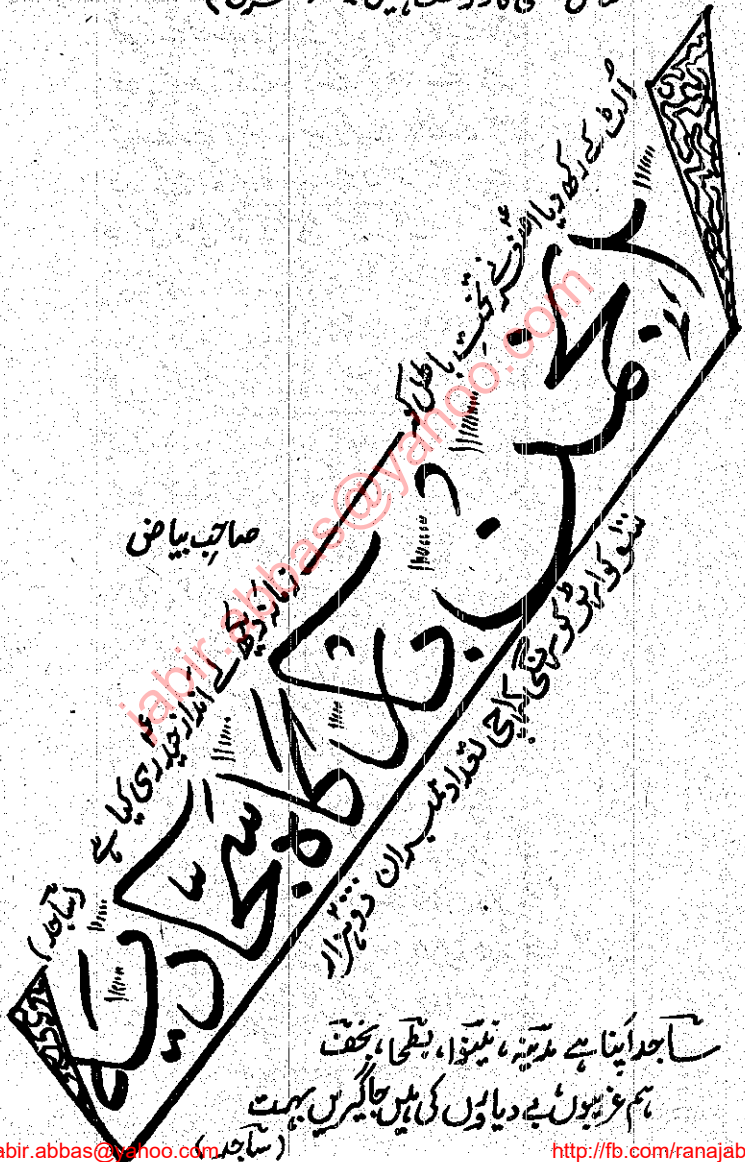
باطل ہے تو نیزے پر قرآن اٹھاتا ہے  
 حق وہ ہے جو نیزے پر قرآن اٹھاتا ہے  
 روزِ شیب عاشورہ اک شہ سا برپا ہے  
 آعدا جیسے گھیرے ہیں احمد کا لڑا ہے

وہ ہے کس دہنہا ہے دوز کا دنیا سا ہے  
 اک سانس کہ آئی ہے اک دم ہے کہ جاتا ہے

گھوڑے کو سنبہ دیں جب ایک ایڑ لگاتے ہیں  
 وہ پیچھے کو آتا ہے یہ آگے بڑھاتے ہیں  
 فرمانے لگے کہ الگ کیا تیرے ارادے ہیں  
 وہ کہنے لگا مولا ایک ہوں سنا آتا ہے  
 عباسؑ علیؑ ابی بکرؑ اسماءؑ میں نہ اب اضمح  
 ایک بھٹی رکھنے سے لڑی ہوئی قدموں پر!  
 وہ دیکھ رہی ہے کس ایک بچے کے سرور  
 جو رن کو چلا جائے واپس نہیں آتا ہے  
 خیموں کا وہ جل جانا نہ سنبہ کا وہ گھبراتا  
 جلتے ہوئے خیموں سے بچوں کو پکڑ لانا!  
 بے حال چھو بھی تھیں یوں عابد نے نہ پہچانا  
 اس طرح بھلا کوئی یوں گھر کو لٹا ہے  
 ہر دامن دیں تو بہ وہ لوٹ چکا ہے  
 لے کر وہ چلا جس کے جو ہاتھ میں آتا ہے  
 چادر کسی بی بی کے سر کوئی لاتا ہے  
 اور شمر لیں تھپڑ بچوں کے لگاتا ہے!  
 بے گدہ و کفن لائے وہ کرب و بلا والے  
 رے موج تھے سب دیں کو فنے کے وہ بکھولے  
 سرجن کے لہیوں نے نیزوں پر پڑھا دے  
 یہ اسودہ شہیری دُنیا کو سکھاتا ہے!



۵۸  
”منافی کسی کا دوست نہیں“ (نصرت علی)





# حُسنِیت کا جہاں میں علم اٹھا کے چلو!

(راز جناب شہساجد امر دہوی)

ہر ایک حُسن سے دُنیا کے دل اٹھا کے چلو  
خود اپنے جذبہٴ کامل کو آزما کے چلو  
مقام تیز روئی ہے قدم بڑھا کے چلو  
وہ پیروانِ درش پر ہوا کے چلو  
حُسنِیت کا جہاں میں علم اٹھا کے چلو

حُسنِ دین کی تنویر ہے مسلمان  
حُسنِ باقی تکبیر ہے مسلمان  
حُسنِ جذبہٴ تعمیر ہے مسلمان  
اسی کے نور سے ہر قلب کو لبسا کے چلو  
حُسنِیت کا جہاں میں علم اٹھا کے چلو!  
حُسنِ دین کا دل حُسنِ دین کی جاں  
حُسنِیت سے ہے دُنیا میں آج امن و امان  
زمینِ کرب و بلا کمر بستی ہے آہ و فغاں  
حُسنِیت میں اس شک و غاہ کا چلو!  
حُسنِیت کا جہاں میں علم اٹھا کے چلو

بہاں شوق سے دامن ہمیں سچا نا ہے  
نئی زمین نیا آسماں بنانا ہے

یہ زید بیت کو جہاں سے ہمیں مٹانا ہے  
 رہ عمل میں قدم سے قدم ملا کے چلو!  
 حسنینت کا جہاں میں علم اٹھا کے چلو!  
 اٹھو کو ایسے کہ طوفان کے رخ بدل جائیں  
 چلو تو ایسے کہ گرتے ہوئے سنبھل جائیں  
 بڑھو تو ایسے کہ باطل کے سر کیل جائیں  
 علیؑ کے نام کا فرہ جو لگا کے چلو!  
 حسنینت کا جہاں میں علم اٹھا کے چلو!

سب سے وہ زمانے کو دردمندی کا  
 رہے نشان کہیں باقی نہ خودی سندی کا  
 کسی فلک کو نہ دعویٰ ہو سہر بندی کا  
 جبین شوق کو سجدوں سے جگمگا کے چلو  
 حسنینت کا جہاں میں علم اٹھا کے چلو!  
 یہ بزم دل ہے نہیں شغل ہائے ہو، کیسکے  
 ابل رہا ہے لہو حق کی آبرو کے لئے  
 نہیں ہے حاجت خنجر رگ گلو کے لئے  
 مقام کوئے فنا ہے قدم جما کے چلو  
 حسنینت کا جہاں میں علم اٹھا کے چلو!

نگاہ مہر چمکنے لگے جبینوں سے!  
 سمٹ کے موج تلاطم چلے سفینوں سے  
 ہر ایک سنگ کو خطرہ ہو آلبینوں سے!

نشانِ قدم پر شہِ ہدیٰ کے جلوے  
حُسنیت کا جہاں میں علم اٹھا کے چلو!  
چلیں ہیں کرب و بلا سے جو عابدِ سجاد!  
ہزار ناز گلستاں بنی ہے راہ گزار  
بنے ہیں وجہِ باراں زمیں پر پائے فگار  
تم اس دیار میں آؤ تو آنکھ اٹھا کے چلو  
حُسنیت کا جہاں میں علم اٹھا کے چلو!  
دل شکستہ اناں کو جو ڈرنا سیکھو  
ہر ایک رشتہ باطل کو تو ڈرنا سیکھو  
دلوں کو خواب سے ساجدِ جھوٹا سیکھو  
بہت قریب ہے منزلِ قدم اٹھا کے چلو!  
حُسنیت کا جہاں میں علم اٹھا کے چلو!

## جہاں شوق میں تکمیل زندگی کیا ہے

(رازِ جنابِ سجاد امرِ مہدی ایم۔ اے)  
جہاں شوق میں تکمیل زندگی کیا ہے  
نہ ہو جو غم ہی میسر نہ پھر خوشی کیا ہے  
یہ طرزِ فکرِ حسینی ہے بے بسی کیا ہے  
اب آدمی کو بتانا ہے آدمی کیا ہے  
قدم قدم پہ جلانے پڑے لہو سے چہرہ غ!

کوئی حسین سے پوچھے کہ ہر سہری کیا ہے  
 حنیف ابن مظاہر بھی ایک سیاہی تھے  
 تبا نے آئے تھے معیار دوستی کیا ہے  
 اُلٹ کے رکھ دیا اھنقر نے تختِ باطل کو  
 زمانہ دیکھ لے اندازِ حسدِ سہری کیا ہے!  
 فقط یہ بات کہ چہرے سے اُٹھ گیا پردہ!  
 غمِ حسین سے دنیا کو دشمنی کیا ہے  
 علیؑ کے بعد کھایا حسینؑ نے ہم کو  
 ہر ایک دور کا فن سپہ گری کیا ہے  
 دونوں سے کٹ گئے رشتے فریبِ شاہی کے  
 زمانہ دیکھ لے شمشیرِ میکہ کیا ہے!  
 دغا کے واسطے عباسؑ اذن پا نہ سکے  
 اب اس سے بڑھ کے کوئی اور ایسی کیا ہے  
 خدا کی راہ میں دے کر لہو و ہڈیاں  
 بتایا شاہ نے معراجِ بندگی کیا ہے  
 گزری تھی اس سیروں پہ شام میں ایسی  
 لبوں کو یاد نہ باقی رہی ہنسی کیا ہے  
 صُف عِزائے حسینی میں ہیں بھی ہوں ساجد  
 سوائے مشقِ فغاں میری شاعری کیا ہے



# یاد تھیں تخریب کاروں کو بھی تدبیریں بہت

(از جناب ساجد احمد ہوی ایم۔ اے)

یاد تھیں تخریب کاروں کو بھی تدبیریں بہت  
 ہاں مگر ذہن خمینی میں تھیں تعمیریں بہت  
 پنجتن کے لڑے لڑے مشن ہے لڑے کا مینا  
 آئینہ خانے میں ہے ایک شمع تنویریں بہت  
 تیرے غم سے بل گئی دنیا میں اب راہ نجات!  
 بائی ہیل شہر سے غم نے تاثیریں بہت  
 ادیکھ کر دشتِ بلا کو کہہ بھلا سوراخ کا دل  
 سر زمین کو بلا لے کھتی ہے تنویریں بہت  
 لکھ گئے عباس غازی جو وفا کی داستان!  
 حشر تک ہوتی رہیں گی اسکی تفسیریں بہت  
 بے دلی سے اب یہ عالم ہو گیا ہے جو لڑکا  
 دستِ دہانہ میں صلاحیت کم تفسیریں بہت  
 واہ یہ شہر کا مقتدر جو بگڑ کر بن گیا !!!  
 درون بن بن کر بگڑ جاتی ہیں تقدیریں بہت  
 روک دیتے تھے سمتِ گمراہی بد بیار کو  
 چینی تھیں جب کبھی راہوں میں زنجیریں بہت  
 شام کے زندان میں پا کر سید سجاد کو



۶۱۷  
"وجہ تخلیق کربلا میں حسینؑ"

# ایک بہترین کوشش

مختلف انجمنوں کا کلام  
بے نظیر مائتی کلام بن کر اس  
مختلف نے لکھا ہے کہ یہ نہیں کیا گیا تھا

"صبر کہتا ہے انتہا ہیں حسینؑ"

ہم معذرت خواہ ہیں کہ کچھ انجمنوں کا کلام اس بیاض میں شامل نہ  
ہو سکا۔ آئندہ بیاض تسکین زیرِ اہٹہ سوم میں اس سہمی کو پورا کر دیا  
جائے گا :-

نوح خلیل  
مجلس میں اٹھ رہا ہے جنازہ حسین کا  
(از ائمہ جعفری صاحب)

مجلس میں اٹھ رہا ہے جنازہ حسین کا  
سردار انبیا کو کو دوپٹے کا حسین کا  
اس غم میں انبیاء بھی فرشتے بھی آئے ہیں  
کانڈھوں پہ موتیوں کے ہے لاشہ حسین کا  
زیرِ پائیہ روکے کہتی تھیں سب قتل ہو گئے

کنبہ تمام مر گیا پیاسا حسین کا  
میں کیا کروں کفن کا شہ دیں کے انتظام  
چادر میں دفن کرتی ہوں لاشہ حسین کا  
میت پہ آکے کہتی ہیں یہ فاطمہ غریب  
بے گور بے کفن ہے جنازہ حسین کا  
اے کہ بلا بیت ترا مہمان کیا ہوا  
اترا تھا تجھ پہ آن کے کنبہ حسین کا  
تیرہ سو سال بعد جو اٹھ اٹھاتے ہیں  
مقتل میں اٹھ سکا نہ تھا لاشہ حسین کا

نوح خلیل  
زندیاں میں آج بالی سکینہ بھی مر گئی  
(از ائمہ جعفری صاحب)

زندیاں میں آج بالی سکینہ بھی مر گئی !

بابا کے غم میں جان سے اپنے گزرا گئی !  
بی بی پر اے دیس میں کیوں نہ دھڑکائی !

سبط نبی کی راج دُلاہی کدھر گئی  
زندہاں میں آج بانی سکینہ بھی مر گئی

قیدِ بلا کے طوق و سلاسل میں سو گوارہ  
جو صاحبانِ درد ہیں وہ دل میں سو گوارہ  
منزل کہاں ہے رہرو منزل ہیں سو گوارہ

سبط نبی کی راج دُلاہی کدھر گئی  
زندہاں میں آج بانی سکینہ بھی مر گئی

جنت سے آ رہی ہے عدا شہزادہ شہین کی  
آواز ہے یہ فاطمہ زہرا کے بچن کی  
تھی قید میں یہ ایک نشانی حسین کی

سبط نبی کی راج دُلاہی کدھر گئی  
زندہاں میں آج بانی سکینہ بھی مر گئی

جو دردِ ستم نے لڑ لیا کاہلِ دلِ غم  
پے غم ز دہل میں شور کہ جاتی ہے جانِ غم  
سو نا ہے بے چراغ ہمارا ہمارا غم

سبط نبی کی راج دُلاہی کدھر گئی  
زندہاں میں آج بانی سکینہ بھی مر گئی

ہر قیدِ ظلم و جور کی نہ خجیر ٹوڑ کر !  
بابا کے سر سے نہ کھو کر منہ سے سب سے موڑ کر !  
روتے ہوئے مر لیں کی غزبت میں چھوڑ کر !

سبط بی کی راج دلا رہی کہ مھر گئی  
زندیاں میں آج بالی سکینہ بھی مھر گئی

تا بوقت وہ سکینہ کا غباری کا یہ علم !  
ماںم کنناں ہے ساتھ میں اظہر بہ چشم غم !  
سرپیٹ کہ یہ کہتے ہیں تحفہ کے سب حرم

سبط بی کی راج دلا رہی کہ مھر گئی  
زندیاں میں آج بالی سکینہ بھی مھر گئی

## اے علمدار بادشاہ عباسؑ

(اندر زائمن الحسن شمس)

اے علمدار بادشاہ عباسؑ ! — بازوئے شاہ کربلا عباسؑ  
قلب اہل حرم کی ڈھارس تھے — شہ کے بچوں کا آبرو عباسؑ  
آئی دریا سے شاہ دیں کو خدا — ہو گیا بھائی پر خدا عباسؑ  
مشک کے ساتھ چھو گیا دل بھی — تیر ظالم کا جب لگا عباسؑ  
دے گئے داروغہ جو پیسری میں — روئے تنہا شہ ہوا عباسؑ  
شہ جو لپٹے مہار سے لاشہ سے — مجھری خون میں عباسؑ  
مشک کے چھو دتے ہی لہو دل کا — بانی ہو سو کے بہرہ گیا عباسؑ  
لاش اکبر اٹھائیں شہ کیو نہ کر — دو سہارا تم ہی ذرا عباسؑ  
فیضانِ نبی جلالتے ہیں نیچے !! — شام و کفن کے اشتیاق عباسؑ  
آؤ دیکھو جس کے ہاتھ میں ہے ! — مہرِ شیر کی ردا عباسؑ  
پیاں کیونکہ مجھے جھٹتیچی کی !! — رہ گئے نہر پر چچا عباسؑ  
تم تو محل پر سو گئے جا کر ! — آگے گھر میں اشتیاق عباسؑ

گھر میں کھرام ہے بیابا عباسؑ  
دیکھو روضہ آپ کا عباسؑ

راٹیں لٹی ہیں مجھے جھلنے ہیں  
شمس کے دل میں ہے یہی حشر

نوحہ نمبر  
کارواں لٹ گیا

(از صدر اجیتا دی)

اک غریب الوطن کامکان لٹ گیا  
ہائے گہوارہ بے زباں لٹ گیا  
بادشاہ زمین و زمان لٹ گیا  
کہہ رہی تھی زمین آسمان لٹ گیا  
دشت میں ہاشمی بوستان لٹ گیا  
میری نظروں میں سارا جہاں لٹ گیا  
ہائے نشہ دہن میہماں لٹ گیا  
خاندان رسالت کہاں لٹ گیا  
تغزئے اٹھ گئے ہر مکان لٹ گیا  
شہر کے شکر کارن میں نشان لٹ گیا

کربلا میں کوئی کارواں لٹ گیا !  
دشتِ نہر میں راٹیں بولنے لگیں  
خاکِ اڑنے لگی، خون بہہ سنے لگا  
دن میں ظلم سے بہتر تھے ٹٹے پورے  
سوزِ عاشورا سی خنداں لٹ گئی  
دلیں زینبؑ کہ بھائی کا گھر کیا لٹا  
نکلیں دنیا کی ہر بوج کہتی رہی  
ہر جگہ پورے تھے یہی تذکرے  
روقیں مٹ گئیں بیکسی چھا گئی  
اس لئے ہم نکلتے ہیں لے کر غم

آج تک قدر کہتی ہیں یہ آندھیاں  
اک مافرتہ آسمان لٹ گیا

نوحہ نمبر  
وا حسرت و درد !

(از کامل بکینوی)

یوں بہت ملتی کہتی تھی اور کرتی تھی نالے و احسرت و درد  
بے جان ہوئے ہے ہے میرے دو سیوہوں والے و احسرت و درد



دوبیٹوں کے دوداع کلیجہ پہ ہوں جس کے منصف کوئی لوے  
 کس طرح سے وہ کو کھجلی دل کو سنبھالے واسطے درد  
 دم لڑ کے ہوں تشدد ہاں خاک کے پوندہ چاند سے فسر زند  
 ماں غمزدہ اک جوگ گناہ کر جھٹھیں یا لے واسطے درد !  
 یوں گردش افلاک ستارے جسے لوگوں کو دیکھا کرے لو  
 ماتم نہ کرے خاک اگر میری ڈالے واسطے درد  
 کٹوا کے گلے خون سے دریا میں بہائے دونوں مرے جاسے  
 بن بیاہوں نے کیا کیا میرا مان نکالے واسطے درد  
 ماں سچ کو بھی لہی دُنیائے سلامت با صدم غم و حشر !  
 فرزندوں کے سینوں پہ چلے ظلم کے بھلے واسطے درد  
 ہے بے میں انھیں ہے کے نہ میرے نکلتی کیا بچہ کو خبر تھی  
 بچے میرے بڑھائیں گے بت لا دوں کے پلے واسطے درد  
 دو بھائیوں کو ماموں سے قسمت نے چھڑا یا سید کو ستایا  
 ظالم نہ یہ سمجھے کہ ہیں کس چاند کے پلے واسطے درد  
 گھائیل نہ ہو اولاد کے غم سے دل پر خوں لے کامل محروم  
 یہ نہ تم دہی ہیں جو سدا رہتے ہیں آئے واسطے درد

کبھی حسین کبھی فاطمہ کبھی زینبؓ  
 (انسانہ فیض آبادی)

جہاں جیسے عزت تھی بن گئی زینبؓ  
 بڑاں ایک کی قائم مقام تھی زینبؓ  
 تری رنگوں میں کبھی خون پاشی زینبؓ

کبھی حسین کبھی فاطمہ کبھی زینبؓ  
 یہ ایک ندرہ حقیقت ہے وراثت میں  
 تیری جسامت تبلیغ حق سے ظاہر ہے

ہزار شمع صداقت جلا گئی زینبؓ  
حیات مفقود شہید بن گئی زینبؓ  
تو اک حسین ہی بعد میں کھٹی زینبؓ  
ردائے پاک تیری کام آگئی زینبؓ  
دیار کوفہ میں جب سر کھلے گی زینبؓ  
فنائے درد میں ڈوبی ہوئی بھی زینبؓ  
ہر امتحان کی منزل میں ساتھ کھٹی زینبؓ

دیانت م کے خطبے گواہ ہیں اب تک  
سوال تھا کہ نہ رہ جائے تم پر کون  
تیرے بغیر نہ ہوتی اشاعتِ منظمِ قوم  
بہادر دین ہی کو بھی یادیاں کی تلاش  
دخترِ کلم سے تڑپا کھی غیرتِ اسلام  
زمانہ ہو گیا کچھ تو اس پر ظلم ہو گئے  
مجرمینِ منال پر حرم کھنڈے اور نلوں پر

## زندگی اسلام پر قربان کی شہید نے

(از محمد علی نعمتی)

گھر لڑیا قید کے حقد سے ہمیشہ رہنے  
جان یوں دیدی کہ کوٹ بھٹی نہی بے پیر نے  
ہائے گدا کبڑا بٹوایا وطن ہمیشہ رہنے  
کیا قیامت توڑ دی کھٹی سر ملے کے تیر نے  
وہاذاں جو دی رسول اللہ کی نقویہ  
جس کو سینے پر سلا لیا رات دن شہید نے  
کہہ دیا عابد کو نہ تھی طوق نے زنجیر نے  
سہرویا بھائی نے اور دیدی کہ راہمیشہ رہنے  
جنگلوں کی خاک چھانی بانٹے دلیر نے  
منزلوں پر منزل لپٹی کی مالکِ تطہیر نے

زندگی اسلام پر قربان کی شہید نے  
شاہ کی بالیس نظروں نے نہ جانے کیا کہا  
نامہ پر کربل جوں کی بچکیاں گستاہا  
آسمان کا سنا تڑپا کھی زمین کہہ ملا  
کہہ ملا کے ڈرے ڈرے میں سما کہہ گئی  
حیف وہ معصوم کی لائق قید اسن  
ہائے کینہہ منزل کوفہ کچھ میاں سے  
دشنت پر چوسہ جفا میں حرمتِ اسلام پر  
دشنتِ یونیت میں لٹی قیدی بنی بعد حسین  
قید ہو کر سہر بہینہ کہہ بلا سے شام تک

سہرویا بے باد شمشیر گلشنِ آلِ عب  
نیزہ دتیر و تہر نے خیر و شمشیر نے

(از ساحت رفیق آبادی)

الحمد لله

یا حضرت عباسؓ مدد کرنے کو آؤ  
(از سالک نقوی)

یا حضرت عباسؓ مدد کرنے کو آؤ  
 کفار کی پورن ہے تباہی کے پکاؤ

فریاد کو یہہ کیو  
 فریاد کو یہہ کیو

اسلام کے دُر پے ہے نہ مانہ مرے سے اتنا  
 اللہ حمایت کرو آفت سے بچاؤ !

مجنوں ہمارے میں کتنی بے مخالف ہیں ہو انہیں  
 اُمت کے سچے کو تلاطم سے بچاؤ  
 فریاد کو پہنچو  
 بس ایک اشارہ پس فاح خلیفہ اسے غازی و صفدر  
 ابن اسد اللہ ہوا اچانک دکھاؤ  
 فریاد کو پہنچو  
 تم لشکرِ فرات ندیم کے ہو سالار  
 عباس علمدار  
 اب ہر خدا شاہک تین دشمن کو ملاؤ  
 فریاد کو پہنچو  
 عباس علی اندھے فرزند ندیم کے  
 ہر علی اکبر  
 اسلام کے بہتیم کا چشم اور بڑھاؤ  
 فریاد کو پہنچو  
 اے سبطِ نبی کے علم و شکر کے مالک  
 بے چین ہے سالک  
 اچھے قرار اب مجھے مزدہ وہ سناؤ  
 فریاد کو پہنچو

### نوحہ نمبر نادار ہوں بابا ناچار ہوں بابا

نادار ہوں بابا ناچار ہوں بابا!  
 چلتا ہوں تو چھپتے ہیں مے یاؤں میں کانٹے  
 ان لاندوں کا میں قافلہ سالار ہوں بابا  
 ٹھہروں تو سزا کا میں سزا دار ہوں بابا  
 معصیوں کو کدھر لڑائیوں سے بچاؤں  
 میں آپ مصیبت میں گرفتار ہوں بابا!  
 سب کہتے ہیں کہ تھے یہ کنبہ ہے نبی کا  
 انگشت نما میں میرا زاد ہوں بابا

لو چھوڑو تعینوں سے میں کس طرح نہ روؤں  
 اٹھاؤ اعریزوں کا سزا دار ہوں بابا

### نوحہ نمبر بے دوان چڑھاؤں ارمان نکالوں

بے دوان چڑھاؤں ارمان نکالوں  
 بے دوان چڑھاؤں ارمان نکالوں

لے لال میں کس طرح کیجیے کو سبغہ لالوں  
ان خون گھرے ہاتھوں میں مہندی تو نکالوں  
سایہ کمریل آج کل کا میں بہنیل کو بلالوں  
ارمان بھرے لال کا ارمان نکالوں

پھل برتھی کا کھائے ہوئے فیٹہ ہونے لیں  
لے لال ترے بیاہ کی زینب کو کس کھٹی  
یوں گھر سے لال کو لچا میں حضرت  
مٹھارو بننا زے کو میں حشر تو نکالوں

پہنڈ کے ذرا دیکھ لالوں پوٹا ک شہرمانی  
تا بوت پہ پھولوں کا میں سہرا تو چڑھا لوں

نوحہ نمبر  
آج قبر مصطفیٰ پر اک ہیجوم عام ہے

آگس زینب مارنے میں بیا کر ام ہے  
لب پہ اکبر کے دم آئندہ بہن کا نام ہے  
جسے یہ صغرا کی تمنا جس اکبر نام ہے  
کیا علی اکبر کے ہونٹوں پہ کٹی پیغام ہے  
زفرہ اعدا میں نہا شاہ قتلہ کا مہ ہے  
یا علی اکبر کو مدد کو یہ مہ ہے  
آج اس کا کھلا ہے اور ہیجوم عام ہے  
وہ مدینہ تھا علی کا یہ دیار شام ہے  
سید سجاد کی آنکھوں میں اب تک شام ہے  
انقلاب چرخ ہے یا گھر دشمنی ایام ہے  
حاضر دہ بار ہونا موت کا پیغام ہے  
خون میں غازی کے غلطان یہیچم اسلام ہے

آج قبر مصطفیٰ پر اک ہیجوم عام ہے  
چکیوں میں نزع کی مٹا بھی صغرا کی یاد  
نامہ برکو لاش بیٹے کی دکھا کر بوسے شاہ  
جھک گئے ہیں زوجہ کی لاش پر تڑپیں  
اب قیامت ہے نہ اکبر سے نہ عباس جمدی  
کہتی تھی فقہ چھنی جاتی ہے زینب کی ردا  
لئے سایہ سے بھی تر تاتی تھی جوبی بی سدا  
بے دروازہ زینب ہے سوچ آج کیوں چھپیں  
کر بلا کے واقعہ کو ایک مدت ہو گئی  
نانی زینب کے بازو دیس کاں ظلم میں  
زینب صغرا کے اک دلیں بہتر دار ہیں  
چھد گئی مشک سکینہ اور بازو بھی گٹ



چاک ہے نہ ہر اکا دل تشبیر نہ سبب یہ اثر  
مصلحت سے نہیں ہیں نوحہ گمراہ اسلام ہے  
نوحہ نمبر

فرماتے تھے عباس علمدار نہ رونا

فرماتے تھے عباس علمدار نہ رونا  
بی بی ذرا دیکھو تو دریا یہ ہیں بہرے  
بی بی کہ لئے لاتا ہوں دریا میں پانی  
تم دیکھتی رہنا میرے اس سہر علم کو  
تم ڈیڑھی پہ بٹھیں ہم ابھی اسے سکینہ  
ہیں اتنا سچے کینا کہ مارے کے ہوتا  
میت یہ میری تم نہ پہلی آنا سکینہ  
آئے گی اگر رونے کی آواز نہ تھاری

اے میری سکینہ میری غوار نہ رونا  
چل جائے تجھے گم نہیں تلوار نہ رونا  
سقتانی کو جاتا ہے علمدار نہ رونا  
جھپ جائے تو نظروں سے تو دلدار نہ رونا  
سمجھا کہ یہ جاتا ہوں خبر دار نہ رونا  
چپ رہنا خدا میری سرکار نہ رونا  
ہو جائے کامزا میرا دشوار نہ رونا  
تڑپوں گا میں چل پھرنا دار نہ رونا

نوحہ نمبر  
قاصد میرا خط لے جا! جا تیرا بھلا ہوگا!

قاصد میرا خط لے جا! جا تیرا بھلا ہوگا  
قاصد مرے بابا کی پچیاں بڑی یہ ہے  
قاصد مرے بابا کی ایک خاص نشانی ہے  
قاصد مرے بھائی کی پہچان بڑی یہ ہے  
قاصد مرے بھائی کی اک اور نشانی ہے

بابا مرا کفے میں مہمان ہوا ہوگا  
عباس علم پکڑے نزدیک کھڑا ہوگا  
پیشانی پہ مولیٰ کی سیرے کا نشان ہوگا  
بل کھایا ہوا گیسو اس تھے پہ پڑا ہوگا  
ہمیشگی میرے سہرا بھی بندھا ہوگا

نیزہ علی اکبر کے سینے پہ لگا ہو گا  
تحفہ میرے بھائی نے عید کا دیا ہو گا  
سر اس کا شہ دیں گے سینے پہ لگا ہو گا

قاصد کو خبر کیا تھی سفر کے برادر کی  
قاصد وہ تو نے لینا کچھ پاس نہیں میرے  
اور بانی سکینہ کی پہچان یہ ہے قاصد

لو حرمِ منہب سے  
اے دختر نہ ہر ایہ نہ بھولے گا نہ مانا

سرننگ کے تراشام کے بازو میں جانا  
بھائی رترا مارا گیا آکشیو نہ بہانا  
تحفوں پہ جتنکے لئے کوثر کا شہزادہ  
افسوس ترا آج ہے زندان میں ٹھکانہ  
سرننگ مسلمانوں ہے اجماع کا گھرانہ  
اُمت کے لئے یہاں زندان میں جانا

اے دختر نہ ہر ایہ نہ بھولے گا نہ مانا  
خوش ہو کے لیں گے تھے اے نائبِ دُہرا  
پانی کو ترستے ہیں وہ دریا کے کنارے  
دو لڑتے جگمگ دے چکی تو راہِ خدا میں  
جادو جو کر ہی اسے رتہ سورج نہیں نکلا  
مجبور ہے زمین پر کہ وہ دربار میں جائے

لو حرمِ منہب سے  
کس بیکی سے نکلے اہلِ مدینہ گھر سے

پرہیز میں مافوقِ ارب و فاقہ کو تر سے  
ظلم و ستم کے مادلوں کی لڑائی میں بر سے  
نیزہ نکالا کیونکہ شہبیر نے جگمگ سے  
نہ جانے کیا کہا تھا مفسر نے نامہ بر سے  
اصغر پٹیل کے روئے جہب باز و پیر سے  
پانی کی کھٹی تھما اصغر پٹیل بر سے

کس بیکی سے نکلے اہلِ مدینہ گھر سے  
برباد کر کے چھوڑا انگڑا اے بختِ کرا  
وہ عالمِ ضعیفی کی طیل جو ان بیڑا  
بتاب ہو کے تڑپتی اکبر کی لاش رن میں  
وہ بیکی کا عالمِ شہر بھری نگاہیں  
بے شیرے کے آیا تقدیر ہی نہ ارنی

ماہرین مصطفیٰ کی تشبیہ کیوں نہ داک  
 افسوس ہے کہ کینہ نہ نال سے مرے نکلی  
 یہ کلمہ کہ مسلمان کیسے تھے بے خبر سے  
 سہمی ہوئی تھی بی بی شہر لعلیں ڈول سے  
 کچھ کہہ رہے تھے شہ سے عاشق کی بھر سے  
 پر لپکوں کی آہیں بے وارفتوں کے آنسو

## یہ عیون و محبت ہیں یا غرض کے تارے ہیں

شب بیکر کے پیار سے ہیں نہ زینب کے ڈول سے ہیں  
 یہ عیون و محبت ہیں یا غرض کے تارے ہیں  
 تطہیر کے جھوٹے ہیں نہ زینب نے جھوٹ لایا ہے!  
 صورت لذت دیکھو قرآن کے پیار سے ہیں  
 کیوں جان و دل مومن ان پر نہ تھس لقا ہو  
 یہ عیون و محبت کے دو راج دو لاء سے ہیں  
 شہ کہتے تھے مرنے کو بھی چون انھیں مقتل میں  
 یہ بکھانچے لے نہ زینب پیری کے سہارے تھیں  
 عباس سے سیکھا ہے اندازہ فساد کا!  
 سوکھے ہی رہیں گے لب گوہر کنا سے ہیں  
 لہرائیں گے نیز سے پیر یہ جانتی تھیں نہ زینب  
 دل اور پریشاں ہے کیسے سوچ سکیا اسے تھیں  
 نہ زینب نے کہا بھائی بس مجھ کو خوشی یہ ہے!  
 اکبر کی طرح یہ بھی میدان کو سدھاکر ہیں!  
 سر بیٹ کے بانڈے یہ شہ سے کہا جا کہ  
 نہ زینب کے سہارے بھی اب نہن کو سدھاکر ہیں!

”وہمہ تخلیق کر بلا ہیں حسین“

# ایک بہترین کوشش

مختلف نمبر انجمنوں کے لیے نظر مانتی کلام عین کو اس سے  
بہتر کبھی مرتب نہیں کیا گیا تھا۔

مختلف انجمنوں کا کلام

”صبر کرتا ہے انتہا میں حسین“

ہم معذرت خواہ ہیں کہ کچھ انجمنوں کا کلام اس بیان میں شامل نہ ہو سکا  
اسدہ بیاض تسکین زہر اسفندہ سووم میں اس کی کوئی جگہ نہ دیا جائے گا۔

دہریائے غم و زحمت ہے سلسلہ رحمت  
دو ہاتھ میں ہم اظہر کو نر کے کنارے ہیں  
نوح نمبر  
پیکار ہی بالذکر اف میرے نیم جاں اصرؔ

پیکار ہی بالذکر اف میرے نیم جاں اصرؔ  
چھنڈو لے بال سندھ اگر نہ تیری مادر نے  
یہ کیل ہے ساقی ضعیفی میں ماں کا چھوڑ دیا  
میں دارہ کی کمر بربد بلا سے ابر کی سمت چلے  
کیا تھا یا دلی نے کہ فاطمہ نے استہمیں  
پھر کے پوچھو پوچھو نہ پاں کو مقتل میں  
غصہ ہے خیمہ بھی جلتا ہے اور بچھونا بھی !  
دلاسا دینے کو مقتل سے گھٹیلوں آؤ !  
صفیں اُلٹ کے کمر کے تباہ لشکر کیا  
سردھاکہ خلد کو لے لیکے بچکیاں اصرؔ  
بڑھانے بائی نہ منت کی ہنسلیاں اصرؔ  
کم آنچ بھڑاتے ہویت لیاں اصرؔ  
پہنا کے ماں کسے منت کی ہنسلیاں اصرؔ  
بوقت نر سے یہ کیوں کی تھیں بچکیاں اصرؔ  
سنائی تم نے مصائب کی داستان اصرؔ  
تہا رہے جھوٹے کی جلتی ہیں ڈوکیاں اصرؔ  
کہ دہریہ خیمے کے دوتی ہیں بیسیاں اصرؔ  
بندھا ہیں فتنہ سے ایتک جو مٹھیاں اصرؔ

تہا رہے خون وہ اظہر تھا۔ نرم عالم میں  
نہیں تھی لینے کو راضی نہ آسماں اصرؔ

نوح نمبر  
دعا یعنی نوحہ

( مرلیں کے مرن کو دُور کرنے کے لئے لپیٹو دعا کیہ نوحہ پڑھنا چاہیے )  
مرلیں کا نام موزوں کر کے خالی جگہ کو پُر کیجئے اللہ تعالیٰ بہ تصدیق بیاہ کہ بلا  
مرلیں کو شفا بخشے گا۔ )  
بیاہ کہ بلا سے تصدیق میں اے خدا ..... کو دے شفا !



زابل مرض ہو عابد مٹنط کا واسطہ ..... کہ دے شفا  
 شدت سے تپ کی پھٹکتا تھا جس شہ کا تن بدن اور تھی بندھی رسن  
 اس صاحب مرض کے تقدق میں اسے خلا ..... کو دے شفا  
 ضعف مرض سے حال تھا جس کا بہت سقیم! اے قادر و حکیم !!!  
 اس دغیر علیل کا سہ دور کا واسطہ ..... کہ دے شفا  
 اس شہ لب صغیر کے صدقے میں ذوالنن پلٹ نہ ہو وطن .....!  
 جس کے گلے پہ رن میں پڑا تیر ہر ملا ..... کو دے شفا  
 ہجر پر سے قید میں بجلی ہے جسکی جاں کھا کھا کے سیلیاں  
 اس کشتہ جہل کے تصدیق میں اسے خلا ..... کو دے شفا  
 جس کا کلیہ لڑ گئی دشت میں سناں لے رہا دو جہاں !  
 تجھ کو اسی جواں علی اکبر کا واسطہ ..... کہ دے شفا  
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ

## قتل الحنین بہ کربلا

قتل الحنین بہ کربلا  
 ذبح الحنین بہ کربلا  
 جو نبی کی آنکھ کا لڑ رہا تھا  
 جو پیرایہ داہنی لڑ رہا تھا  
 اسے ظالموں نے بچھا دیا  
 کیا قتل پیا سے کہ بے خطا  
 ہوا قدسیوں میں یہ تہلکہ  
 یہی تھی غیب سے تھی صدا  
 قتل الحنین بہ کربلا

کھلے بال ادنیٰوں پہ تھے حرم  
تھا سناں پہ فراقِ شہ الم  
یہی لوحِ آں عبا کا تھا  
قتل الحسین بہ کمرہ بلا  
جو مدینہ میں ہو گزرا ہوا  
لے رسول پاک سے کہدینا  
سوئے شام جاتے ہیں ردا  
قتل الحسین بہ کمرہ بلا  
اے رسول کتبہ کس گیا  
مرا بھائی مجھ سے بچھڑ گیا  
میں سید گداہ شہ بدی  
جو کسی نے پوچھا کہ کیا ہوا  
یہ جواب عابد نہ ادا تھا  
ہمیں داغ بے پردہ ہی ملا

### لوحِ شہید حسین و امضیتا مرگے

وامضیتا مرگے حسین  
دہی تھی صداقت کی دلربا  
بابا کا مرے مُشک ہے گلا  
شمر بے حیا تیغِ موت چلا  
سینے پر سے ہٹ شمر بے حیا  
فسن تو لے ذرا میری التجا  
ایسی کیا ہوئی بابا سے خطا  
بابا کو مرے چھوڑ دے ذرا  
روتی ہیں کھڑی نہیبِ حسنین  
ہو گئی ہیں وہ مرنے کے قرین  
اُن کو اس کھڑی ہوش تک نہیں

عائدہ مرلیف غنّش میں ہے پڑا  
کس سے ہم کہیں تیری یہ جھٹکا  
مر گئے چچا کوئی نہ ہو با  
دامیبتا مر گئے حسین  
نور  
دارت مصطفیٰ حسین

دارت مصطفیٰ حسین  
نائب مرتضیٰ حسین !  
دلبرہ فاطمہ حسین  
ختم رسل کا نذرین  
لخت دل شہ حسین !  
بازوئے مجتبیٰ حسین  
خستہ دلوں کی آرزو  
خلق کا پیشوا حسین  
جس کی سپاہ کٹ گئی !  
نام ہے اس کا آج بھی !  
فاحشہ کمرہ بلا حسین  
غلم سے جگمگہ ہو جبکہ خون  
ہے وہی باعث ملکوں  
زیست کا آئینہ حسین  
لال جوان جب مرے  
سجدہ شکوہ کہے  
صبر کی انتہا حسین  
جو بھی کہا وہ کہ گیا  
بات پہ اپنی مر گیا  
جلوہ گرفتار حسین  
کچھ نہیں قید خاص و عام  
عام ہے اس کا ہر پیام  
سب کا ہے ہر ہما حسین

سبحان اللہ ہو کے آل نبیؐ دریا ر میں حاضر ہوتی ہے

سبحان اللہ ہو کے آل نبیؐ دربارہ میں حاضر ہوتی ہے  
 پڑھتی ہوئی ناصیۃ علیہ السلام سے معصوم کیسے رہتی ہے  
 ہائے بنتا چین جو اچڑ جائے کیوں نہ نقشب اس کا بگڑ جائے  
 پہلو سے لیسر جو چکھر جائے کب چین سے مادر سوئی ہے !  
 چھ ماہ کی کمائی مادر کی لٹتی ہے پیر کے ہاتھوں پر  
 ہر قطرہ خون علی اصغر کا جلوہ ، لہریں کا منہ تھی سے  
 ہائے کرب و بلا میں ماں قاسم کی جو لاش لیسر رہتی ہے  
 وہاں صغراؑ روز دینے میں سہرے آنسوؤں کے پتہ دیتی ہے

۱۰۰۰ روپے کے لیے زینب نے کہا۔ علی علی عباس علی علی

عَلَى عَلَى هَائِي عَلَى

“ “ “ “

” بھائی ” میرا قتل ہوا ”

رو کے یہ زینبہ نے کہا  
 آ کے کھٹے کرب و بل  
 جھنتی ہے اب سے ردا  
 آؤ مدد کر تم تھنے

علیؑ ہائے علیؑ  
 ہائے کہاں ہیں فاطمہ  
 دسویں محرم کو لڑا  
 باغِ جنابِ مصطفیٰ  
 دشتِ بلا میں بے خط بھائی میرا قتل ہوا  
 بھائی میرا قتل ہوا علیؑ ہائے علیؑ  
 علیؑ ہائے علیؑ  
 ظلم و جفا کی انجمن  
 بارہ کھلے ایک رسن!  
 شاہِ کاسرہ اور لگن  
 کیوں نہ قیامت ہو بھائی میرا قتل ہوا  
 بھائی میرا قتل ہوا علیؑ ہائے علیؑ  
 علیؑ ہائے علیؑ  
 کشتی دین کا ناخدا!  
 امشبِ جد کا پیشوا!  
 دشت میں جھمپیا سا رہا  
 خشک گلا کاٹا گیا!  
 دور ہیں سب اہل وطن!  
 کون کرے دفن و کفن  
 بازوؤں میں باندھی رسن  
 کیا کروں اے میرے خدا  
 بھائی میرا قتل ہوا  
 علیؑ ہائے علیؑ



علی علی ہائے علیؑ

" " " "

" " " "

مُرَضیٰ بھائی میرا قتل ہوا

بھائی میرا قتل ہوا، علیؑ علیؑ ہائے علیؑ

علی علی ہائے علیؑ

" " " "

" " " "

ت نے کئے قلمِ علم گدا

بھائی میرا قتل ہوا !

علی علی ہائے علیؑ

علیؑ علیؑ ہائے علیؑ

" " " "

" " " "

چھوٹا لڑکا ادھر

زوجِ بشرِ ت تھی ادھر

بابا ہمارے لڑکے

سُن لے میری بہرہ

بھائی میرا قتل ہوا

علی علی ہائے علیؑ

شہید ہو گئے (صغیر، اجڑ گیا جھولا !

شہید ہو گئے (صغیر، اجڑ گیا جھولا !

اجل نے کر دیا خانی بھڑا ہوا جھولا !

کوئی تہ کا شش یہ کہتا نہ ظالموں کو  
کہ اک دکھے ہوئے دل کا ہے آسرا جھولا  
ہمک کے آگیا بابا کی گود میں بچہ  
تڑپتی ماں کے لئے جھوٹ کر چلا جھولا  
لحد میں آئے تھے جھولے کو جھوٹ کر افسر  
تو زلزلوں نے لحد کو بت دیا جھولا  
تمام رات تھا نظروں میں قتل کا منظر  
شب دہم کسی بیکسی سے کم نہ تھا جھولا!  
ہر اک شہید کا لاشہ تھا سامنے اس کے  
لئے سٹھا گود میں تصویر کہ بلا جھولا!  
ملا اسی کو شہادت کی منزلوں میں سکوں  
بٹھا رکھنا نقش قدم پر جو کارواں نکلا  
تو سہ خیمہ  
اے رئیس دوسرا تجھ پر سلام اسلام کا!

اے رئیس دوسرا تجھ پر سلام اسلام کا  
یہ تیرا غم غمی یہ جہاں شہر جہاد  
مہمیت کی روح بھری پیکر اسلام میں  
کوئی تجھ سنا نہ دیکھا آشنائے درد دل  
کیا اسی دن کیلئے پالا تھا کچی پیس کہ  
زخم اتنے جسم نازک پر دوائے طبع دل

اے غریب نیزا تجھ پر سلام اسلام کا  
ورنہ دلہ لافقا تجھ پر سلام اسلام کا  
مالک سیف دلوں کا تجھ پر سلام اسلام کا  
اے دل درد آشنا تجھ پر سلام اسلام کا  
فاطمہ کے دل رُبا تجھ پر سلام اسلام کا  
کشتہ زبرد و رنجا تجھ پر سلام اسلام کا

جانشینِ مریؑ تجھ پر سلام اسلام کا  
 کارہ و ان کہ بلا تجھ پر سلام اسلام کا  
 قتلہ لب جان و فاتحہ پر سلام اسلام کا  
 قاسمِ کلکوں قبا تجھ پر سلام اسلام کا  
 ہم شبیہِ مصطفیٰؐ تجھ پر سلام اسلام کا  
 بے زبان و بے خطا تجھ پر سلام اسلام کا  
 فی ظمی دولتِ سراجہ پر سلام اسلام کا  
 حقیقہٴ شش انہما تجھ پر سلام اسلام کا  
 تیرا غم تیری محبتِ بخم کا سلام ہے  
 اے شہید کہ بلا تجھ پر سلام اسلام کا

اے شہید کہ بلا اسلام تیرا نام ہے

نیزہ و منجی کے منجھ پر وہ تیرا اعلانِ حق  
 داشتِ خونیں تیری منزلِ راہ آزادی سفر  
 حایلِ مشکِ سکینہٴ فاتحِ نہرِ قمرِ است  
 لے کہ زخموں نے تیرے دو گھانا بٹھا رکھے  
 بر جھپوں پر تو نے سینہ رکھ کے دل دکھلایا  
 تیرا کہ مفر کیا جو بدر کی گود میں!  
 لے کہ صبر و ضبط کی آیاتِ خجما جھیں تھیں  
 آگ و دیرِ جہنمیں دینے، جسے لٹا گیا بہ  
 تیرا غم تیری محبتِ بخم کا سلام ہے  
 اے شہید کہ بلا تجھ پر سلام اسلام کا

اے شہید کہ بلا اسلام تیرا نام ہے  
 یوں تلاشِ موت جیسے موتِ کچھ کا ہے  
 جیسے پانی بند کہ دینا و راج عام ہے  
 سو گئے ہیں باپ کی گود میں کچھ آرام ہے  
 چاندی صورت ہے جنکی انکا اکبر نام ہے  
 خون میں ڈوبا ہوا شبیر کا پیغام ہے  
 اب اسیرانِ بلا کا قہقہہ سوئے شام ہے  
 کیسی بے رونقِ بحر کسی بھیا نہ شام ہے  
 دیکھتا ہوں نجمِ کب تک گردشِ ایام ہے

تا ابد زندہ ہے ادنا ابدا سلام ہے  
 مہربانِ سرخ و شانِ حسنیؐ مر حبا  
 مصطفیٰؐ کا آلِ پیرایں بندہ پانی کہ دیا  
 اب وہ پانی سی نہیں اصفیٰؑ کو تکلیف  
 قاصدِ غرڈِ لائٹوں میں جا کر دیکھ لے  
 ہے غل و زنجیر میں جسکے ابو ایفا مبر  
 کرے تیرے تیرے کو وہ سو گدا رانِ حسین  
 آج بھی عاصیوں کے دل کی اداسی دیکھ لو  
 کہ حضورِ ری میں بلاتے ہیں حسینؑ ابنِ علیؑ

## فوجِ منیب حصین تیرے لہو کی خوشبو فلک کے دامن سے آ رہی ہے

حصین تیرے لہو کی خوشبو فلک کے دامن سے آ رہی ہے  
یہ فوجِ ناحق چھپے گائیوں کے جسے یہ دُنیا چھپا رہی ہے  
یہ کون خطبے سُنا رہا ہے یہ کس کی آواز آ رہی ہے !  
باطِ عالم لرز رہا ہے ہر ایک شے مقرر کھڑا رہی ہے !  
یہ کون ہے جس نے اک اشارے سے نظمِ عالم بدل دیا ہے  
یہ کس کے تیور ہوئے نمایاں یہ کس کے جوہر دکھا رہی ہے  
حصین میدان میں جا رہے ہیں جواں بیٹے کی لاش اٹھانے  
مگر ضعیفی قدم قدم پر اٹھا رہی ہے بٹھا رہی ہے  
یہ کون ہے جس کی گفتگو میں علیؑ کا لہجہ جھٹک رہا ہے  
یہ کون ہے جس کے دلولوں سے حسینؑ جگمگا رہی ہے  
یہ زینبؑ دلفگارِ فاطمہؑ حبیبی ماں کی دُختر  
ہے غزدہ غم نصیب لیکن علیؑ کے جوہر دکھا رہی ہے  
لڑے ہوئے قافلے کی ڈھارس غریب بہن آ رہا ہے  
ترام کینے کا دل سنبھالے بہن سوئے شام جا رہی ہے  
غریب بھائی لہو بہا کر نقوشِ باطل مٹا چکا ہے  
اب اپنے آنسو بہا بہا کر بہن نصیب آ رہا ہے

فوجِ منیب  
خوب کی آل کی توقیر مسلمانوں نے  
خوب کی آل کی توقیر مسلمانوں نے  
لوٹ لی چادرِ نظیر مسلمانوں نے

مارے شبیر کو جب تیرے لکھنؤں نے  
مل کے یہ سونچ کر تیرے لکھنؤں نے  
ہائے پہنا دیے تجھے لکھنؤں نے  
ٹھوڑے ڈوڑا دیئے بے تیرے لکھنؤں نے  
اُس پہ پھیر دی شمشیر لکھنؤں نے  
شاہِ مظلوم کی ہمشیر لکھنؤں نے

ہل کیا عرض غلامِ رسولؐ و رسولؐ  
گھیر کر ختم کرد و سلسلہ آلِ نبیؐ  
قیدیوں کو جو رہا کرتے تھے سیدان کو  
بس نہ کی مار کے لاشوں شہیدوں کی غضب  
جس جگہ کے لپا کرتے تھے محمدؐ سے  
قیدی کی احمد مرسل کی لڑا اسی پیاسی

نہ خیمے میں لئے تھا حیدری شمشیر کے  
بارہ منظر ہیں نجوم اس لڑائی توڑ کے  
آپ پر ترقیب ہیں سب حال دامن گیر ہے

بدر کا بلہ نہ کیوں لیتا امیہ کا چراغ  
آسمانِ حیدریہ کے تمس ہیں بدرِ رسولؐ  
فی سبیل اللہ سنو! غریب دیا مولیٰ علیؑ

حاسدوں کو چھوڑ کر فضلِ الہی سے نکل  
حیدری لڑوں سے شیدا ہیں تیری تحریر کے

نہیں

کہا ہندہ نے نہ زینبؓ کہ بی بی یاں نہ آنا تھا

کہا ہندہ نے نہ زینبؓ کہ بی بی یاں نہ آنا تھا  
کہا نہ زینبؓ نے ہندہؓ جہد کو یہ دن دکھانا تھا  
کہا ہندہ نے تیب میں سید سچا دیکھ آئے  
کہا نہ زینبؓ داغ ان کو بھنسنے کے اٹھانا تھا  
کہا ہندہ نے سنتی ہوں کہ کبریا کی رچی شادی  
کہا نہ زینبؓ ہاں اس عمر میں بیوہ بنانا تھا



کہا ہندہ نے تھے عوں محمدؐ کو بہت کم سن!  
 کہا زینبؓ نے صورتِ اپنی اماں کو دکھانا تھا  
 کہا ہندہ نے بی بی دینہؓ تھے اکبرؓ کے مرنے کے  
 کہا زینبؓ نے تصورِ پیغمبرؐ کو مسطانا تھا  
 کہا ہندہ نے شہ "ہاں" کہہ کے اس آفتِ سیح جاتے  
 کہا زینبؓ نے پھر دینِ نبیؐ کا کیا ٹھکانا تھا  
 کہا ہندہ نے شہ میدان میں اہلِ خمر کو کیوں لائے  
 کہا زینبؓ نے اہمیت کو نبیؐ کی آرزو مانا تھا  
 شبیرؓ کو راہِ غربت میں تانا کا نور و ضہ یاد آیا!

شبیرؓ کو راہِ غربت میں تانا کا نور و ضہ یاد آیا!  
 کچھ ماں کی محبت یاد آئی! بابا کا نہ مانہ یاد آیا!  
 وہ بنتِ علیؓ کی ماہِ لوسی وہ اہلِ مدینہ کی اُلفت  
 عباسؓ کی کو شمشیر یاد آئی نہ زینبؓ کا دہرہ یاد آیا  
 ہاتھوں سے جگر کو مقام لیا اور سر کو جہر کا کریمہ لگے  
 جب اپنی حلیفہ بیٹی کا اتر اتر ہوا ہیرہ یاد آیا!  
 نہ صبح کا دامنِ چراغ ہو اکبرؓ کی اذان نہ چونکا آیا!  
 یہ پوچھ لے کس کی ہمت ہے شبیرؓ کو کیا کیا یاد آیا  
 ستمہ اپنا دفرِ غیش سے بالوں سے چھپایا نہ زینبؓ نے  
 جس وقت دیا نہ کوفہ میں بابا کا نہ مانہ یاد آیا

قبرِ اصغر پہ کہتی تھی مادرِ گھرِ جلوسِ شام ہوتی ہے اصغرؔ

قبرِ اصغر پہ کہتی تھی مادرِ گھرِ جلوسِ شام ہوتی ہے اصغرؔ  
 خاک پہ نیند آئے گی کیونکہ گھرِ جلوسِ شام ہوتی ہے اصغرؔ  
 پانی منگواؤ اپنے چچا سے سب تڑپتے ہیں خیمے میں پیاسے  
 تم بھی پینا سستھوں کہ پلا کہ گھرِ جلوسِ شام ہوتی ہے اصغرؔ  
 روکے کہنتی تھی بانی سکینہ جھٹا پانی اکیلے نہ پینا  
 ہم بھی پیاسے بہت ہیں مادرِ گھرِ جلوسِ شام ہوتی ہے اصغرؔ  
 لادیا کپڑے دیں نے پانی کیسے جبین تم کو آیا ہے جانی  
 کیا بیا خلد میں آپ کو نہ گھرِ جلوسِ شام ہوتی ہے اصغرؔ  
 بھائی تیری صدفِ رت میں کو لے لیا مجھ سے کچھ ناز نہیں کو!  
 بہنہ سمجھا کہ روئے گی مادرِ گھرِ جلوسِ شام ہوتی ہے اصغرؔ

نوحہ نمبر  
 عباس کا ماتم ہے وفادار کا ماتم!

عباس کا ماتم ہے وفادار کا ماتم!  
 ہے فوجِ حسینی کے علمدار کا ماتم!  
 مارے گئے مقتل میں کٹے ہنریہ شنے!  
 کرتے ہیں حرمِ شہ کے علمدار کا ماتم  
 تیروں سے چھری مشک بو لاتے ہیں شہزادیں  
 معصوموں میں ہر پاسے علمدار کا ماتم!

ہیں قیدِ مصیبت میں بہن بیٹیاں ساری  
 اب کون کہہ سکتا ابرار کا ماتم!  
 روتے ہیں غریبی پر جو پیار کے چھالے  
 نہ بچہ بھی خنہ دکھائی تھی بتیار کا ماتم!  
 پامال امیدیں ہوئیں اور آس بھی ٹوٹی  
 نہ بچے کیا شہ کے فساد کا ماتم  
 توحہ نمبر  
 جانِ کربلا تو نے راہِ حق دکھا دی ہے

جانِ کربلا تو نے راہِ حق دکھا دی ہے  
 موت کے اندھیرے میں شمع سی جلا دی ہے  
 شامِ دوں نہ ہی کیا ہے اور دو قدم بڑھ جا  
 کہ بلا سے کوئی تک جیب نہ میں ہلا دی ہے  
 کیوں جین کے غم سے روکتے ہو دنیا کو  
 تم نے کیا نہ ملنے سے رسمِ غم اٹھا دی ہے  
 اس سے ایک دوا لے لو کیوں غریزہ کرتے ہو  
 نہ یہ تیغ بھی جسے قوم کو دھا دی ہے  
 اس کے در پہ سج کر اے غورِ رانی!  
 جس نے آدمیت کی آبرو بڑھا دی ہے!  
 حق کہاں نظر آتا ہے حینِ دنیا میں  
 تو نے زندگی دیکھ نہ زندگی بڑھا دی ہے

اور کر دیا۔ روشن ظالموں نے ظلم اپنا  
بیکسوں سے خیموں میں آگ بھی لگا دی ہے

اب حسین اصغر کو رن میں لیکے آئے ہیں  
کیا انھیں بھی مادر نے جنگ کی برضا دی ہے  
(حضرت نجم آفندی)

## فوج نمبر ۳۰ قاسم کو مجتبیٰ کی نیابت پہ ناز ہے

شہید کو مجتبیٰ کی نصرت پہ ناز ہے  
ابن حسن کو حسن کی شہرت پہ ناز ہے  
قاسم کو اپنے جد کی ولایت پہ ناز ہے  
شہید کو حسن کی محبت پہ ناز ہے  
شہید کو مجتبیٰ کی غیرت پہ ناز ہے  
قاسم کی ماں کو دین کی نصرت پہ ناز ہے  
مال کو اس اپنے بیٹے کی نصرت پہ ناز ہے  
قاسم کو اپنے گھر کی سجاوٹ پہ ناز ہے

قاسم کو مجتبیٰ کی نیابت پہ ناز ہے  
تیرہ برس کے سن میں دیکھا چڑھیں چاند  
شہید کی تربیتی موت کو کہتا تھا شہید  
بیٹوں کے فدیہ ہونے کا سامان کر کے  
اصغر شہید ہونے پر سنا کر مر رہا  
ہمت بڑھائی لال کی قربان ہونے میں  
چار میں جس کو لائے تھے لڑکے رہ رہا  
آزادی کے چار بیٹوں کو فدا کر دیا

نہایت سے نذر مل گیا روشن ہوا کلام  
ہم کو فدا اس کی عنایت پہ ناز ہے

## فوج نمبر ۳۱ حسین تیرے لہو کی خوشبو فلک کے دامن سے آ رہی ہے

حسین تیرے لہو کی خوشبو فلک کے دامن سے آ رہی ہے  
وہ خونِ ناستون چھپے گا کیسے جسے یہ زمین چھپا رہی ہے

قید کرنا ہے سرِ کُنا مگر نہ باطل سے خوف کھانا  
 سمجھ سکے تو مرنے زمانہ صدایہ بیابانوں کی آہ کی ہے  
 حیل اکبر کی لاش کے کمرے ہیں میاں سے سوئے نیمہ  
 مگر ضعیفی قدم قدم پر اٹھتا رہی ہے بٹھا رہی ہے  
 وہ چھ مہینے کا مشہ کا جانی حسین کا وہ سوال پانی  
 وہ کہن بھولے کا جکی ما در جو خانی چھ لاجھڑا رہی ہے  
 سکینہ بی بی طہا کے کھائے وہ مہنہ سنگہ کا تکی جائے  
 سکینہ کی لاڈنی سسکینہ کہ ساری دنیا لڑا رہی ہے  
 جنازہ اٹھا تھا ماں کا شب کو ہزار ہا فسوس بیٹیوں کو  
 وہ دربار میں ہائے سر بر ہنہ یہ تیرے ظالم کے جا رہی ہے

### بید کے مہمان محمد کا لڑا سا آیا

دشتِ غمخوارہ میں جنتِ دل تیرا آیا  
 اک قیامت لائے آغوش میں چھو لایا  
 حوٹ میں ڈوبا ہوا بے شیر کا کتا آیا  
 سائڈ لپٹا ہوا برقعہ کے کلیجے آیا  
 ہائے ریا بھی تو کب قاصدِ صخر آیا  
 ہائے بیاسا لب تیرا سے بھی بیاسا آیا  
 شاہین لٹ کے محمد کا گھر نہ آیا

بید کے مہمان محمد کا لڑا سا آیا  
 کہیں نہ بیت کہیں کل تو م کہیں وہی آیا  
 لڑا تکتی رہی بچے کا جگہ تھام کے ماں  
 شاہ نے پھینچ لڑنی سینہ اکبر سے سناں  
 حوٹ میں ڈوبی ہوئی اکبر کی جوانی دیکھی  
 وہ جو گذری علیٰ اصغر پہ وہ روداد نہ پوچھی  
 تم مسلمان ہو ڈرو باجر اغان نہ کہو

کو فیضِ شرم سے آنکھوں کو چھکائے نہ ہنا  
 نکلے سرِ حیدر کہ لڑا کا کنبہ آیا



## ظہر علی اکبر تھیں دولہا تو بنالوں !

ظہر علی اکبر تھیں دولہا تو بنالوں  
 ماں کو غم فرشتہ اندھیرے میں نہیں چین  
 میں دیکھ رہی ہوں مرا پردہ نہ ہے گا  
 تم باقی کعبہ کی زیارت کو چلے ہو !  
 حلت ہے کہ جی بھر کے تہیں دیکھ لوں میں  
 جاتے ہو تو درے جاؤ سکینہ کو تسلی  
 ایک جاؤ کہ صخر کو مدینے سے بلالوں  
 تھم جاؤ کہ اچھی ہوئی زلفوں کی سجالوں  
 کافی ہے کہ میں چادر پہنیں سجالوں  
 لپٹا نہ دھواؤ کہ ام میں ستارہ سجھالوں  
 نہ دھکی ہوئی نقد کرو دم بھر کو منالوں  
 میں برجم عباسی قلندر راہ سجھالوں

جنت سے یہ روضاں کی صدا آتی ہے اختر  
 نوحہ گیر شبیر کو کہ نکھول میں چھپالوں

## نوجوان اکبر کا چہرہ کیا

بھل میں برہمی کے کلیجہ رہ گیا  
 کہ بلا کی نہر، شکوہ رہ گیا  
 طرے ہو ہو کہ کلیجہ رہ گیا  
 باپ کی آنکھوں میں نقشہ رہ گیا  
 موت یوں آئی کہ زندہ رہ گیا  
 چاند کی راتوں کا پردہ رہ گیا  
 بیچ میں قسمت کا پردہ رہ گیا  
 شاہ کی گردی میں لاشہ رہ گیا

نوجوان اکبر کا چہرہ کیا رہ گیا  
 بچہ بچہ شہ کا پیا سا رہ گیا  
 جنبش کھاتا رہا اکبر کا دل  
 ہچکیاں لے لیکے اکبر رہ گئے  
 کہ بلا میں مرنے والا ہر شہید  
 چھپتا کیسے سینہ اکبر کا گھاؤ  
 ماں دیکھتے پہ اکبر دھوپ میں !  
 نوجوانی ختم اکبر کی ہوئی

## کشتہ تیغ جفا شاہ سلام علیک

کشتہ تیغ جفا شاہ سلام علیک  
 عرصہ ماہِ عزا ختم ہوا ہے غضب  
 تعزیتے خاتم تمام ہو گئے ہر کام تمام  
 ہوتے ہیں رخصت ام کہتے ہیں رخصت تمام  
 لشنہ دہن کی عزا ختم ہوئی حیرت نا!  
 ہاے شہ شہر قین فاطمہ کے دل کا چین  
 فدیہ راہ خدا شاہ سلام علیک  
 دل نہ بہا نہ بھلا شاہ سلام علیک  
 جیسا کہی غم کی گھٹا شاہ سلام علیک  
 جانتا ہے مہمان بہر شاہ سلام علیک  
 حق نہ ہوا کچھ ادا شاہ سلام علیک  
 ہاے شہید جفا شاہ سلام علیک

بخت نشین امت بہ آہ کہہ دیا سر کہ فدا

کٹ گیا سر کھا گلا شاہ سلام علیک

بارہا یہ شہر سے شہر نے کہا - !

بارہا یہ شہر سے شہر نے کہا  
 کاٹ نہ منظرِ دم کا سر کھا گلا  
 دلیر نہ ہوا چمبہ ہوں میں  
 پانی پلا ساقی کشتہ ہوں میں  
 نہ درج نبی کا ہے تجھے واسطہ  
 احمد مرسل کا لڑا ہوں میں  
 پانی پلا دے مجھے بہرِ خدا  
 دیکھ لیں صاحبِ ایمان سے تو  
 ملت ہیمنہ کو نہ دھبہ لگا  
 تین شنب و سورہ کا پیاسا ہونیں

عیش و نہار نہ نہ جو ملا بھی تو کیا  
 گدہ ہر مقصود نہ ہا متحد ہے گا!  
 کام نہ کہ جس سے خوش ہو ہے خلا  
 سن لے وصیت یہ میری آخری  
 تن سے بجا کر چکے سر جگھڑی  
 لینا نہ زینب کے تہ سے نہ دلا  
 نوحہ نمبر ۴۱  
 اربعیں کے سو گوارہ الوداع

اربعیں کے سو گوارہ الوداع  
 خاتمہ بالآخر حیرانم کا  
 کہہ رہے تھے مزاروں پر اہلبیت  
 دشت سونا پاس سبھی نہیں  
 کہہ بلا کے چاند کو سینا تمہیں  
 اکبر و الصغر و علی کی فدا منی  
 قبر پر بیٹوں کی زینب نے کہا  
 گھر نہیں کہہ کہیں قبر میں کہیں  
 کہتی تھی زینب یہ قبر شاہ سے  
 قبر سے آواز ہوتی تھی بلند  
 لو بہن زینب سر ہمارا الوداع

نوحہ نمبر ۴۲  
 افسوس نی زادیوں کا شام میں جانا

افسوس نی زادیوں کا شام میں جانا سبھی اُد سے پوچھو!

سر کھلے وہ مالہ ہنوں کا دربار میں جانا سبھا دے پوچھو  
 چھپتی تھی نبی زاد سی نبی زاد کی کے پیچھے کن شرم دیا ہے!  
 اور شرم کا ان بیبیوں کے نام بتانا سبھا دے پوچھو!  
 سر حفتہ مسلم کا لگتا تھا جہاں یہ نہ ہاں شہ کا نہ کا سر!  
 دے دے ستم ایجاد کے اس وقت لگانا سبھا دے پوچھو  
 دہ چھینے سکینہ کے طمانچے بھی لگائے ظالم نے بھاسے!  
 غربت میں ستم کا سکینہ کو سنا سبھا دے پوچھو!  
 بیٹھے ہوئے سب کہ سبوں پوچھو ٹپے ٹپے تھے ساد اکھڑے تھے  
 سر طرنت میں دکھا ہوا زینب کو دکھانا سبھا دے پوچھو!  
 دل چاک ہے ناموں کا اس پر وہ درہ درہ درہ درہ  
 ناموں کا سر کھلے ہوئے بلوہ میں جانا سبھا دے پوچھو!

نوحہ نمبر ۱  
 پر و ان پرٹھا لوں ارمان نکالوں!

پر و ان پرٹھا لوں ارمان نکالوں!  
 پھل پرٹھی کا کھلے ہوئے لیٹے ہوئے میں پر  
 لے لال ترے بیاہ کی زینب کو کبھی تھی  
 یوں گھر سے میرے لال کو لیا میں یہ تھقتہ  
 ٹھہراؤ جتنا کہ میں جسے تو نکالوں  
 پہنا کے ذرا دیکھ لوں پوشتاک شہابی  
 مابلت پہ پھیلوں کا میں سہرا لٹھٹھا لوں!

## نہ نڈاں کی شام، شام کے نہ نڈاں کی چھٹے

نہ نڈاں کی شام، شام کے نہ نڈاں کی چھٹے  
 کینہ نہ کرے غریب کی ہماں لڑائیوں  
 نہ نڈاں میں طوطوں کی تپے کسے ماں کی  
 بیکسی سی غریب کو دے تپے کس طرح  
 کیسی اندھیری رات تھی نہ نڈاں شام کی  
 انا کہ آج قید ہیں ہیں باندھیں ہیں  
 اسلام آباد کے ہاتھ سے اسلام مرگ گیا  
 کیا کیا ملے دیئے گئے قتل گاہ کے

گھٹ گھٹ کے کس طرح سے شکینہ ہوئی ہلاک  
 یہ داستان تو شام کے نہ نڈاں سے یو چھٹے !

## نہ نڈاں کی شام، شام کے نہ نڈاں کی چھٹے

ہائے کر بلا والو، ہائے کر بلا والو !

اے خدا کے بندوں میں منتخب خدا والو  
 نشان مصطفیٰ والا دھنچ مرتفعی والا  
 کس وجہ یہ جانیں دیں تم نے اے خدا والو

ہائے کر بلا والو، ہائے کر بلا والو !

موت کی تمنا میں زندگی سے منہ موڑا  
 یہ دوا تھی مرنے کی بے شک ظلم یہ کوڑا  
 کر بلا کے سینہ پر نقش زندگی چھوڑا  
 پیاس کی اذیت میں مسکرا کر دم لوڑا

ہائے کر بلا والو، ہائے کر بلا والو !

کس بلا کے جبرِ کل میں آں مصطفیٰؐ ٹھہری  
 آئی شامِ عاشورہ صبحِ کدو کا ٹھہری  
 بے دنیا کا مسکنِ این کہ بلا ٹھہری  
 کیا خبرِ دینہ میں شامِ یوسفؑ کا ٹھہری  
 ہائے کہ بلا دالو! ہائے کہ بلا دالو  
 چھوٹے چھوٹے بچوں نے جنگ کی اجاڑی  
 بڑھ گئے جوں بنا کر سنیِ رخصت لی!  
 زندگی کو کیا کہیے موت بھی خدمت لی  
 ہائے کہ بلا دالو! ہائے کہ بلا دالو  
 کونٹم میں اکبرؑ تھا کوئی تم میں اصغرؑ تھا  
 کوئی قمرؑ تھا کوئی قمرؑ تھا  
 کوئی قد و قامت میں دو جہاں بے بڑھ کر تھا  
 نہیرِ تیغ سُننے ہیں فاطمہؑ کا گھر بھر تھا  
 ہائے کہ بلا دالو! ہائے کہ بلا دالو

## حسینؑ کے کوکعبہ بنا دیا تم نے

سب سے کہے کوکعبہ بنا دیا تم نے  
 حسینؑ اپنے کپڑے پر پڑھتے تھے قرآن  
 رسولِ حقؐ کو بچا اصغرؑ سانا خُلا سونا بنا  
 کیا نہ قتالِ جبرِ موت کو خانہٗ حق کی  
 ہونے سے امامؑ جہاں میں کہ انبیاءؑ نہ ہوئے  
 ازل میں دیکھو اس کو خمشِ انبیاءؑ کو تمام  
 خدا کی راہ میں سر دے کے اُسے شہیدِ وفا  
 دلوں پہ دین کا سکہؑ جما دیا تم نے



## نرینے بول چھال دشت میں کیا ہوگا

نرینے بول چھال دشت میں کیا ہوگا  
 اک ظلم کی رسی میں بندم جاؤ گے تم سارے  
 اونٹنوں پر ہم ہوں، کوٹھڑیوں پہ مٹاشی  
 سونہ کی بجائی، شہ کاہہ کہہ کر نہینب نے  
 توجائی سرخیاں بچا شام تک بھینا  
 مر جادے کی کھٹ کھٹ کے اک روز سکینہ بھی  
 یہ باپ کو بیٹی کا پیغام قضا ہوگا

## عزبت میں بیکسی کا بادل سا چھا رہا ہے

عزبت میں بیکسی کا بادل سا چھا رہا ہے  
 ننھا سا اک سپاہی گدڑی میں آ رہا ہے  
 ایسے کہیں سپاہی دیکھے نہیں اینٹے  
 سب کٹ گئے حجاب خیموں میں کیا کیا ہے  
 یہ بیکسیل حجاب ہمدان کو جادہ ہا  
 ماتھے پہ سپہ بے زلفین بکھر رہی ہیں  
 سوار کی گرم کر نیں صند اتر رہی ہیں  
 اللہ لگی سا چہرہ کیا تتکا رہا ہے  
 یہ نندگی کی پہلی کمر وٹ ہے راس آئے  
 شہید ہے ہیں گھسے گلے لگائے  
 اور موت کا فرشتہ آنکھیں کھلا رہا ہے

ننہا سایہ مسافر دیکھو رہ رہا  
 جھوٹے کو چھوڑ کر جو مقتل بسنا رہا ہے  
 سارے جہاں سے کہہ دو کون دیکھا کبہ دو  
 یہ روح کا دروازہ ہر کاروان کہہ دو  
 پیاسا ہے تین دن کا اور تیر کھارہا ہے  
 اے موت کا نشان ایسا کچھ جوجان ہوتا  
 دو دن کی زندگی میں تیور دکھا رہا ہے  
 مانک طبعیوں کو پس ہے ذرا سی آہستہ  
 یحییٰ پھر نہ کہہ دے تیور کی سنسٹا  
 آغوش میں یہ رک کی تسکین یا رہا ہے  
 خود داریوں لب پہ آہیں ٹھہر گئی تھیں  
 جھہرا ہوا وہ جھوٹا کیا دل ہلا رہا ہے  
 تیر کی ٹرگ گئی تھیں سائیں بھینٹیں ٹھہر گئی ہیں

## بے گناہ مارا گیا سبط رسولؐ دوسرا

بے گناہ مارا گیا سبط رسولؐ دوسرا — واہ حسن سبز قبا  
 کلمہ گو یوں نے کیا خوب کیا وعدہ وفا — واہ حسن سبز قبا  
 وقت رحلت تیرے نانا نے وصیت کہہ دی — اس پہ تاکہ یہ کی  
 اہل بیت اور کلام اللہ ہے بس میرے سوا — واہ حسین سبز قبا  
 جحف سے آئی صدا بیٹا حسن جلد ہی آ — تاکہ دوں تجھ کو دکھا  
 تیرا مارے تجھے چھلنی ہے کلجیہ میرا — واہ حسن سبز قبا  
 فی ظمئہ نہ پیر کی یوں خلد سے آتی تھی صدا ! — توہی شاید ہے صدا  
 چلیاں پس کہہ پا لا تھا جسے وہ نہ پا ! — واہ حسن سبز قبا

فاطمہ زہرا کی یوں اُٹھ کر آئی تھی خدا ————— تو ہی سفاک ہے خدا  
 جیکوں پیس کر یا لاٹھا جسے وہ نہ دے! ————— واہ حسن سبز قبا  
 تیرے تالوت پیس واسطے تاکے تیرے ————— اے مسلمانوں کے پیر  
 کلمہ پڑھتے نہ تھے خدا کا تیرے اہل جنت ————— واہ حسن سبز قبا  
 بھائی کی لاش یہ درود کے یہ نہیں کہتا ————— آہ نہ دے تھی بھیتا  
 کا من قبل اللہ و قاتلہم کو بتائے دو لہا ————— واہ حسن سبز قبا  
 گم نہ چھوڑے گئے انھیں ہر گے نہیں تم گمراہ! ————— اس پہ شاہد ہے خدا  
 اس وصیت کا مسلمانوں نے کیا شکر کیا! ————— واہ حسن سبز قبا  
 شان میں ابھی آیات قرآنی شاہد! ————— اور خدا کے واحد  
 ہائے پھر کس لئے امت نے تجھے نہ رہ دیا ————— واہ حسن سبز قبا

### نوحہ نمبر ۱ اصغر جانِ جان - جھول لو جھولنا

اصغر جانِ جان - جھول لو جھولنا ————— تم یہ ماں قربان جھول لو جھولنا  
 اصغر جانِ جان جھول لو جھولنا ————— کھو لو سٹھیاں جھول لو جھولنا  
 اصغر جانِ جان - جھول لو جھولنا ————— راج دلا کے آ نکھیل کے تارے  
 اصغر جانِ جان - جھول لو جھولنا ————— زلفیں سنوارو جھول لو جھولنا  
 اصغر جانِ جان جھول لو جھولنا —————

## ہم سے غم شبیر بھلا یا نہیں جاتا

ہم سے غم شبیر بھلا یا نہیں جاتا  
یہ داغ کلیجے کا دکھایا نہیں جاتا  
کہتے ہیں علمدار کہ دے موت خدا یا  
منہ پیار سی سکینہ کا دکھایا نہیں جاتا  
شہ بدنی کمر لڑی سنبھالو مجھے اکبر  
عیاس صد دیتے ہیں جایا نہیں جاتا  
اکبر کو چھپاتے ہیں کہ شبیر نہ دیکھیں  
ہاتھوں سے مگر زخم چھپایا نہیں جاتا  
شبیر بیکار ہے کہ صد دو مجھے اکبر  
بینائی لگی راستہ پایا نہیں جاتا  
اٹھتے ہیں کبھی بیٹھے ہیں شاہ کیلے  
کیا لاشہ فرزند اٹھایا نہیں جاتا  
ہے لاشہ اکبر یہ پیاسے کی بھیجی  
خط فاطمہ غم اساتما یا نہیں جاتا  
سیراب نہ کہ تیر سے اصفہر کہ تو ظالم  
پیاسے کہ لہو اس کا پلایا نہیں جاتا  
شبیر نے بے شیر کو دفن دیا لہ گو  
گو چاند کو مٹی میں دبایا نہیں جاتا

بے مثل ہے شہزاد کا یہ کام نہ مانے  
تلوار تلے سر کو جبر کیا نہیں جاتا  
اے ستمگر حسین ابن علیؑ نہ ندہ رہیں گے  
بچوں کوں سے کبھی نہ بچھایا نہیں جاتا

اتنے تن شبیر میں ہیں تیرے نمایاں!  
بچے کو بھی سینے سے لگایا نہیں جاتا  
برساؤ نہ کوڑے کہہا رہے غشی میں!  
بے ہوش کو کس ہوش میں لایا نہیں جاتا  
ماتم سے نشاء اشک بہانے کے یہ دن ہیں  
میدانِ تو حرم میں مستایا نہیں جاتا

## حبِ ملائوں کی غنیت کا سوال آتا ہے

حبِ ملائوں کی غیرت کا سوال آتا ہے  
رشتہ ہر پیم تیرے پہ دے کا خیال آتا ہے  
دشتِ غربت میں جو بیعت کا سوال آتا ہے  
شہ کو دعوہ طفلی کا خیال آتا ہے  
یقینیت سے کہ میلان عمل میں نہ کو!  
حق و باطل کے پرکھنے کا خیال آتا ہے  
نہ تو مشیر ہے نہ تختِ شہادتِ ہمیں  
بجرا بانی اسلام کا لال آتا ہے

قابل دید ہے انہماکِ حسینی کا خلوص  
 رن میں آتا ہے جو خیمے سے نہال آتا ہے!  
 راستہ شیر کو دے دو یہ کہا میو جوں نے  
 سوئے دریا اسد اللہ کا لال آتا ہے  
 فوج اعدا میں تلاطم کے ہیں آثار عیاں  
 دلبر فاتحِ خیبر کو جلال آتا ہے  
 پھینک دیتا ہے جرمی چٹو میں لے کر پانی!  
 ہائے جب پیاسی بھیتجی کا خیال آتا ہے  
 چاند کی سمت جواٹھتی ہے نظر لیلا کی  
 یاد ہر شکلِ پیہر کا جلال آتا ہے  
 ماتنا پیٹ کے سر جتی ہے ماں سے اکبر  
 موت کے بھیس کھارہ پڑاں سال آتا ہے!  
 لاشِ اکبر کے قریب نہت کھڑی ہے خاموش  
 کیا محمدؐ کی جوانی کا خیال آتا ہے  
 تیر قافل سے دیا جاتا ہے منتقل میں جواب!  
 نغمے ہر نونوں پہ جو پانی کا سوال آتا ہے  
 بے کفن دیکھ کے بے ضیہ کا لاشہ رن میں!  
 چادرِ ثانی نہ ٹہرا کا خیال آتا ہے  
 پھیلتا جاتا ہے جلے ہوئے خیموں کا دھواں  
 ہر دہ اہلِ حرم کا جو خیال آتا ہے!





ایک سلمان دوسرے سلمان کا بھائی ہے (رسول اکرم)



میرے شاہِ بخت کی فلاحی  
دینے کا نام ہی ہے شاہِ کائنات کا حجابی!!!  
(رسولِ مہمانی)

صاحبِ بیاض

گلے پر تیرے مسکراہٹ فوج پر نظریں!  
ججاہ حق اور محض موم برہمہ کر نہیں دیکھا

ایک سلمان دوسرے سلمان کا بھائی ہے

لے مجھ کو بھی مثل سلمان و یوزر  
وہی خواجہ ماشی وہی نیک ناسخی  
(رسولِ مہمانی)

# غم حسین ہی یوں نور آگئی کیلئے

غم حسین ہے یوں نور آگئی کے لئے  
 کہ جیسے شمع ضروری ہے روشنی کے لئے  
 غم حسین سلامت کچھ خدا رکھے  
 تو اگر پیام ہے عزت کی زندگی کے لئے  
 بجھا دی شمع تو نور دے اٹھے چراغِ وفا  
 یہ کیا کام شہ نے اندھیرے سے روشنی کیلئے  
 حسین کس لئے سب کچھ لٹا گئے اپنا  
 یہ سوچنا بھی ضروری ہے آدمی کیلئے  
 سلام تانی زہر سے سرفراز نہ ہوئے  
 یہ لطفِ خاص فقط تھا حبیب ہی کیلئے  
 ہمارے اشک عزا کو بیشم دل دکھیں  
 دیئے جلانے ہیں مجلس میں روشنی کیلئے  
 لب فرات پہ قبضہ تو کر لیا لبِ کن  
 ترپ لہریا ہے وفا شہ کی تشنگی کے لئے  
 گلے پہ تیر لگا مکر دیئے اسخِ  
 اک انتباہ تھا عالم کی بے حسی کیلئے  
 جلا ہے مرنے کو اگر رسا لہو جان پر  
 حسین ترسیں گے اب جلوہ نبی کے لئے

ملا ہے انہیں خبر ہے شبیر کا لہو منہ بہ  
 نہال باغ نبوت کی تازگی کے لئے  
 اذان اکبر مہر و سے آ رہی تھی صدا  
 صلائے عام ہے عزت کی زندگی کے لئے  
 غم حسین کا فیضانِ عام ہے عالی  
 ملے ہیں اشکِ جوا نکھوں کی دلی کیلئے

## ”فاتحِ فطرتِ غمِ شبیر ہے“

یہ جو رسمِ نعرہ تکبیر ہے  
 مقصدِ قربانیِ شبیر ہے!  
 موت کے ماتھے پہ اب تحریر ہے  
 فاتحِ فطرتِ غمِ شبیر ہے!

تیر کیا چھیدے گا خود چھید جائے گا!  
 سرِ ملہ یہ گردن بے شبیر ہے!  
 کیوں شبِ عاشق ہے ٹھہری ہوئی  
 وقت کے پیروں میں کیا نہ بچر ہے  
 دیکھ کر اکبر کو کہتے تھے عدا  
 یہ رسول اللہ کی تصویر ہے!

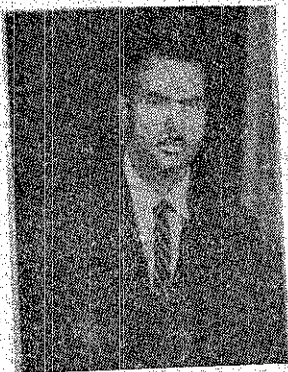
اک مرقع ہے زمینِ کربلا

ہر طرفِ تقدیر ہی تقدیر ہے!  
 لرزہ بر اندام ہے دربارِ شام  
 درد کا سیلاب یا تقدیر ہے  
 ہر محاذِ زندگی پر دیکھئے!  
 کارِ فرما فاطمہؓ کا شیر ہے  
 بے کفن میدان میں ہے بھائی کی لاش  
 بے ردا بازار میں ہم شیر ہے!  
 ہے غمِ شبیر کی دل میں تڑپ!  
 درندہ اپنی برق کیا لو تیر ہے

## زینب کے مصائبِ شبیر سے بے چھو!

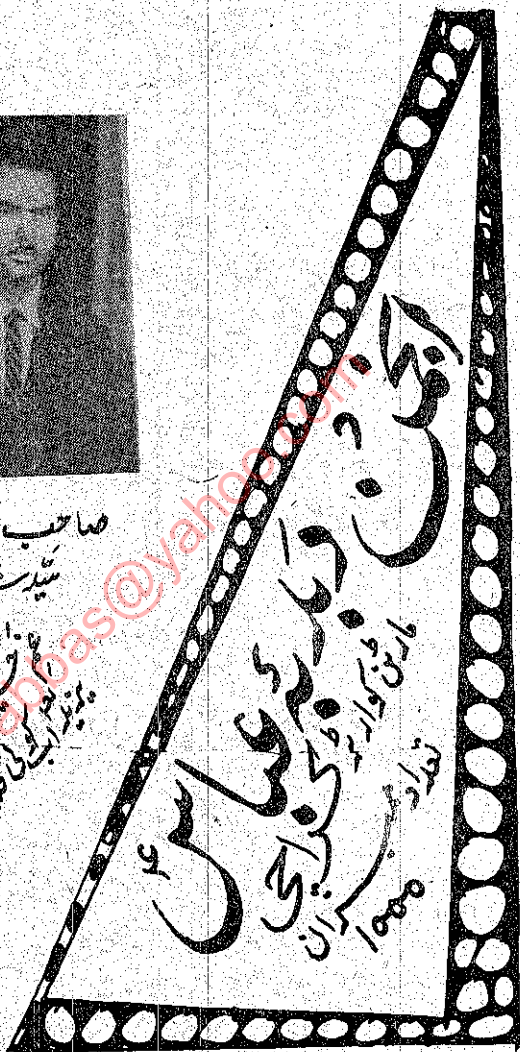
شبیر کا غمِ زینبِ دلگیر سے بے چھو  
 زینب کے مصائبِ شبیر سے بے چھو  
 اے اہلِ عزا عابدہؓ بیمار کی حالت  
 کچھ طوق سے، کچھ حلقہٴ زنجیر سے بے چھو!  
 امت نے جو برتاؤ کیا آٹل عباس سے!  
 اس بات کو شبیر کی ہم شیر سے بے چھو  
 جو حکمِ بنِ سعد پہ چھوٹا تھا کہاں سے  
 اس نادک بیدار کو بے شیر سے بے چھو

کیا دل پہ گزرتی ہے بکھر جائے یو کنبہ  
 صغیرا کی لرزنی ہوئی تیرے سے پوچھو  
 بر چھپی علی اکبر کے جو سینے میں لگی تھی  
 درد اُس کا دل زینب د لگی سے پوچھو  
 زخموں سے تن ضبط نبی پور تھا کتنا  
 یہ نیزہ و سنگ و تبر و تیرے سے پوچھو  
 یہ حال ہوا ٹوٹ گیا بند کمر کا!  
 عباس کے غم کو دل شبیر سے پوچھو  
 افسوس کہ یا مال ہوا لاشہ قاسم  
 اس موت کی بگڑ سی ہوئی تقدیر سے پوچھو  
 کیا ایسا زمانہ تیں کہیں ظلم ہوا ہے  
 ممکن ہو تو اس کو فلک میرے سے پوچھو!  
 کس طرح سے ایمان کی ہوئی ہے حفاظت  
 یہ خون سے اور خون کی تاثیر سے پوچھو!  
 عزت پرستم اور مسلمان کے ہاتھوں  
 تاریخ سے تاریخ کی تعبیر سے پوچھو!  
 بڑھ جائے جو دنیا کی ہوس ہو تلبے کیا کیا  
 یہ تلخی غم آل کی تشہیر سے پوچھو!  
 کیا ابجو رسالت کا زمانے میں یہا تھا  
 اس امر کو حالات کی تعبیر سے پوچھو!



صاحب بیاض  
سید شاہ حسین

مقامی زمینداران کو دیواریاں دیو  
پہنچانہ ایسی ہی فتنہ بھگتا نہیں سکتا



لکھنؤ دارالبرکات  
مارتن گوارا سید  
تعداد  
۱۵۵۵  
عمر



## ہم کیوں نہ کریں ماتم، اے شاہِ زمیں تیرا!

ہم کیوں نہ کریں ماتم اے شاہِ زمیں تیرا  
 جس نے ہمیں رہا لاشہ بے گناہ کفنِ تیرا  
 سیرِ طیتی خیم سے گھبرا کر نکل آئی!  
 نیزے پہ چڑھا دیکھا جو سر کو بہن تیرا  
 اے شاہ کس قدر ہے دل سوز تیرا فنا  
 تیرا کتبہ بیا باں میں آوارہ وطن تیرا  
 دیواروں سے کہ کیونکر ٹکرا کے نہ مڑ جائے  
 گھوڑوں سے گیا لوند ہر عضو کے بدن تیرا  
 نہ بخیروں سے اے شاہ احم کیوں نہ کریں ماتم  
 تیغوں سے ہوا زخمی، مٹی لڑک بدن تیرا  
 نوحہ نمبر  
 شبگیر نے سروے کر اسلام بچا یا ہے

شبگیر نے سروے کر اسلام بچا یا ہے  
 جعفر کے تلے حق کا پیغام سنایا ہے  
 نیزے پہ جو سر دیکھ جبرئیل امیں لوے!  
 کہتا ہے تلاوت جو سر کس کا خدایا ہے!  
 قدرت نے یہ فرمایا، ٹکڑا ہے رسالت کا!  
 شبگیر ہے نام اُس کا کھربے لٹایا ہے

ایمان کی قسم ایمان ملتا ہے اسی گھر سے  
 دُنیا کو اسی گھر سے انسان بنایا ہے  
 زمین پر نے دعا مانگی ہو خیر خداوند  
 دُر بارہ میں ظالم نے سر نہ گھلایا ہے  
 خُند و مئے عَالَم کی آغوش کے پالے کا  
 سر تن سے جُدا کر کے نیزے پہ بڑھا دیا  
 لاشِ مظلوم کی مَقْتِل سے اٹھائی نہ گئی !

لاشِ مظلوم کی مَقْتِل سے اٹھائی نہ گئی  
 حیف و حد حیف ہے تڑپت بھی بنائی نہ گئی !  
 کاش زمین پر کوئی بھائی کا پھر سر نہ دیتا  
 اہل اسلام سے یہ نہ بیت بھائی نہ گئی  
 بڑھ کے فضا ذرا زیرِ بٹ کو سہارا دینا  
 آگے دُربارہ میں رُو وادھنائی نہ گئی  
 کیسی دُیراں ہے مدینہ کی فضا بعدِ حسین !!  
 ابھی ابھی ہی ہے یستی کہ بُائی نہ گئی !  
 بابا، بابا کی فضا کو بج اٹھی زندہ ہے !  
 مرنے دم تک بھی شَکینہ کی دُہائی نہ گئی !  
 کس بیکسی سے نکلی اہل مدینہ گھر سے !  
 کس بیکسی سے نکلی اہل مدینہ گھر سے  
 بہر دین میں مسافر آج غذا کو تر سے !

ظلم و ستم کے بادل یوں کہلا میں بہہ  
نیزہ نکالا کیونکہ شہنشاہ نے جگر سے  
نہ جانے کیا کہا تھا صغرائے نامہ بہر  
اصغر البیٹ سے کہو جب باندہ دیدار سے  
پانی کی کھٹی تمنا اصغر نے تیر بہر سے  
یہ محکمہ کو سبلاں کیسے تھکے بنے خوب سے

باز وہ میریدہ لاشہ اک رہ گیا تڑپ کہ  
جھپٹتی گئی حیرتِ عظمیٰ کے تڑپ

سہمی ہوئی کھٹی بی بی شہر لیس کے طر سے  
کچھ کہہ رہے تھے تھی عاشق کے سحر سے

برباد کر کے چھوڑا گلزارِ مجیش کو !!  
وہ عالمِ اقصیٰ، کہ میل جولِ ان بیٹ  
بیتاب ہوئے مظلومی اکبر کی لاش نہیں  
وہ بے کسی کا عالمِ خستہ پھر ہی نگاہیں  
بے شہر لیس کے آقا تقدیر ہی نہ رانی  
ناموں صدفے کی تشہیر کیوں نہ داک

افسوس ہے کہینہ نہ نکل جگر کے نکلی  
پیر لپیوں کی آہیں بے ادبوں کے سنو

## ریگ تباں میں مولا کیسے کیٹیں گی راہیں

ریگ تباں میں مولا کیسے کیٹیں گی راہیں  
زنجیر کی لپٹ میں پاؤں کھلے نہ باہیں

طوق اور نالوائی، بیٹری میں سارہ بانی  
سجّاد کی کہانی کس دل سے ہم سنائیں

کہتی ہے سادگی سے لہو و دے یہ سکینہ  
مانگوں گی اُسے پانی پیلا کر چھرا نہیں

میرہ نہ ہو سفر میں یارب کسی کی جانی  
لوٹیں نہ یوں لٹیں کر بیواؤں کی ردا میں

کالوں پہ ہاتھ دھر کے کہتی ہے اکیلی  
 اسے کاش کہ سلامت ہوئیں سچا کی باتیں!  
 نظیرِ فریبوں کی تشہیر تو رہی ہے  
 بچے ڈرے ہوئے ہیں سہیتی ہرئی میں مائیں  
 شیریں نے جانے سنکر کیوں باں کھول ڈالے  
 زنجیر کی دھڑائی اور بیڑیوں کی آہیں  
 کونے میں سر بہنہ یوں بیٹھیاں علی کی  
 بکھرے سروں میں مسی پاہوں میں لیجائیں  
 دوشے پہ نانا جاں کے بیٹا انہم کی ماہ کا!  
 اکبر کی زندگی ہو، کماتی ہے یہ دعا میں  
 ممکن نہیں ہے دُرد نہ سچا درجہ ہے  
 ظالم کے تانہ بانے نہ زینب نہ دیکھ پائیں!  
 بھولے نہ بھولنے سے دُرد بار کی کہانی  
 پھر کیوں نہ زندگی بھر عابد لہو بہائیں  
 زنداں میں سارہاں کا کہ نہ چھٹا ہوا ہے  
 وہ نیل چاہوں کہ اب کس طرح چھپائیں  
 تیرا بن کر پھر جاؤں کس در پر  
 سن لو شہید اکبر نے بڑی ابھی نہیں!  
 نوحہ نمبر ۵  
 راہوں میں سارہاں کو چھاؤں علی نہ سائیہ  
 راہوں میں سارہاں کو چھاؤں علی نہ سائیہ  
 بے تاب دھوپ میں ہے زنجیر کا ستا یا!

زنجیر کبھی اور گہری نہ بنے الا  
کوڑا شنی نے مالا پاؤں جو لڑکھڑایا!

بے وارہن کا یا رب اب پاسراں تو ہی ہے  
بے پردہ بیبیاں ہیں اور دس ہے پیرایا!  
گیلی زمیں، یہ پیاسے بچے جو لوٹتے ہیں  
پانی دکھا کے شاید ظالم نے ہے گرا یا

کچھ نہ ختم سارباں کے پھر سے ہر ہوتے ہیں  
دربار نام سنکر آنکھوں نے خوں بہایا  
جانا کھریں میں چھوٹا نہ بی بیوں کا!!  
ایسا کسی عدو نے دربار میں بلایا

پر دیوں کی قبروں میں تربت سکینہ  
کس نے نہیں پھول ڈالے کس نے دیا جلایا  
لوتہ ہے تربت کا اک شبیر کا بچھونا!  
روٹی ہے لڑکھڑا کر کرتی ہے دھوپ سایا!

بھیکا ہوا لہو میں عابد یہ تانہ یا نہ!  
برساتا ہے کپھو بھی کو ظالم دکھا دکھا کے

خون بھگی تھکڑی ہے بڑی لہو بھرتا ہے  
کسی جفا گری ہے خوش ہیں یس مساکے  
پاؤں پہ درم مولا اور تربت گرم مولا!  
دکھیا رہے گرم مولا روتے ہیں نہ چھپا کے

## نوحہ نمبر ۱ جس کو غم شبیر کی توفیق خدا دے !

وہ غم ہے جو انسان کو انسان بنانے  
کچھ دفترِ ایشیائے اوراق تھے سدا سے  
اسلام کے فرضِ ندد و عالم کے خوراک سے  
پورے ہوئے ہر شانِ شیعہ کے ادا دے  
انسان کا سویا ہوا احساں جگا دے  
کس کا یہ کلیجے سے کھرٹے کی رضا دے  
جھوٹے سے اٹھا لائے نہ خال سدا دے  
سب میں مکر مولا کے بتائے ہوئے جگا دے  
ماں میں یہ فطرت ہے کہ دنیا کو ہلا دے  
اللہ عزا دار کو اشتکول کی جزا دے

جس کو غم شبیر کی توفیق خدا دے  
شبیر نے کی دین کی تمام رخ مکمل  
مارے گئے تو حیدر کے اعلان کی خاطر  
سر نیزہ بچ آتے ہی ہو اظلم کی بگڑھی  
ایسا تو ہو مظلوم کوئی جس کا فساد نہ  
اکبر سا لیسر ہو تو کلیجے میں جھپٹ لیں  
دیکھیں توڑہ حق میں کوئی چاند کا ٹکڑا  
وہ صبر کا رستہ ہو کہ تلوار کی منڈل  
مظلوم کے ایشیاء کی فطرت کو نہ پوچھو  
انصارِ مسیحی کی تاسی ہو میرٹس

قدرت ہے اگر ختم تو لڑوہ کی ذباں میں  
ہر قوم کو شبیر کا پیغام فساد دے

## نوحہ نمبر ۲ پگہ درد ہے نہایت اسلام کا فائدہ

پگہ درد ہے نہایت اسلام کا فائدہ  
گھر لٹ گیا نبی کا دیکھا کیا زمانہ

وہ دین کی حمایتِ دُنیوی کی چھانڈنی میں  
یثرب کے مَن چٹولوں کا تیغیوں کے سٹھویہ آہنا



عزت کی ریزہ ریزہ موت کا تعاقب  
 وہ اپنی زندگی کی لذت کو کھول جانا  
 وہ لشکرِ ستم پر تحقیق کی نگاہیں  
 وہ پیاس میں تھم وہ بجلیاں گمنا  
 باطل کی تیسری میں وہ جلوہ حقیقت!  
 وہ کفر کی فضا میں ایمان کا کھسرا نا  
 نصرتِ کادین حق کی وہ دلگداز منظر  
 اک طفل بے زباں کا جھوٹے سے امھ کے آنا  
 وہ جانتاں تیابت ہر ایک تشنہ لب کی - !!  
 منہ سے ایلچی کا سودھی زباں دکھانا  
 میدان میں سنسنا ہر طرک تیرے خطا کی!  
 فطرت کا آہ کہنا بچے کا مکرانا  
 زخمی جبین کا سجدہ اسلام کی پلندی  
 شہید کا خدا کی طاعت میں سر جھکانا  
 خیمہ کے در پہ لہڑاں مشتاق دید نظر میں  
 منظر کربلا کا نیل پہ منہ دکھانا!  
 مکر میں اک تباہی دریا میں اک تلاطم!  
 خیموں میں آگ لگنا سودج کا ڈوب جانا  
 ڈوبے ہوئے لہو میں اسلام کے خود اذے  
 شعلوں میں دو جہاں کے مولا کا آستانا  
 حالت ہی کج کب تھی تو جہ گمراہی کے قابل  
 ہم چڑپٹا ہوا چکے تھے دل نے مگر نہ مانا

## سوائے فاطمہ زہرا انہیں کوئی نہ نینب

(اندر شہداء لکھنوی)

سوائے فاطمہ زہرا انہیں کوئی نہ نینب  
 بچا یا دین بچا کام کہ کسی نہ نینب  
 اسیر سو کے بھی کی نہ مہبری نہ مانے کی  
 ہوئی جو قیدِ طہی عزمِ شاہِ دین کی دنیا  
 نہ بال میں کانٹے طہی نہ سے نہ بیاں بکلتا تھا  
 یہ داستانِ الم نہ کہی نہ مانے میں  
 تھے بال چہرے پیکر سے نہ بکلتا تھا کہ دن  
 زمانہ روئے کا ناخستہ اس مصیبت بہار  
 بڑی مصیبت زہرا بھی پڑیں لیکن  
 یہی عقیدہ ہے سرِ شہداء کا نہ مانے میں  
 نہ کہ سسکا کوئی تیری سی مہبری نہ نینب !

لوحہ منہب  
 حیئن جان نہ دیتے تو کام کیا کرتے !

حیئن جان نہ دیتے تو کام کیا کرتے  
 بچا یا دین بنی گھر لٹایا جان بھی دی  
 تمام کرنے کو حجت طلب کیا نہ نہ  
 اندل سے وعدہ طفلی تھا جاں کنیز ل میں  
 رضا سے سچی پہ تھے راضی شہداء نہ نہ  
 بھلا زیندگی بیعتِ امام کیا کرتے  
 ابراہیم بڑھ کے شہداء کام کیا کرتے  
 دگر نہ سے کہ وہ پانی کا جام کیا کرتے  
 نہ جان دیتے تو شاہِ انا م کیا کرتے  
 علی کو کہ لال جنگِ اہل شام کیا کرتے

ہنہیں تھا، آج بے سبکیں ما کیا کرتے  
بھلا وہ صبط نبیؐ کو سلام کیا کرتے  
تھے بے زبان علیؑ اس کو سلام کیا کرتے  
حرم کے پردہ کا وہ انتظام کیا کرتے  
تھیں کہ تھے تو سجادؑ کام کیا کرتے  
اب اس کے پردہ کے وہ اعلان عام کیا کرتے

بھگوانیؑ انسانوں کے ذہن نے شریعتِ اہقر  
تھے فوجِ شام میں سبے تمن خدا و رسول  
کہا ان لوگوں میں پیاسا ہوں اے سلمان! نہ!  
تھے یہ جیسا بھی تھے کہ میں ظلم کے بانی  
خیالِ بخششِ امانت تھا ہر گھڑی دل میں  
قرآنِ نیر سے یہ پڑھتے ہوئے گئے سرور

ازل سے ہم تو تھے شکرِ شتم میں سرور کے  
ہو نہ روئے تو دنیا میں کام کیا کرتے!

## پیاسے ہوئے جو قتلِ کناہِ فرات کے

(از سرشارِ کھوپڑی)

روشن چراغ ہیں یہی راہِ نجات کے  
بندے خدا کے ہیں یہ اہلِ صفات کے  
سامان کہ گئے ہیں ہمارے یحیٰ نجات کے  
مخمسوں بھول تھے جن کائنات کے  
پیاسے ہیں کہ بلا میں کناہِ فرات کے  
پانی ہوئے ہیں شرم سے کناہِ فرات کے  
ساتھی حسینؑ کے تھے دہنی اپنی بات کے  
روشن چراغ ہوئے گئے دین کی حیات کے  
لوشنِ چراغ ہیں یہی تمام حیات کے  
بکھرے ہیں کہ بلا میں کناہِ فرات کے

پیاسے ہوئے جو قتلِ کناہِ فرات کے  
بارہ امامؑ کے ساتھ میں میں ڈھیلے  
ترتیب سے کے قتلِ کرب و بلا حسینؑ  
گلزار کہ بلا کے لئے شہ نے جو سجھنے!  
نیر کی ملکیت میں پانی مگر حسینؑ  
اولادِ مصطفیٰؐ نے جو پانی نہ ایک بوند  
حق پر نہ ہو گئے نفرت میں شاہ کی  
قطرے ہوئے گردنِ شیر سے گم سے  
صبحِ ازل سے دل میں ہے دارِ غم حسینؑ  
دین محمدؐ کے عجیبے کے سب و رقا!

نہجے جلے حرم کے ہوا شام میں دھواں  
 بوش و لا سے کہہ سکے کچھ بھی دل کی بات  
 اچھرے گا دین ڈوب کے خون حسین میں  
 کوئے حسین کا انھیں ہم نے دیا بیت  
 شہرہ ڈھونڈتے تھے جو رستے نجات

## نوحہ نمبر اسلام زندہ کر کے وحدت سوار دی

(از سرشت لیکھنوی)

اسلام زندہ کر کے وحدت سوار دی  
 قربان کر کے گیسوؤں والے حسین نے  
 حق نے بنا کے بچن پاک سے بشر  
 پیر دکن دیں سوار سے سبط رسول نے  
 اجرت قرار دے کے دلا اہلبیت کی  
 بن کے مثال الفت و اخلاص دا بھی  
 جی دیکھ جو کہہ سکے کہ گئے حسین  
 توحید کی بہاروں نے شاہد کے وہ کام  
 خطبوں کے ہم کہ گئیں پیغام کہ بلا  
 بعثیں مسجد سے میں کا فی تمام بہات  
 جھیلے خوشی سے ثانی نہ ہونے سب عالم  
 شہرہ حسین کی ہیں کاہلہ دیان

شبیر تم نے دین کی عظمت سوار دی  
 کرتے بنا میں نہ لیت تہذیب سوار دی  
 انسان کی دو جہاں میں سمت سوار دی  
 میدان کہ بلا میں شریعت سوار دی  
 قدرت نے کیا کائنات لکھا سوار دی  
 انصار شہرے راہ محبت سوار دی  
 نوحہ بشر کی شاہ عظمت سوار دی  
 گھما کے اہلبیت جنت سوار دی  
 نہایت نے تہذیب کاموں کی نظر منوار دی  
 ہمیں کہ بلا عبادت سوار دی  
 زنداں میں رہے شام مصیبت سوار دی  
 گجڑی بنی کے دین کی سمت سوار دی

## نوحہ نمبر ۱ زہرا متیقن اصغر نادان لئے ہوئے (از سرشار بہمنوی)

زہرا متیقن اصغر نادان لئے ہوئے :-  
 محشر میں آئیں ساتھ یہ سامان لئے ہوئے !  
 باطل مٹا کے حق کو جلانے کے واسطے  
 سرور ہیں انقلاب کا طوفان لئے ہوئے  
 میرے آسمان ہے دل و جان مرتضیٰ !  
 دین خدا بچانے کے سامان لئے ہوئے !  
 اُعدائے ہائے یانی کا قطرہ نہیں دیا  
 اصغر سدھاکر خلق میں بیکاں لئے ہوئے  
 انھار شاہ دین کے تھے اللہ سے دلائے !  
 ہر اک تمنا پہلے مرنے کا ارمان لئے ہوئے !  
 پانی کے یلانے اصغر نادان کو شہر چلے  
 سخاوت کی دھوپ میں رہے داناں لئے ہوئے  
 محشر پہ پہنچا پہنچا سیر عجم  
 سیدائیاں تھیں محشر کا سامان لئے ہوئے  
 عباسؑ کو کہے دو کہتے ہیں شاہ دین  
 نکلا ہے قون کفر ایمان لئے ہوئے  
 پانی نہ تھا چھڑکتے جو اصغر کی قبر پر  
 بیٹھے حشر میں اسٹیکوں کا طوفان لئے ہوئے

سرساڑ کے دشمن بالذیل سنہ ہادی  
ہم عاصیوں کے درد کا درد مال لئے ہوئے  
نوحہ مند  
جب ہوئے اسلام والے ہمہر کا بل سے دور۔

(از سرشار کچھنوی)

جب ہوئے اسلام والے ہمہر کا بل سے دور  
ہر گئے درد رفتہ رفتہ دین کی منزل سے دور  
پائی ہے شہت پہاں میں دوسروں نے کبھی مگر  
اے عظیم ابن علی! سب ہوا تری منزل سے دور  
آہ ہے وہ علی کا شہر پانی کے لئے !

شامیوں میں غور ہے بھاگو پٹو سجال سے گور !  
اے خداوند وفا عاقل کی کہن تیرا !  
شہ جو پیاسے تھے گراؤ بھی لب سے اہل سے گور  
جہاں نثارِ شہ زین لیں پڑے تھے رشت ہیں  
جس طرح روشن ستار ہوں ہمہر کا بل سے دور  
بھولی بھولی شکل اور سوکھی چوٹی تھی نہ بار  
کس طرح یاد علی اصغر ہو مال کے دل سے دور

اتنے سے بچے پہر انسان کو آہے تیرا !  
ہو گئی انسانیت بھی کیا بن کا بل سے دور  
چھوٹ کر زندگیاں زینب جاتی ہے سوئے وطن  
اب تماشا دیکھنے والے بھی ہیں محل سے دور



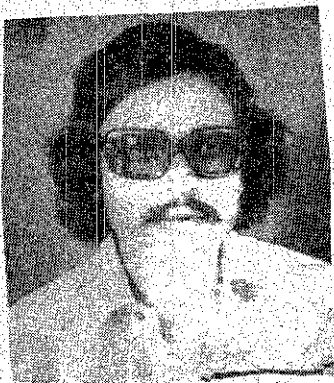
۱۲۴  
 قریب زریب ہوئی کامل شہادت ہو گئی!  
 کاروانِ کربلا تھکا ابھی منزل سے دور  
 زخمِ اکبر کا نہ دیکھو کوئی لیلیٰ سے کہے  
 دل ہے ماں کا غم یہ ہوتا ہے بڑی مشکل سے دور  
 دیکھئے مرثیہ کے سجدوں کے ہیں اب بھی نشان!  
 کب رہا وہ آستانِ رہبر کا دل سے دور

## نوحہ نمبر اے غمِ شہ کی پاسباں زریب!

اے غمِ شہ کی پاسباں زریب  
 ہے کہیں صبرِ شاہِ تشنہ دہاں  
 رہبرِ دینِ منصف ہیں حسین  
 ہے متاعِ شہادت ستہ کی  
 نصرت دیں تیری اسی ہے  
 شامِ دُکوفہ گواہ ہیں اب تک  
 جامِ ظلم و جور کی لٹنے  
 رازِ قتلِ احسن عام کیا  
 ہے شہرِ یک جہادِ شبیری  
 کس میں طاقت بیاں کرے سہارا  
 غم کی ایسی ہے داستانِ زریب

تیری نصرت ہے جاؤں زریب  
 اور علی کی کہیں زباں زریب  
 تو بھی ہے میر کا دواں زریب  
 ایک سرِ مایہ گراں زریب  
 مقصدِ شہ کی رازِ داں زریب  
 آئی لٹ کر کہاں کہاں زریب  
 دیکھ کر کی ہیں دھجیاں زریب  
 قیامِ دہو کر گئی جہاں زریب  
 محسنِ دہل ہے بے گناہ زریب

۱۴۵  
"علمِ حسین ہماری زندگی ہے"



صاحبِ میاضی  
سید سعید رضوی

فکر و فکرانہ فکر کا پیر کا پیر

اسلام

کوننگی

نقد اور بیان  
نقد اور بیان  
نقد اور بیان

نقد اور بیان  
نقد اور بیان  
نقد اور بیان

یہ مین سکینہ کیلئے کرتی تھی مادرِ صدف ہو یہ مادر!  
جے حسین ہوں قابو میں نہیں اب دلِ غنصر صدف ہو یہ مادر!  
(ظفر جوینوری)

# کرب و بلا میں زلیلت کا جلوہ دکھائی دے

قبیہ دکھائی دے کہیں کعبہ دکھائی دے  
 یوں ارض کربلا کے مٹتی دکھائی دے  
 صبر و رضا کے ذکر کا بے سلسلہ چلے  
 نیزے پر حسین کا آؤ سجاد دکھائی دے  
 گہرائیوں میں ڈوب کے دیکھو تو آدمی!  
 کرب و بلا میں زلیلت کا جلوہ دکھائی دے  
 زمینوں کو کربلا سے ملی ایسی روشنی  
 انسان کو انقلاب کی دنیا دکھائی دے  
 کرب و بلا کا ذکر کروں اس ادا کے ساتھ  
 ہر دل میں کربلا کے مٹتی دکھائی دے  
 اس گھر کے سب چراغ اگر بجھ گئے تو کیا  
 تاج شہر حق رسی کا اُجالا دکھائی دے!  
 منہ پیکر حسین کا عباس نے کہا  
 آنکھوں سے آنے لگا کچھ میسر ہو لا دکھائی دے  
 نام حسین نے کے نکل جائیں جس طرف  
 نقشہ نظام ظلم کا اُٹا دکھائی دے  
 تلم لگئی شاہ کرمیں جس گھڑی بیاں  
 نظر بفرات کا پیاسا دکھائی دے

لاشے تمام اٹھ گئے یہ انقلاب ہے  
 لاشہ نبی کے لال کا تنہا دکھائی دے  
 گالوں پہ پڑ گئے ہیں سکیٹہ کے جوشناں  
 انسانیت کے منہ پہ طماچہ دکھائی دے  
 عباس اُڑے، اس طرح بھاگی سپاہِ شام  
 دُریاد دکھائی دے نہ کنارہ دکھائی دے  
 سر ننگے جس طرح سے پھرائے گئے حرم  
 یارب! نہ اس طرح کوئی کتبہ دکھائی دے  
 کس طرح نیند آئے سکیٹہ کو قید میں  
 سونے کو جب نہ بایک سینہ دکھائی دے  
 تڑپا کیا جو گود میں پیاسا تمام رات  
 وہ حرم ملہ کے تیر پہ ہنستا دکھائی دے  
 آجائے یادِ شام غمِ بیان کر بلا!  
 نقاش جب دُھواں کہیں اٹھتا دکھائی دے

## بے چین ہوں قابو میں نہیں اُبل مضطر!

یہ بین سکیٹہ کے لئے کرتی تھی مادر۔ صدقے ہو یہ مادر  
 بے چین ہوں قابو میں نہیں اُبل مضطر صدقے ہو یہ مادر  
 سوچا نہ لعینوں نے کہ کنبہ ہے نبی کا نہ ہزارہ علی کا

کیا ظلم ہوا کچھ تو بتا اے میری دھڑکتی ہوئی مادہ  
 بندے وہ تیرے کیا ہوئے ہیں کان بھگنا دھمی ہے ہے میری بچی  
 صد ہیبت یہ آفت یہ مہیبت تیرے سر پر صد ہے ہوئی مادہ  
 تو سوئی تھی ملنا تھا کچھ باپ کا سینہ اے باپ کی مکینہ  
 کیسے تجھے نیند آئی نہ تکیہ نے نہ بستر صد ہے ہوئی مادہ  
 ہر چار طرف رگ جو تھیں وہیں لگی تھی اور لوٹ چکی تھی !  
 تو باپ کی میٹ پر چلی آئی تھی کب نہ کر صد ہے ہوئی مادہ !  
 مقتل میں جو پہنچی تھی تو کیا حال ہوا تھا منتظر تھا تھکا  
 یہ بچا تھا کیسے کہ تھی وہ لاش تو بے سر صد ہے ہوئی مادہ  
 صد بھی بیٹھی کا اسیری کا اٹھایا اور روکے رو لایا  
 رسی میں بندھی تھی تو تیرا حال تھا ابتر صد ہے ہوئی مادہ  
 کیسے ہو بیاں تو نے مضائب چو اٹھائے وہ کسی ہائے  
 مردوں میں نہیں کوئی بجز عابد مضطر صد ہے ہوئی مادہ  
 تھے بانہ کچھ کیسے بندھے ایک رس میں اس ظلم کے بن میں  
 اور تیرا کھڑا ہونا وہ خود بخود بچوں کے اوپر صد ہے ہوئی مادہ  
 زنداں میں اندھیرا، مہیبت تھی بلا تھی اور گرم ہوا تھی  
 بچی میری کس درجہ بھیانک تھا وہ منتظر صد ہے ہوئی مادہ  
 دن میں تھی گرمی دھوپ تو تھی رات کو تنگ کیوں دل ہو پریم  
 خالی تھی نہ میں کچھ بھی نہ تھا فرش نہ چادر صد ہے ہوئی مادہ  
 اس عالم غربت میں کفن آئے کہاں سے کیا کہنے زباں سے  
 ہے میری بچی میری بچی کا مقدر صد ہے ہوئی مادہ

تو شام کے زنداں میں ہے ہم سب کی نشانی سن اپنی کہانی  
 ہے نام تیرا سچ و محرم و درد کا دفتر ہفتے ہو یہ مسافر  
 ہے اس کا تصور بھی ظفر و رد کی دنیا کیا ظلم ہوا تھا  
 دل ہو تو سنو آتی ہے آواز برابر صدقے ہو یہ مادر

## ”فیصلہ شبیر کا ہے فیصلہ اسلام کا“

فیصلہ شبیر کا ہے فیصلہ اسلام کا  
 کس قدر مضبوط ہے یہ امر اسلام کا  
 بادیاں کشتی اسلام زینت کی رحا  
 اور شاہ کربلائی ناخدا اسلام کا  
 کربلا میں پھر مرتب کر دیا شبیر نے  
 لٹ چکا تھا راستے میں قافلہ اسلام کا  
 جو حسین ابن علیؑ کا کربلا میں ہے عمل  
 ہے وہی پیش محمدؐ مدعا اسلام کا  
 ہے حسین ابن علیؑ کا حوصلہ وہ حوصلہ!  
 جس کے دم سے نام اوچھا ہو گیا اسلام کا  
 کربلا کے واقعہ کا ہے یہی لب لباب  
 مختصر لفظوں میں یہ ہے ماجرا اسلام کا  
 جا رہا ہے غم کی لہروں پر بیتام کربلا!!  
 ہے کہاں سے اب کہاں تک بندہ اسلام کا!



اے مسلمانوں! نبی کی آل سے ایسا سلوک  
کیا یہی تھا، کیا یہی تھا مدعا اسلام کا  
نصرۃ تکبیر اور سبط نبیؐ کے قتل پر  
من کے جسکو دفعتاً سر جھک گیا اسلام کا  
چاند ساسینہ علی اکبر کا اور برہمچھی کا پھل!

نام کیوں قاتل کے لب پر آگیا اسلام کا  
گر دیا برباد کیسا گھر نبیؐ کا آہ آہ!  
کیا دیا امت نے دنیا میں صلہ اسلام کا  
کہہ رہا ہے حسین ابن علیؑ کا عم ظفر  
زندگی کا مدعا ہے مدعا اسلام کا

# فرزندانِ رسولؐ کی خطاطی کا مطالعہ

سیدنا صدیق اکبرؓ جلالی قلندرؓ

روایت ہے کہ مشرق خوش خطی حسینؑ کرتے تھے  
بہم یہ گفتگو زبیرؓ کے نذر العین کرتے تھے!  
حسینؑ کہتے تھے دیکھیں کون اچھا آج لکھتا ہے  
کہیں نانا جسے اچھا وہی لکھنے میں اچھا ہے!  
حسین ابن علیؑ کہنے لگے منظور ہے بھائی  
ہوئے مشغول لکھنے میں روایت اس طرح آئی

نبی کی خدمتِ اقدس میں بے کمرختیاں آئے  
 نکاح ہیں منتظر تھیں کیا رسول اللہ فرمائے  
 سچا اہلدار نے حبیبِ تختیاں دیکھیں تو فرمایا  
 مرے بچو! تمہارا خط مجھے بے حد پسند آیا  
 کسے اچھا کہوں میں اور کسے کہوں نہیں اچھا  
 مرے نزدیک دونوں کا لکھا ہے بالیقین اچھا  
 تمہیں ایک مستورہ دیتا ہوں اسے علم و ہنر والو  
 تم اس کا فیصلہ والد سے اپنے جا کے کرو والد  
 علی ابن ابی طالب نے بھروسے قاضی ہے  
 محمد اور محمد کا خدا بھی اس سے راضی ہے  
 وہ بہتر جانتا ہے فنِ خطاطی میں ماہر ہے  
 کوئی بھی چیز اس کے علم سے ہرگز نہ باہر ہے!  
 وہ جو کچھ فیصلہ دے گا اسے منظور کر لینا!  
 اور اپنے دامنِ اُمید کو بھولوں سے بھول لینا!  
 غرض حسین آئے خدمتِ شاہِ ولایت میں  
 شہنشاہِ سجاوتِ خزانِ رشید و ہدایت میں  
 نہیں ثانی کوئی جس کا ہوا اب تک سجاوت میں  
 امامت میں، عبادت میں، فضاہت میں بلافت میں  
 ادب سے بیچہ کہ حضرت کی خدمت میں ہوئے گویا!  
 ہماری خوش فطی کا فیصلہ کیجے سچا والا  
 ہمیں نانا نے بھیجا ہے تمہارے پاس لے آیا  
 تمہیں سے عدل کی رُکھ کر ہیں اس لے آیا

تمہارے فیصلے سے مطمئن ہو جائیں گے دونوں  
 ہم اپنی اپنی محنت کا صلہ پا جائیں گے دونوں  
 جناب حیدر صُفدر نے دونوں کا لکھا دیکھا  
 لہذا ذراہ محبت شاہزادوں سے یہ فرمایا  
 کمی دونوں کے لکھے میں نہیں کوئی نظر آئی  
 یہاں تک کہ نظر اول سے آخر تک ہے دوڑائی  
 عجیب پہنچیں ہیں مدیں اور دوا رکھتے ہیں سارے  
 نقاط و وصل دہانے، کشش مرعوب ہیں سارے  
 عجب انداز ہیں، اچھے معلم کے سکھائے ہو  
 تم اُنک مکتب سے ہتی تعلیم حاصل کر کے آئے ہو  
 تم اپنے اپنے کھنے میں بڑے مشتاق ہو دونوں  
 بہتر مندوں میں بے شک شہرہ آفاق ہو دونوں  
 تمہیں کیسا نیت حاصل ہے لکھنے میں نہ مندو  
 محمد مصطفیٰ کے لاڈلو! ازبک کے خیر ز ندو  
 تم اپنی تختیاں بہت نبی کے پاس لجاؤ  
 اور اپنے فنِ خطاطی کا سخن صلہ پاؤ  
 تمہارا فیصلہ بخیر و برکت کو نین کہ دیں گی!  
 تمہارے دامین اُمید کو پھولوں سے بھر دیں گی  
 جناب فاطمہ کے پاس سردار جتناں آئے  
 دکھانے خوشخطی سہرا اپنی تختیاں لائے  
 نبی زاد سے نبی زادی کی خدمت میں چلے آئے  
 اور آداب مناسب والدہ کے سب بچا لائے

عدالت کے لئے محسنین ماں کے پاس آئے ہیں  
 دکھانے مشق اپنی تختیاں ہمراہ لائے ہیں  
 کہا دونوں نے اماں سے ہمارا فیصلہ کیجئے  
 کہ اچھا کون لکھتا ہے ذرا اتنا بتا دیجئے  
 برائے فیصلہ ہم آپ کی خدمت میں آئے ہیں  
 در اُمید پر اپنی نیت سنا سنا لائے ہیں  
 ہمیں بابا نے فرمایا ہے ماں کے پاس جاؤ گے  
 صلہ اپنی ہنرمندی کا اُن سے جا کے پاؤ گے  
 ہمیں شیر خدانے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے  
 وصی مصطفیٰ نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے  
 فرشتے آپ کی جو کھٹ پیر جگہ لیتے ہیں  
 جوت نہ کام آتے ہیں یہاں لبریز ہوتے ہیں  
 اسی مقصد سے ہم بھی آپ کی خدمت میں آئے ہیں  
 اور انصاف و مروت کی تمنا سنا لائے ہیں  
 نگاہِ ناقدانہ مادرِ مشفق نے دوڑائی  
 مگر خامی نہ کوئی فضلِ ربی سے نظر آئی  
 ہنرمندی شیرازِ دول کی خوش ہو کے فرمایا  
 کہ اسلوبِ نگارش مجھ کو دونوں کا پسند آیا  
 ہر پہلو بہر صورت بھلا معلوم ہوتا ہے  
 مجھے دونوں کا لکھا ایک سا معلوم ہوتا ہے  
 بھلا ہی خوش خطی کیلئے فنِ کتابت ہے  
 تمہارا ہر سخن بچیندہ بحرِ فصاحت ہے

تمہارے نقش نقاش ازل سے ملتے جلتے ہیں  
تمہارے گھر سے دالیش کے ہزاروں باب کھلتے ہیں

تمہاری ہر ادا اس خالق اکبر کو بھاتی ہے

ابہایت اندر در حق بہر استقبال آتی ہے

نہیں بنانی تمہارا آج تک کوئی ہوا پید

کہ محبوب خدا ہے پاک بھی تم پر ہو استیدا

بہر عنوان تم اک دوسرے کے بالمقابل ہو

اور اپنے فن خطاطی میں بھی استاد کامل ہو

بد رگاہ خداوندی بڑے مقبول ہو دونوں  
گلستاں رسالت کے مہکتے پھول ہو دونوں

جوانانِ جنات کے سید و سردار ہو دونوں

محمد مصطفیٰ کے دین کے مختار ہو دونوں

محمدؐ کے لڑا سے ہو، علیؑ کے ماہ پارے ہو

سکون و راحت دل ہو، ہر آنکھوں کے تارے ہو

ہوئے راضی بنی اس سے کہ جس سے تم ہوئے راضی

خدا بھی اس سے راضی ہے نبی جس سے ہوئے راضی

تمہیں ناراض جو کر دے وہ ناجی ہو نہیں سکتا

بہاں میں اس سے بڑھ کر کوئی پاکی ہو نہیں سکتا

گلے میں ہا رہا تھا اس وقت اک بہت سیل کے

تھے جس میں شاموتی، جو نہایت بیش قیمت تھے

جناب فاطمہؑ نے سوچ کر بچوں سے فرمایا

تمہارے فیصلے کا حل مجھے آساں نظر آیا!

جو گم بندو! تمہیں اس فیصلہ سے باخبر کردوں  
 میں اپنے ہمارے موتی زمیں پر منتشر کردوں  
 کہ اپنی خوش خطی کا آپ ہی تم فیصلہ کر لو  
 بقدر ہمت عالی گھر سے جھولیاں بھر لو  
 یہ فرما کر بھیکے سیدہ نے ہمارے دلنے  
 بہم معصومیت سے یوں لگے حسنین فرمانے  
 یہ سالون میس قیمت سترہ آفاق دانے ہیں  
 برابر ہو نہیں سکتے یہ ہرگز طاق دانے ہیں  
 وہی لاریب اپنا گوہر مقصود پائے گا!  
 جو بڑھ کر آج دانے چار موتی کے اٹھالے گا!  
 مجھے سبطینِ فدا! اپنی قسمت آزمانے کو  
 مثال شیرِ مینہ ہمارے موتی اٹھانے کو!  
 خدا کا حکم ہے کہ حضرت روح الامیں آئے!  
 کہیں زہرا کے چھو لوں کی دلازاری ہو جا  
 سجز اس کے حقیقت میں نہیں تھا اور کچھ جا رہا  
 کیا پیکرِ مارِ کمریک گوہرِ نایاب دہ پائے!  
 زمیں سے چنی کے موتی جب لگے حسنین دکھلانے  
 تو دیکھا ہاتھ میں ہر اک کے ساتھ تھے تھے دانے  
 فلک پر قدسیوں کی بزم میں تریب یہ خبر پہنچی!  
 بجالائے خدا کا شکر اور اپنی جلیں پوہ بھی  
 فرستے آئے بہرِ تہنیت زہرا کی خدمت میں!  
 دُعا میں جس کے یوں کہنے لگے شانِ امامت میں



مُبَارک فتح شہزادوں کی اے سلطانِ عالم  
یہ دونوں چشمِ قدرت میں نہیں اک دوسرے سے کم  
یہ دونوں وارثِ علم رسالت ہیں زمانے میں  
مثالِ طور سینا ہیں خدا کے کارخانے میں  
خدا یا واسطہ ان پاک شہزادوں کی بصیرت کا  
بہرہ دے اپنی رحمتِ نازشہ میری رحمت کا

## حضرت علیؑ کے فیصلے

مترجم: محمد وصی خاں

حضرت علیؑ علیہ السلام کے پیچیدہ اور حیران کن مقدمات میں (فیصلے ہو احکامِ خدا اور برحق اللہ تعالیٰ کے عین مطابقت اور اسلامی انصاف کی زندہ مثال ہیں۔

اسی کتابیں موجودہ اسلامی آرڈیننس بھی شامل کردیا گیا ہے۔ اس وقت جبکہ معاشرہ کو اسلامی قالب میں ڈھلنے کی پوری کوشش جاری ہے۔ ”حضرت علیؑ کے فیصلے“، نامی کتاب کا مطالعہ عوام اور خواہش دونوں کے لئے ضروری ہے۔ اس کے علاوہ بارہ اماموں کی مختصر مگر جامع سوانح عتیقا زبان انتہائی سلیس (ترکی زبان سے ترجمہ) اور انتہائی دلنشین انداز بہت جلد دستیاب ہوگی۔

<http://fb.com/ranaibirabbas>

# طوق زنجیر کجا، عابد بیمار کجا

سُرخِ شیر کجا، نیزہ بُدکار کجا !  
 صفِ مظلوم کجا اور رسن زار کجا  
 تشنہِ معصوم کجا، دیدہٴ خون بار کجا  
 نہ نیپِ خستہ کجا، شام کا دربار کجا

طوق زنجیر کجا، عابد بیمار کجا !

مومنوں کو سنایا ہوں مل اک الیاسیاں  
 جس کے سنے سے بگڑ جاتے ہیں سر کے اسیاں  
 جلتے تھیں اٹھا ہائے حکمرانوں دھواں !  
 خطبہ صبر کجا، کوفہ کا بازار کجا !

طوق زنجیر کجا، عابد بیمار کجا !

قاسم خستہ جگر آہ ! حسن کے مہر و  
 تیرے سہرے کی نہ دیکھی ہی عالم میں کو  
 چاند سے چہرے پہ ڈوٹے ہوئے ہیں گیسو  
 بزمِ معصوم کجا، کھوڑوں کی یلغار کجا

طوق زنجیر کجا، عابد بیمار کجا !

دیکھو تصویرِ ہیمہ کی ہوئی خاک بس !  
 دلِ شہید نے ضدِ چاک پر لیشیاں، نظر  
 اس ضحیفی میں جو اس طینے نے لٹری ہے کھر

گھٹاؤ برچھی کا کجا، سینہ مسر کا کجا  
 طوق زنجیر کجا، عابد بیمار کجا  
 ہر ملہ تجھ کو نہ ششش ماہے کا کچھ آیا خیال  
 خونِ انصاف سے کیا ہے رخِ شبیر جولا ل  
 آج تاریخ کا ہے تجھ سے مسئلہ یہ سوال  
 حلقِ معصوم کجا، تیر کا شمار کجا  
 طوق زنجیر کجا، عابد بیمار کجا  
 عصر کا وقت ہے اور سجدہ آخر میں ہیں شاہ  
 خاکِ امت یہ سمجھ لے کہ ہے جینے کی یہ راہ  
 قافلہ آئیں یہ کہتی ہوئی با جاں تباہ  
 سینہ پاک کجا، خنجرِ خونخوار کجا!  
 طوق زنجیر کجا، عابد بیمار کجا  
 کھوئی کھوئی سی تھی یوں بانی سکینہ کی نظم  
 جیسے اک بھٹکا سا مسافر ہو سربراہ گذر  
 بے ردا آہ ہوا زینبِ مظلوم کا سر  
 غمزدہ بانو کجا، شریعت افکار کجا  
 طوق زنجیر کجا، عابد بیمار کجا  
 پُر زے پُر زے ہوئے قرآن و فاکے پائے  
 ظلم کہتے ہوئے بد ذات نہ یکسر ہارے  
 چھینے کانوں سے گوہر اور طمٹکے مارے  
 تیجہ ظلم کجا، پھول سے نہ خواہ کجا  
 طوق زنجیر کجا، عابد بیمار کجا

جوب مرینہ کو روانہ ہوا اک مرد اندر  
کام تھا یہ ونا نہ لانا کہ تھا نام اس کا بشیر  
نہ نہی صفر جو عسی دے دیں ڈوبی تقریر  
مدد نہ کر کجا، دامن مدد تار کجا

طوق نہ بخیر کجا، عابد بیمار کجا

فاطمہ نہ ہر اک آیا جو مزاد اقدس  
بلکین نہ سنب یہ بیتیجے سے ہوئی میں بیکیں  
چھوڑ دو مجھ کو اکیلا نہیں گی اندر  
مال کی آغوش کجا، دختر لاچار کجا

طوق نہ بخیر کجا، عابد بیمار کجا

آرزوئے شام غریباں جو غریبوں کی ہوئی  
پہرہ دینے کے لئے اٹھی علی کی بیٹی  
رات کے پچھلے پہر دیکھا سدا ہوئی  
دشت پر خار کجا، حیدر کمرہ کجا

طوق نہ بخیر کجا، عابد بیمار کجا

”یہ قید میں علی اکبر کی ماں کا نالہ ہے“

یہ قید میں علی اکبر کی ماں کا نالہ ہے  
نہیں وہ چاند جو گھر کا میرے اُجالا ہے

میرے جوان کو نيزوں سے مار ڈالا ہے  
کلیج لٹوڑ کے برچھی کا پھل نکالا ہے  
غضب ہے لاش کو کھوڑوں سے لٹوڑا ہے

بتاؤ لوگوں اسے ڈھونڈنے کدھر جاؤں  
میں اپنے اکبر مہر کو کس طرح یادوں  
مے لے لے اپنے کلیجے سے اس کو لپیٹاؤں  
دہ مر گیا ہے یہ کس طرح دل کو سمجھاؤں

اے کہاں میرا اٹھارہ سال والا ہے  
خدا کے واسطے اب رن سے آوازے اکبر  
لعین ستاتے ہیں اکبر بچاؤ لے اکبر  
کھلے سروں یہ ردا میں اڑھاؤ لے اکبر  
پھو بھی کے حال یہ اب رحم کھاؤ لے اکبر  
تڑپ کے کہتی محفیں کن کن دھوکے پالا ہے

بتاؤ صبر کرے کس طرح دلِ مازر!  
شبیر احمد جتنا تھے تم لے دل بے  
تمہارے لعل جہاں سے لگے علی اصغر  
تمہارے غم میں میرے دل پہ جلتے ہیں شجر  
ملاں دونوں ہے دل کو قلق زدہ بالا ہے

**قاصد میرا خط لکھتا ہے تیرا بھلا ہو گا!**

قاصد میرا خط لکھتا ہے تیرا بھلا ہو گا  
بابا میرا کوفہ میں کہاں ہوا ہوا



قبر یہ بیٹوں کی زینبؑ نے کہا!  
 ماں وطن جاتی ہے پیالوں الوداع  
 گھس گھس کنہیں کنہیں قبریں کہیں  
 اے غریبوں بے دیا روالوداع!  
 کہتی تھی زینبؑ یہ قبر شاہ سے  
 تم بھی زینبؑ کو پکارو الوداع

جہلم کو انہیں شہرِ پیار ہے دہائی ہے!

جہلم کو ان میں شہرِ پیار ہے دہائی ہے  
 مدت کے بعد رائدوں کی منت برائی ہے  
 سیدانیوں نے اب صف ماتم بچھائی ہے  
 اے رونے والی بیٹوں کو دہائی ہے  
 بھائی کے دفن کرنے کو ہم شیر آئی ہے  
 رہتا ہے جسکو زمانے کا ہر بشارہ!  
 اہلِ حرم پھر اے گئے جسکے در بدر  
 دسویں کو نہ بکلا میں گناہائے جس کا مہر  
 چالیس دن پہلے آہ ہا جو ریگ گہم پر  
 بھائی کے دفن کرنے کو ہم شیر آئی ہے  
 جب اہل بیت وارد کرب و بلا ہوئے  
 زینبؑ پکار رہی بھائی یہاں پر جد ہوئے

مُصروف مامتوں میں سب اہلِ حرم ہوئے  
 بولو تو لوگو! اکبر و احمد عباس کیا ہوئے  
 بھائی کے دفن کرنے کو ہمیشہ آئی ہے!

## کربلہ فکری

سن ساتھ تھا سنساہ میں ڈالے ہوئے ڈیرا  
 چھایا ہوا تھا یاب کے بادل کا اندھیرا  
 بھولا ہوا تھا یا لٹنے والے کو زمانا  
 دھرتی پہ عربیوں کا نہ تھا کوئی ٹھکانا  
 اسلام تھا اک خون میں ڈوبا ہوا لاشا  
 روزوں کی منہ سی تھی تو نمازوں کا تماشا  
 شیطان کے بندوں نے مٹا رکھا تھا اسلام  
 تلواریں تکتی کو ہنا رکھا تھا اسلام  
 مگر روگ کی انہی میں تھیں دیگی ہوئی نظریں  
 مایا کے جھکنا رہے بہکی ہوئی نظریں!  
 ہر کام میں نہ ہونے تھی تو ہر کام میں تھا کھوٹ  
 سونے کی لٹ لٹ سے تھا جیون میں نہ کھوٹ  
 انسائڈ کا تھا راج تو ایرادہ کی جے تھی  
 قرآن کے ایلدیش کی بدنی ہوئی لے تھی!

چھوڑے ہوئے سنت و نہریم کی چاہنت کو بڑی  
 سنگدائے ہوئے پیچھے تھے دولت کو بڑی  
 عزت کا غریبوں کے لئے کال بڑا تھا!  
 مایا کا جو مالک تھا وہی سب میں بڑا تھا!  
 دنیا کے مزے ظالم شاخی کے لئے تھے  
 کمزور امیروں کی غلامی کے لئے تھے  
 ہاتھوں میں نہ کس بل تھا نہ تھی خون میں گرمی  
 دس بیس جو دہری تھے ہزاروں تھے ادھر  
 کہلاتی تھی اچھی وہی بات جو بُری تھی!  
 سچائی کی گردن یہ حکومت کی چھری تھی  
 بے رحم نگاہیں یہ مزے لوٹ رہی تھیں  
 مزدور کے سینے کی رگیں لوٹ رہی تھیں  
 لائی تھیں مہاپاپ کی برسات شاہیں  
 پانی کی طرح اُدنی تھیں دن رات شاہیں  
 سنسار نظر آیا جو ادیش کا بیاسا  
 کوفہ کو جلا گھر سے حصار کا لڑا  
 اچھا تھی کہ گنتی ہوئی دیوار سنبھالے  
 اللہ کے بندوں کو بُرائی سے بچالے!  
 تلوار نہ رستہ میں اٹھائی تھی کسی پر  
 لڑنے کا تھا سامان نہ چڑھائی تھی کسی پر  
 لپٹے تھے وہ چر لڑل سے جو تھے چاہنے والے

کچھ ساتھ کے کھیلے ہوئے کچھ گود کے پالے!  
 ساتھی بھی وہ پائے جو رشتی اور منی تھے  
 بچے بھی تو اس گھر کے گیانی تھے گنی تھے!  
 بھارت کے لسیانہ انھیں ہاتھ سے کھوتے  
 کہلاتے وہ اوتارہ جو اس دلیں میں ہوتے  
 شبیر کے قبضہ میں تھا شکر نہ ریاست  
 سیٹائی کی یوجی تھی اور اولاد کی دولت  
 کرتار کی مایا تھی نہ اپنی نہ پرانی!  
 بلیا تھا برابر کا برابر کا تھا بھائی  
 بھائی کی کمائی تھی بہن کے تھے دلائے  
 دھرتی پہ جکتے ہوئے آکاش کے تار  
 سب چھوٹے بڑے مل کے تھے گنتی میں بہتر!  
 اتنے ابھی کس تھے کہ چھوٹے میں تھے اختر  
 اٹھارہ برس والے تھے نانا کی نشانی  
 تھی روپ میں اکبر کے پیمبر کی جوانی  
 سب کہتے تھے ماں باپ کے سایہ میں بڑھیں گے  
 کہنہ کو یہ نہ سنا تھی کہ پروان چڑھیں گے  
 پردہ میں تھیں کچھ سیدیاں تہروں کو چھپائے  
 شہمے ہوئے بچوں کو کلچر سے لگائے!  
 میزب سے نکلی کہ نہیں آرام نہ پایا!  
 رستہ وہ کٹھن جس میں نہ پانی تھا نہ سایا

وہ دھوپ کڑی اور وہ گرمی کا مہینہ  
 بہتا ہوا وہ چاند سے ماتھوں پہ پسینہ  
 مرجھائے ہوئے دھوپ میں تھے پھول سے تہرے  
 سونلائے ہوئے دھوپ میں تھے پھول سے تہرے  
 کوفہ بھی نہ پہنچے تھے ابھی سید و آلا!  
 رستہ میں ملا شام کے حاکم کا رسالہ  
 تھی شہر میں شبیر کے جانے کی مناسبت  
 ناکہ پہ تھے یہ ایک ہزار ایک سپاہی  
 آئے تھے مگر کوئی نہ چھوٹا نہ بڑا تھا  
 ایک ایک جوان موت کے حکم میں بڑا تھا  
 بیتا تھی کڑی دن کو نظر آتے تھے تارے  
 جنگل میں بڑے پھرتے تھے سب پیاس کے مارے  
 جانے کو تھیں پانی کے لئے ہاتھ سے جانتیں!  
 گھبرا کے نکل آئی تھیں ہونٹوں پہ زبائیں  
 سرور ابھی لشکر بھی تھا جینے سے ترسا  
 رحم آگیا سید کو انھیں دیکھ کے پیاسا  
 پین کمر کے بھی شرمائے جو داتا ہوتا ایسا  
 دشمن پہ ترس کھائے جو داتا ہوتا ایسا  
 ہونٹ اس کے پہلے کھل گئے مشکوں کے دہانے  
 اک آن میں سب لٹ گئے پانی کے خزانے  
 برکھا کی جھڑی بن کے برستار ہا پانی!

سوکھے ہوئے جنگل کی زمیں ہو گئی دھانی  
 کیا دل تھا کہ اپنے لئے قطرہ نہ بچا یا  
 سب پی چکے جب گھوڑوں کو اونٹوں کو پلا یا  
 جب پیاس بجھی بھول گئے موت کا آنا  
 گن ایک نے بھی جان بچانے کا نہ مانا  
 جان آگئی دیہی میں یہ دو گھونٹ جو پی کے  
 پہنچا دیا مقتل میں نواسے کو نبی کے  
 پردیس میں دھوکے سے بلکہ اسے مارا  
 احسان کا یوں بھی کوئی کرتا ہے اتارا  
 جاتی ہوئی رہتی یہ بسے پیاس کے مارے  
 خیمے بھی نہ رہنے دیئے ندی کے کنارے  
 سب گھاٹ کو روکے ہوئے بے شرم کھڑے تھے  
 تپتے ہوئے میدان میں مہمان پڑے تھے!  
 پھر فوج پہ فوج آنے لگی شام نگر سے  
 بصرے سے کبھی اور کبھی کوفہ کی دگر سے!  
 ایسی ہوئی جنگل میں تم گاروں کی بھرتی  
 تلواروں کی جھنکا سے ہلنے لگی دھرتی  
 بھر مار تھی کوفہ سے یہ کربل کی زمیں تک  
 چالیس ہزار آئے محرم کی فیس تک  
 بھر پور تھے ان جل سے او دہر دشمن جانی  
 یاں ساتویں تاریخ سے کھانا تھا نہ پانی



حاکم کا سندانہ تھا کہ مرنے کی نہ ٹھہراؤ!  
 جان اپنی ہے پیاری تو حکومت مری یاؤ!  
 شو طرح کی تکلیف تھی سو پھیر پڑے تھے  
 پر بات یہ اپنی یہ جو ال مرزا سے تھے  
 ساونٹوں نے کہیں باٹ سے یہ رات گزاری  
 سب موت کی سوا ہیں رہے سنت کے پیجاری  
 ایک ایک کو تھی فکر کہ ہتھیار سوار میں  
 دیکھی گئیں پر کھی گئیں تلواروں کی دھاریں  
 سب کرتے تھے سنت دھرم یہ مرنے کی دعا ہیں  
 بچوں کو ادھر خیموں میں کھجھاتی تھی مائیں  
 دیکھو کہیں میدان میں عزت نہ کنوا نا !!!  
 دو جنگ کو رہے یاد وہ تلوار چیلانا  
 دسویں کی ہوئی صبح تو دو لکھا سا سا نا کر  
 بھیجا انھیں ماں بہنوں نے ہتھیار سجا کر  
 کیا دیکھنے کا ذکر ہے صنف میں نہ آئی  
 چالیس ہزار اور ہتھیار کی لڑائی !!!  
 نولا کا سپاہی نہ بڑھا تھا کوئی صفت  
 تیر آئے پہل ہو گئی دشمن کی طرف سے  
 شبیر نے پھر بڑھ کے یہ ایک لکھ سنایا  
 تم نے مجھے خط لکھ کے ہے مہمان بلایا  
 گردن یہ نہ لوں یہ سودا نہیں سستا

میں ہند چلا جاؤں گا دیدو مجھے دستہ  
 اس فوج نے افسوس سنی جب کہ یہ بانی  
 دستہ میں جسے آپ نے بلوایا تھا یا بانی  
 شہرہ لگیا کر فی یہ کہ ہر دے میں دیا سچھی!  
 مرنے کے لئے ہو گیا شیر کا ساتھی  
 اک بیٹیا تھا اک بھائی تھا اور ایک تھا چاکر  
 سب ساتھ ہوئے پریم ڈگر سامنے پا کر  
 اس فوج سے اللہ کے پیارے نکل آئے  
 بادل کو ہٹ کر یہ ستارے نکل آئے  
 سوراوک پہ نے کام کئے رہ نہیں سکتی  
 سنسار سے کہہ دو کہی سنت کی ہے شکتی  
 سونے کی طرح سنت کی کسوٹی پہ کھرے تھے  
 پہلے بھی رن بیر جوال لڑ کے مرے تھے  
 بیٹ بھٹن گئی اک ایک بھی دو دو بھی سدھا دے  
 ایک ایک نے متواتر کو کیا گور کتا رے  
 کس نے تھے جو بچے وہ بہت رن میں اڑے ہیں  
 دن کھیلنے کے جن کے تھے کیا کیا وہ لڑے ہیں  
 جس ماں کا کیا لال وہ دروازہ یہ آئی!  
 لکھا ہے کہ خود پردہ سے دیکھی ہے لڑائی  
 سننے چلے آتے ہیں کہ ایسا بھی تھا کوئی  
 شیر کے انصار میں دو لکھا بھی تھا کوئی

اس عمر میں یوں موت بھلا کس نے ہے چاہی  
 نوا سال کے بوڑھے بھی تھے آقا کے سپاہی  
 وقت آتے ہی بیتابیں ہونے لگیں نمازیں  
 پڑھنے لگے سب تیروں کی برکھائیں نمازیں  
 سینوں کو سپر کر دیا ہر تہ کے آگے!  
 دو دبیر کھڑے ہوئے شبیر کے آگے!  
 اک مر گیا ان میں کامگر مٹھ کو نہ موڑا  
 دم توڑ دیا پریم کے بندھن کو نہ لڑا  
 عباس سا اب ایک ابھی شیدائی نہ ہوگا  
 سویتلا تھا ایسا کہ سگیا تھیائی نہ ہوگا  
 کا بنی ہے زمین نہری دن ایسا پڑا ہے  
 جب کھاٹ یہ مشک اور علم کے لڑا ہے  
 سر کا ہے تو اس ڈھب سے کوئی فوج کا ریل  
 دریا کوئی چھینے تو سزاروں سے اکیلا  
 دریا یہ کوئی پیاسا جو رہ جائے تو مانیں  
 پانی نہ پیئے پیاس تیں دودن کی تو جانیں  
 پانی کو و فنادار نے منہ بھی نہ لگایا  
 بچوں کے لئے مشک بھری اور ریلٹ آیا  
 پھر فوج سمٹ آئی علمدار کو تھیرا  
 تیرا تے چلے چھا گیا جنگل میں اندھیرا  
 آس اُس نے نہ دی ہاتھ سے ہاتھوں کو کٹا کر

سادنت بڑھا منک کو دانتوں میں رو با کر  
 نکلا ہے سبھی اور کبھی فوجوں میں کھڑا ہے  
 جب تیر پڑا منک یہ کھوڑے سے گر اے  
 اکبر کا وہ روپ اور وہ مرجانے کا ارماں  
 خیمے سے نکل آیا تھا جنگل میں چند رماں  
 کس شوق سے ماں باپ دیکھی ہے لڑائی  
 بابا نے جواں بیٹے کی خود لاش اُٹھائی  
 کیا دکھ سے بھری ہے علی اصغر کی کہانی  
 دودن سے ملا تھا جسے دودھ نہ پانی  
 شبیر نے خیمے سے اُسے کو د میں لا کر  
 سب فوج کو دکھلا دیا ہاتھوں پہ اُٹھا کر  
 کارن تھا کہ شاید کوئی جان اس کی بچا دے  
 دو گھونٹ سسکتے ہوئے بچہ کو پلانے سے  
 صُب نے کئے مرجھائے ہوئے پھولوں کے دشن  
 سنے ہیں کہ منہ چھپ کے رونے لگے دشمن  
 پانی کی دیا ایک کے دل میں سبھی نہ آئی  
 اُن سے یہ کہتی ہوئی دودھ بڑھائی  
 دم لڑ دیا باپ کے ہاتھوں پہ اُچھل کر!  
 سنسا رہے پیاسا ہی گیا خون اگل کر!!  
 اُپا کبھی ایرادھ نہ دُنیا میں ہوا تھا!  
 دیکھا تھا نہ آنکھوں نے نہ کانوں نے سنا تھا!

مچے کی یہ سچ دیکھ تھی یہ سحر من تھی پیتا کی  
 اتنا ہی کہا منہ سے جو مر صنی ہو خدائی  
 اب لڑنے کے قابل کوئی چھوٹا نہ بڑا تھا  
 اک چاند تھا بیار جو تھیمہ میں بڑا تھا  
 نزدکش کو ناچار کو پایا جو اکبلا  
 کھینچے ہوئے تلواریں بڑھا فوج کا دیلا  
 اب شیر نے انگڑائی لی اور باگ سنبھالی  
 بجلی سی چمکتی ہوئی تلوار زنکائی!  
 سر سنین گڑوں ہر وار میں تلوار نے روئے  
 برکھا ہوئی گولہوں کی برس نے لگے اور  
 زخمی نے ماسفر نے زمیں رن کی ہلا دی  
 پیاسے نے بڑی دور تک فوج بھگادی  
 وقت آیا عبادت کا تو بے خوف ٹھہر کر  
 سجدہ میں جھکا خاک یہ گھوڑے سے اتر کر  
 بادل کی طرح جھانکے بھانکے ہوئے مہکار  
 بے کس پہ برسے لگی تلوار یہ تلوار  
 مجبور اسے دیکھ کے بے بس اسے یا کے  
 سر کاٹ لیا سحر نے سجدہ میں خدا کے  
 پھر لوٹ پڑی، آگ لگائی کھسکے میں  
 آتش تلیوں نہ مٹا کوئی سفیر میں  
 کچھ بی بیایاں، بجے کئی نازوں کے پلے تھے

صَدَب ایک ہی رسی میں غریبوں کے گلے تھے!  
 باندھا گیا اک اونٹ یہ بستر سے اٹھا کے  
 بیٹا کو بھی لے گئے نہ نجس نہ بیٹھا کے  
 غم ہے اسی مظلوم کا ماتم ہے اسی کا  
 تیرہ سو برس سے یہ محرم ہے اسی کا  
 شبیر نے اس دلیں کو جب یاد کیا تھا  
 اسلام کا بھارت میں یہ تھا نہ سدا تھا  
 کوئی تو ہے اس دلیں سے مظلوم کا بندھن  
 نیکوں، ورنہ حسینی ہیں یہ دت قوم کے بامین  
 کچھ بھید ہے جو سوگ میں جوئی سے بنے ہیں  
 ہندو اسی دھرتی پر سزا دار کھٹے تھیں  
 اب تک جو ہیں آج کل کچھ ایسے بھی ہیں بھائی  
 ہو جاتی ہے مظلوم کے ماتم یہ لڑائی!  
 بھول اپنی ہے ہر دے میں جو یہ گر دجی ہے  
 دوش ان کا نہیں اپنی ہی کو شمش میں لپی ہے  
 جو حال مٹانا تھا مٹایا نہیں ان کو  
 مہمان کا جنازہ ہے بتایا نہیں ان کو  
 بھارت کے پنج ہو تو اور اچھو تو ادھر آؤ!  
 مہمان کے تاقوت کو سب قتل کے اٹھاؤ  
 خود اس نے کیا تھا ادھر آنے کا اشارہ  
 مہمان جو ہمارا ہے وہ پہلے ہے تمہارا



ہر سال وہ آتا ہے محبت کو بڑھانے  
 آپس میں ملے ہندو و مسلم کو ملانے  
 مہمان کاریوں کرتے ہیں آدرش یہ دکھادو  
 شبیر کی جے بول کے دنیا کو بھلا دو  
 پھر خونِ مسلمان کا نہ ہندو کا ہے گکا!  
 شبیر کے صدقے میں اسرائیل ہے گکا!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



صاحب بیاض  
سید رضی رضوی

دوستوں کی خدمت میں

پیشکش  
۱۴۰۶ھ / ۲۰۲۵ء

تقدیر الہیہ

عمر کا چھوٹا

دیکھ کر عیساؑ کی جنگِ اشقیاء کہنے لگے  
کہ رہے ہیں آج جیسے حیدر کرار سے

”حسین کا غم کھڑنگم سے بچاؤ لانا ہے“

## ”لاکھ ہیں دشمن دیں اور ہے اک سرتنہا“

رو کے زینبؓ نے کہا رہ گئے سرتنہا  
 لاکھ ہیں دشمن دیں اور ہے اک سرتنہا  
 تم تو عباسؓ ترائی میں پڑے سو تھے بہر  
 ظلم کے بیچ میں ہے عابد مضر تنہا  
 آؤ سینے سے لگا لوں تجھے ڈر لگتا ہے  
 کیسے رہ پاؤ گے تم قبر میں اٹل تنہا  
 ہو چکی شام جہاں ہو گئے انصار و رفیق  
 دشت کا کوہ میں ہے سبطِ پیمبر تنہا  
 نہ تو مقصد ہے نہ جادو نہ عمار جا بھیتا  
 سر کھلے بانے میں ہیں آلِ پیمبر تنہا  
 اب حسن مانگ لاؤ دربارِ حسینی سے صلہ  
 آخرت میں ملے گا اک خلد میں کھر تنہا

## ہوتی ہے تبلیغ دیں بخیروں کی جھنکار سے!

کاروانِ حق جو گذر شام کے بازار سے  
 ہوتی ہے تبلیغ دیں بخیروں کی جھنکار سے

انقلاب دہر دیکھو کوفے کی شہزادیاں  
 جا رہی ہیں سرورِ مہنہ کوفے کے بازو آہ سے!  
 دیکھ کر عباسی کی جنگِ اسقیا کہنے لگے  
 لڑ رہے ہیں آج جیسے حیدر کمار سے  
 بھر کر مشکیزہ جو پلٹا نہر سے وہ بادِ فا  
 کر دیا فوجوں نے حملہ تیر سے تلوار سے  
 ہائے مجبور سی کا عالم ہلو گئے مٹانے قلم!  
 کیا بچے مشکِ سکینہ تیروں کی بو چھار سے  
 لائے ہیں ظالم بیٹھانے تشنہ لب کو بیڑیاں  
 باد یہ کیسے لٹھے گا عابدِ بیار سے!  
 دیکھتا چشمِ تصور سے ذرا لے لو منوں  
 مٹنے لگے کھودی قسبہ صفر کس طرح تلوار سے

## اے علی اکبر میرے اے علی اکبر میرے!!!

کھو گئے ہو تم کہاں ڈھونڈتی ہے مادر!  
 اے علی اکبر میرے اے علی اکبر میرے  
 زخمِ سینے پر لگا اوپر جگہ تک چھو گیا  
 خون سے رنگین ہے سبزِ زمین کمرِ بلا  
 ہاتھ دھو کھو کھو زخمِ بر آتی ہے مٹا جا  
 اے علی اکبر میرے اے علی اکبر میرے

آرزو تھی میری دیکھوں سہرے کی لٹری  
 ہائے قسمت کیا کروں خون میں مسیت ملی  
 سیج پھولوں کی کہاں خاک کا بستر  
 اے علی اکبر میرے اے علی اکبر میرے  
 حسن ویاور نہیں شاہ کا شکر نہیں  
 سو گئے عباس بھی گود میں اصغر نہیں  
 سنیکڑوں رنج و محن اور اک سرور  
 اے علی اکبر میرے اے علی اکبر میرے  
 اک سنگینہ سی بہن شہل ہے کوڑوں کے بدن!  
 باندھے تھے کو حلق میں ستر لایا ہے رسن!  
 مظلم کی ہے انتہا چھن گئے آگ کو صف  
 اے علی اکبر میرے اے علی اکبر میرے  
 طوق کا آزار ہے عابدِ بیکار ہے  
 زینب و کلثوم اور شام کا بازار ہے  
 بعد تیرے اہل شد لے گئے چادر  
 اے علی اکبر میرے اے علی اکبر میرے  
 اے شہید کہ بلا اے شہید مصطفیٰ  
 واسطہ ہے آپ کو شہر و شہر کا  
 ابنِ حسن کی لیجئے کچھ خبر اکبر  
 اے علی اکبر میرے اے علی اکبر میرے

۱۶۰  
بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

صاحب بیاض  
جناب ناظم حسین

ترجمہ حسن حبیب  
مکتبہ اسلامیہ  
پاکستان اسلام آباد



حضرت مولانا محمد رفیع



# میرے اصغر کہاں ہو آ جاؤ !

میرے اصغر کہاں ہو آ جاؤ !!!  
رات کا وقت ہونے والا ہے !

بانی پینے گئے تھے مقتل میں	لپ دکھانے گئے تھے مقتل میں
تیر کھانے گئے تھے مقتل میں	دل دکھانے گئے تھے مقتل میں
میرے اصغر یہ کیا کیا مٹم نے	تیر گردن پہ کھا لیا ستم نے
موت کا جام یوں پیا تم نے	ہنس کے سب کو رو لایا تم نے
چل دیئے مجھ سے روٹ کر بائے	میں نے کپڑے نئے نہ پہنچائے
بال بکھرے ہوئے نہ سنبھلائے	کون اب ماں کے دل کو بہلائے
غم گلے سے لگا رہی ہوں میں	خالی جھولا جھولا رہی ہوں میں
خون کے آنسو بہا رہی ہوں میں	اب سوئے شام جا رہی ہوں میں

اے عروج اب عروج پر غم ہے  
دونوں عالم میں سفرِ ماحول ہے  
جتنا رو لیں گے آج ہم کم آئے  
ماں کے دل کی پکار یہ ہم آئے

## حُب علیؑ ہے دل میں تو سجدہ قبول ہے

اس بات پر گواہ خدا ہے قبول ہے  
حُب علیؑ ہے دل میں تو سجدہ قبول ہے

دُنیا میں اس لئے ہمیں رہنا قبول ہے  
 دُنیا بھی اہمیت کے قدموں کی دھول ہے  
 رکھ لی ہے جس نے دین کے گلشن کی آبرو  
 شیعیر فاطمہ کے چین کا وہ بھول ہے  
 بس بچتن ہی دین خُدا کی بہار ہیں  
 ان کے بغیر دین کا دعویٰ فضول ہے  
 وہ شب کہ جو گزر گئی ذکرِ حسین میں  
 اُس شب میں ساری عمر کی محنت و صول ہے  
 اُشکِ عواہلِ زینتِ دو مالِ فاطمہ  
 کیوں دیکھ کر خُدا سے زمانہِ مَلول ہے  
 اے امتِ رسولؐ جبکہ شہید کر  
 اکبرؑ ہے نام اور شیعیرؑ نہ رسولؐ ہے  
 اصغرؑ کو دفن کر کے اٹھے اور یہ کہا!  
 اب ہر طرح حسینؑ کو مرنا قبول ہے  
 قُربِ آلؑ نے سہیلہ کیا ہے جنہیں عروج  
 دُنیا گرائے ان کو یہ دُنیا کی بھول ہے!

تو نے رکھ لی بخدا احمد مختار کی بات!

کوئی بوجھ جو وفا اور وفادار کی بات  
 بس اسے یاد دلادینا علمِ دار کی بات

اُشکِ ناموسِ محمدؐ یہ نہ کھل پڑتے ہیں  
 یاد آجاتی ہے جب شام کے بازاء کی بات  
 ننگے سر پہل حرم ہاتھ میں اونٹوں کی ہمار  
 یو چھتا کون بھلا عابد بیسار کی بات!  
 ہو گیا سب یہ عیاں ظالم و مظلوم کافرق  
 لاکھ چاہا نہ بنی شام میں کفار کی بات  
 اے حسینؑ ابن علیؑ تیری شہادت کی قسم!  
 لو تھے رکھ لی بخدا احمد مختار کی بات!  
 ٹھٹھرتی سسے بھی جب بات نہ مانی بجائے  
 تب دھنی کرتے ہیں تلوار کے تلوار کی بات!  
 وعدہ طفلی نہ شبیرؑ کا پورا ہوتا  
 شیر گز رہی نہ بڑھی رن میں غلام دار کی بات  
 غم شبیرؑ ہے غم سارے زمانے کا خروج  
 ہے یہ بات ایک جہاں کی نہیں دوچار کی بات

## وہ جسے معرفت کرب و بلا ہو جائے

وہ جسے معرفت کرب و بلا ہو جائے  
 اس کو شہمان کی بینائی عطا ہو جائے  
 ذکہ عیاض علمدار کیا کہ ہر دم  
 تاکہ تو واقف آداب وفا ہو جائے  
 دل میں بولے غم شبیر لبائے نہ کھنایا  
 دل کے سچھو لوں سے یہ خوشبو نہ جلا ہو جائے  
 سب سچا ہیں محمدؐ کے گھرانے والے!  
 نامہ بینا رجولے سے تو شفا ہو جائے  
 مجلسوں میں چلے آؤ غم شبیر کہہ دو!  
 یہ تو وہ غم ہے کہ ہر غم کی آوا ہو جائے  
 خلقِ اصغرؐ کو تو یانی کی ضرورت تھی مگر  
 تیرے دشمنی نہ ازغفرؐ کا کھلا ہو جائے  
 آگ خمیڑوں میں لعینوں نے نگادی دیکھو  
 کسی ماں سے کوئی بچہ نہ جدا ہو جائے  
 مدحِ آلِ محمدؐ میں نہ چھوڑو ننگا و سح  
 مجھ سے ہوتا ہے اگر کوئی شفا ہو جائے

# شہمنی جس نے رکھی شہ کے عزاداروں سے

شہمنی جس نے رکھی شہ کے عزاداروں سے  
 سر کو ٹکراتا ہوا ہم کسی دیواروں سے  
 یا علی کہہ کے بڑھ مھو تو ملے گی منزل  
 اتنا کہہ دے کوئی ان کا قافلہ سالاروں سے  
 کیا بتاؤں میں تمہیں اشک عزا کا اعجاز  
 چھین لیتے ہیں تمہیں ظلم کے انگاروں سے  
 کون روکے گا بھلا ذکرِ غم کرب و بلا  
 موجِ بانی کی کشتی نہیں تلواروں سے  
 کربلا جب بھی کسی دور میں پیش آتی ہے  
 جنگ کرتے ہیں لعین حق کے طرفداروں سے  
 سرِ زینب کے ردِ چھین کے ادا کرنے کہا  
 اب گنہ رن ہے تمہیں تمام کے بازداروں سے  
 شہمنی نے چھین لئے کیا تیرے کالوں کو ہر  
 خون بہتا ہے شکیتہ تیرے رخساروں سے  
 واقعہ یہ ہے کہ مقتل میں شہیدوں نے زوج  
 ظلم کو کاٹ دیا صبر کی تلواروں نے

۱۶۶  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

صاحب بیاض اعجاز حیدر

ایک نئی دنیا

شریف آباد - کراچی

طوق و زنجیر کجا عابد بیمار کجا  
ہائے سجا و کجا دست پر خار کجا



# بخفت کو میں چلاں تم کر کے سر آہستہ آہستہ

بخفت کو میں چلاں تم کر کے سر آہستہ آہستہ  
 میری تقدیر پہنچی اورچ پہ آہستہ آہستہ  
 صداقت کھل رہی ہے رات دن آل محمد کی  
 زمانہ آگہ رہا ہے راہ یہ آہستہ آہستہ  
 قصہ میں حسین ابن علی ہیں صبح کی صورت  
 نکھرتے جا رہے ہیں بام و در آہستہ آہستہ  
 بنا کر قبر اصغر اور رہا کر قبر یہ آہستہ آہستہ  
 شہر دین چل دیے احمد کر مکہ آہستہ آہستہ  
 علی سمجھا، ولی جانا، وصی مصطفیٰ آہستہ آہستہ  
 اکھٹے بن یہ حجابات نظر آہستہ آہستہ

## طوق وزنجیر کجا عابد بیچارہ کجا!

طوق وزنجیر کجا عابد بیچارہ کجا  
 پائے سجاد سجارت آہستہ پھر خار کجا  
 ننگے سر شام میں ناموں جگہ ہیں امیر  
 سر بازار کجا عزت اٹھا رہا کجا!

ماں، بچو بچو، بہنوں کے سر پر تہیں جا دو راقیوں!  
 صبح عام کجا، طشتِ اعجاز کجا  
 نہ رختی تھے گلہ بھائی کا نہ نینب کے لہندہ  
 شمر ملحوں کجا نہ نینبِ مخمور آہ کجا  
 طشت میں رکھا ہے شبیر کا سر ہائے غضب  
 سر شبیر کجا، شام کا در باد کجا

## کر بلا کو سر کیا ہے دے کے سر شبیر نے

کر بلا کو سر کیا ہے دے کے سر شبیر نے  
 دین احمد پر لٹایا اپنا گھر شبیر نے  
 یوں کیا ہے شام کی جانب سفر شبیر نے  
 بختر ہی اسلام کو تازہ سر شبیر نے  
 بس فقط رکھتی نہیں خاکِ شفا ہی کر بلا

تھے یہی ہے آج بھی حق کی گواہی کر بلا  
 یہ علی اکبر یہ قاسم ہیں یہ نہ نینب کے لیر  
 یہ سکینہ ہے نکالیں جی ہیں عباس پر  
 یہ علی اصغر ہے جھولے میں جو آتے نظر  
 ظلم کی تدفین کا سامان کر جائے گایہ  
 ہر کڑی منزل سے ہنس ہنس کر گزے جائیگا یہ

بیابان کی نکلا ہیں ٹھہریں کی طرف  
 جب علم نے کہ چلے عباس دریا کی طرف  
 تھا حلال ایسا نہ تھے جب فوج اعدا کی طرف  
 چھوڑ کر دریا ہر اک بھاگ اٹھا سحر کی طرف  
 کہ کھدیا عباس نے لاشوں سے دریا پاٹ کر  
 سنا منا ہوتے ہی آنا موت کا سر کاٹ کر  
 حملہ اعدا پر کیا قاسم نے کہ کربا علی  
 لشکر باطل میں چالوں بہت چل چکی  
 کانپتے تھے سوہ ما رن کی زمین تھرا اٹھی  
 فوج کے بادل پہ جب تلوار کی بجلی گر گئی  
 سرکشوں کے سر میدان پر لڑنے کے  
 حق کی اس تلوار نے بہت کاٹ ڈالے چھوڑ کے  
 ہو گئے قربان قاسم ملک شہید ہو گئے  
 دار روئے ظلم کے ایثار کی شہید ہو گئے  
 اے قلم رک رک کے چیل قابو نہیں کرتے ہو  
 ایک ہلکے اور گزرا نہ ہو دیکھ کر ہو گئے  
 دین حق پر دے کے قربانی حسن کے لال نے  
 پتھروں کو ٹکڑیاں فی حسن کے لال نے  
 شوق ہو اجاتا ہے دل اب غم کی شدت ہے ذہین  
 روک لے اپنا قلم ورنہ قیامت ہے ذہین  
 اس قلم کی آبروف کی صداقت ہے ذہین  
 اس لئے تحریر بھی تیر سی عبادت ہے ذہین

جو قائل حسین تھے وہ لوگ مر گئے  
 بالو بکار علی مرے لشکر کو دھڑکے  
 روئے لپکی کہ او علی اکبر گزر گئے  
 گوش سلیمان سے بہا چھں کہ گزیر گئے  
 جو حامی حسین تھے زندہ ہیں آج تک  
 آتے ہیں حسین کو دیکھا بخانی ہا سجد  
 وہ وقت کھر کرب بلا میں سکوت تھا  
 معصومیت بھی سر پہ گریبا وہیں گئی  
 صہبیا یہ معجزہ ہے جناب حسین کا  
 نام حسین جب بھی لیا دل نکھر گئے!

## سلام از صہبیا اختر

جب بھی یاد حسین آتی ہے  
 نام تنہا کا بھلائے کون  
 جو دیئے خون سے جلاتی ہے  
 جن کو پیارے گئے تھے ٹھکرا کر  
 ان کناروں کو چھوڑ چکی ہے  
 تو رنج آج بھی منور ہے  
 ہر نماز آج بھی بتاتی ہے  
 جان نثار کی انتہا کیا ہے  
 روح عباس یہ سکھاتی ہے  
 دیکھنا تو تیسرا صفا ہے  
 زندگی کیسے مکر آتی ہے  
 روح اشکوں جھگ جاتی ہے  
 ایسی تاریخ کو ملے کون  
 جب بھی یاد حسین آتی ہے  
 اب بھی نہ فرات آ آ کر  
 جب بھی یاد حسین آتی ہے  
 ہر اول میں اذان اکبر ہے  
 جب بھی یاد حسین آتی ہے  
 عشق میں شیوہ وفا کیا ہے!  
 جب یاد حسین آتی ہے!  
 موت کا پیر بے اماں کھا کر!  
 جب بھی یاد حسین آتی ہے

ہائے فریاد نہ زیب منظر موم !  
 کیسا کیسا ہمیں ڈلاتی ہے  
 کہ بلا کا ہے لڑ آ نکھوں میں  
 شام عاشورہ جھلسلاتی ہے  
 ہائے یادِ سکینہؑ معصوم  
 جب بھی یاد حسین آتی ہے  
 کوئی شب بوجھ ہمارے اشکوں میں  
 جب بھی یاد حسین آتی ہے  
 بھر دُنیا سے ہم کو ڈر کیسا  
 ہم تو اُن کے غلام ہیں صہبایا  
 جن سے خود شاہی تمہر کھراتی ہے  
 جب بھی یاد حسین آتی ہے

کوئی بتائے کہ یاقی کا کیا مقام رہا  
مؤمنین پیاس میں افسوس کہ جب پلانہ کے  
فتیصر

پیر پیر  
برکت  
میں  
کامیابی  
۱۲۴۲  
مکان  
۱۲۴۲  
مکان  
۱۲۴۲  
مکان

ہائے وہ شاہ کا کہنا مرے بھائی عباس  
متم سے پہلے مجھے کیوں موت نہ آئی عباس



# ہلالِ غم

نکلا فلک پہ چاک گریباں عزا کا چاند  
 نظروں سے اب چھپے گا شہِ انبیا کا چاند  
 عالم نہ کیوں سیاہ ہو مورچہ زوال !  
 فوراً نگاہِ فاطمہ شیر خدا کا چاند  
 رُوحِ بتول کہتی ہے اکبر کو دیکھ کر  
 پیوندِ خاک ہو گا مرے مہرِ لقا کا چاند  
 کعبہ میں بھی نہ قبلہ دیں کوہِ ملی پناہ  
 مژدہ کہاں لائے اسیرِ حفا کا چاند  
 افسوس کر بلا میں ہر تہہ ساک ہو گیا  
 نورِ نگاہِ میرِ عرب مرتضیٰ کا چاند  
 یا مالِ ظلم ہے جبرِ اکبر جو ا ل ا !  
 ظلم ہے ہے ماہِ پارہ خیر النساء کا چاند  
 نیز سے یہ آفتابِ امانت ہو ا طحطا  
 زنجِ سناں پہ پاکہ چڑھا کر بلا کا چاند  
 بو ہو گیا غروبِ میانِ سوادِ شام  
 خورشیدِ آسمان شرفِ دوسرا کا چاند  
 محرم کا چاند  
 باہِ عزا کا چاند نمودار ہو گیا  
 آوازِ غمِ یقین حسن گرفتار ہو گیا

اٹھنا اُسے تن سے رنج کا اظہار ہو گیا  
 ہر قلب شکل رنگس میاں ہو گیا  
 کیوں آج دیکھ دیکھ کے روئے میں چاند کو  
 کیا یہ بھی سو گوارہ و عزادار ہو گیا  
 اس ماہ کے ہلال کی صورت کہہ دیا  
 جگر سے قتل دین کا سردار ہو گیا  
 سر تھا بستی کی گودیوں نہ ہرا کے لال کا  
 جب ہجر ذبح کرنے پہ تیار ہو گیا  
 بچوں کی پیاس بجھ نہ سکی کہ بلا میں تھا  
 بازو کے شہید عارف دار ہو گیا  
 تشنہ دہانی علیٰ اصغر کو دیکھ کر  
 مصروف گم یہ لشکر کفّار ہو گیا

### ماہِ محرم

جدم فلک یہ ماہِ محرم ہوا عیاں  
 تھے راستے میں کرب و بلا کے شہ نہ ماں  
 دیکھا جو چاند حق سے دعا کی حسین نے  
 طاقت دے تجھ کو صبر کی اے ربّ دو جہاں  
 بڑھ کر دُعا رخِ علی اکبر یہ کی نگاہ!  
 انجام کارِ مومن کے دل ہو گیا تپاں  
 مہلِ خاکے کی جوانی شبیہ رسول کی  
 سولہ پہر کی پیاس میں کھائیں گے یہ سناں  
 قاسم کی لاش ہوئی گھوڑے سے یا کمان  
 زمین کے ڈونوں لال گنوا میں نے اپنی جان  
 آباخیاں دیکھ کے عباس کی طرف!  
 شائے گنا کے ہر پہ تڑپے گا یہ صباں!  
 آئے گی موتِ اصغر نادان کو تیر سے

نا سو رہا ہو گا ننھی سی گھر دین میں نا گہراں  
 خیمے جلائے جائیں گے دھوئیں کو بعد بھر  
 طوق گہراں کو پہنے گا بیمار نا توڑاں

## پہلی تاریخ

لو کہ بلا میں آیا مہمان کہ بلا کا  
 کہنے کو ساتھ لایا مہمان کہ بلا کا  
 خاتم ہے بے نگیں، دیوان ہے مدینہ  
 ہے فاطمہ کا جایا مہمان کہ بلا کا  
 سامان رنج و سخت اسباب درد و محنت  
 سب اپنے ساتھ لایا مہمان کہ بلا کا  
 ہیں میزبان جتنے سب ہیں لہو کہ بلا سے  
 اب کیا کرے خدا یا مہمان کہ بلا کا  
 کیوں لشکر خلافت، دگوت میں یہ عداوت  
 تم سب کا تھا بلایا مہمان کہ بلا کا  
 کیوں شمر کیا سمجھ کہ پھیرا گلے پر خنجر  
 مظلوم تھا کہ آیا مہمان کہ بلا کا

## دوسری تاریخ

زمین کی صدا ننھی کہ یہ کیا کرتے ہو بھٹیا۔ میں نے ہنسنے نہ دولا گی!

عباسؑ اتر وادئے سماں سفید کا۔ میں رہنے نہ دوں گی۔  
 بل جائے گا آگے کوئی اور امن کا گوشہ رکھا ہے کہا کیا  
 کیا فرض ہے اتر میں یہیں شاہِ مستحبہ والا میں رہنے نہ دوں گی  
 جب آتا ہے جنگل کی ہڈا کا کوئی جھونکا۔ کہتا ہے کلیجہ!  
 اس دشت میں رہنے کا کہیں قصہ نہ کہتا میں رہنے نہ دوں گی  
 ہوا جاییں گے پتہ مردہ مرے پھول سے بچے۔ جنگل کی ہوا سے  
 لٹ جائے گا اس دشت میں گلشنِ میری ماں کا میں رہنے نہ دوں گی  
 شیشہ میں رکھی تھی مرے نانا نے لہری خاکِ دل غم سے ہے چا  
 واقف ہوں میں صبر ہے یہی کربِ بلا کا۔ میں رہنے نہ دوں گی  
 کس کی یہ قصہ ہے میرے شیرِ ادھر آ۔ مدفن ہے یہ تیرا  
 ہے یہ ہمیں روئے میں کہیں دشت میں نانا۔ میں رہنے نہ دوں گی  
 لو! آنے لگی نالہ زلف کی بھی آواز۔ یہ ہے وہی انداز  
 ہوتا جو کوئی اور تو بھٹتا نہ کلیجہ۔ میں رہنے نہ دوں گی

## تیسری تاریخ

نہم منزل ہے شاہِ ہر کی۔ تیسری ہے ماہِ عزرا کی  
 ہے امنِ روزِ زمین کمرِ بلا کی۔ تیسری ہے یہ ماہِ عزرا کی  
 ہے جو روزِ قیامتِ قریب اب۔ کا شے ہیں ملکِ خوفِ سب  
 زورِ زلزلت، خاکِ شفا کی تیسری ہے یہ ماہِ عزرا کی  
 شاہِ ناقوں کو منگو اور ہے ہیں۔ اور حرم کو اتر وادئے ہیں  
 بندھ رہی ہیں قناعتیں ردا کی۔ تیسری ہے یہ ماہِ عزرا کی

ہیں علمدار کو لوگ گھیرے۔ پڑ رہے ہیں ترائی میں دیر سے  
 غیر حالت ہے شاہ ہلاکی۔ تیسرے غلے یہ ماہِ عزا کی!  
 کہتے ہیں شاہ بھائی سے ارد گرد۔ دیکھتے کیا کھائے مقد  
 آمد آمد ہے فوج دغا کی۔ تیسری ہے یہ ماہِ عزا کی  
 روکے کہتی ہے دادی سے صفدا۔ حج سے لپٹے نہ اتیک بھی بابا  
 دیکھئے کیا ہے مرضی خدا کی۔ تیسری ہے یہ ماہِ عزا کی

## چوتھی تارِ مسخ

جو تھی کو حرم کی حبش مر لعلیں آیا  
 سب خلق خدا روئی خود کرب بلا روئی  
 اک شہر ویاں ہو گا اندھیر جہاں ہو گا  
 کہتے تھے نہ والاے قوم بھاپیشہ  
 کیوں چہ کو تاتے ہو کیوں چہ کو رلاتے ہو  
 میں آپ کے لئے کو اس بن میں نہیں آیا

اے شاہ بڑے نالے ہیں ایسے اغمدا لے  
 سن سن کے جنھیں منہ کو ہر قلب حرم میں آیا

## پانچویں تارِ مسخ

کہتے تھے شاہ ہلاے مرے پیارے حبیب  
 دے گئے تم بھی دغاے مرے پیارے حبیب  
 سینے یہ نیزے لگے۔ سینکڑوں صدمے  
 ساتھ نہ چھوڑا مرا۔ لے کر پیارے حبیب!

ہائے یہ تیری وفا۔ بھولے گی دل سے بھلا  
مجھ پہ ہے احسان تیرا مرے پیار حبیب  
ساتھ کئے کھیلے ہوئے۔ مڑ کے جھیلے ہوئے  
ہو گئے مجھ سے جدا۔ اے مرے پیارے حبیب

یہ تم اس تمقیا اور یہ جو رو جفا  
نانا سے کہنا ذرا لے مرے پیارے حبیب  
عاشق شہبیر جا۔ تیرا نگہبان خدا  
کرتی ہے قسمت مجدا لے مرے پیارے حبیب

## چھٹی تاریخ

ماں نے کہا منہ جوم کے پھر آئیو اصفہر  
اکبر کی طرح رن میں نہ رہ جاؤ اصفہر  
آئیے کل مجھے چلین نہ فرقت میں سمجھا رہی  
تم کھینچوں میدان سے چلے آئیو اصفہر  
تلقین یہ کی شاہ نے تربیت میں لٹا کر  
ہو در در و کھلے میں تو نہ چلا آئیو اصفہر  
عاشق کے شانے ہیں کھٹے نہیں سکتے!  
تم گود میں دادا کے چلے جاؤ اصفہر  
ہے زخم سناں کا ترے بھائی کے جگر پر!  
تم سینہ اکبر یہ نہ سو جاؤ اصفہر!  
میں آن کے بیٹا تجھے اب گود میں لوں گی



اس ننھی سی تربت میں نہ گھرایو اصغر  
 کہتی سقین یہ منہ چوم کے کھائی کا سکینہ  
 پھر چاند سی صورت بلیں دکھ لایو اصغر  
 جاتے تو ہو مادر کے رندا یہ کو بیانا  
 تم دن میں سپر باپ کی بن جائیو اصغر

## سائق تارخ

قاسم کی ماں پکاری دوتے ہوئے نہ جاؤ  
 دولہا بنے ہو واری دوتے ہوئے نہ جاؤ!  
 حال اپنی ٹھوڑی ہے۔ دوتے یہ اور دوتے  
 دیکھو ڈھن کی زاری دوتے ہوئے نہ جاؤ  
 نئی پر جہاد کرنا دین خدا یہ مرنا۔  
 منگو اور اب سواری دوتے ہوئے نہ جاؤ  
 دو لہا تری فخال سے دل ہو رہا، ملے  
 ارماں بھرے ہو واری دوتے ہوئے نہ جاؤ  
 ہنستے ہوئے پھر آؤ اور اپنا گھر آؤ  
 مانو ذرا ہمارے دوتے ہوئے نہ جاؤ!

## آٹھویں تارخ

شیدائے سقینہ۔ سقائے سقینہ  
 سوکھے ہوئے ہونٹ اب کسے دکھلا سقینہ

بالیسی دخت کی گھٹا چھائی ہے دل پر!  
 کیوں کر نہ ہو آنکھوں سے برسائے شکیں  
 دم لڑنے کے بھجان ہوئے ہنر پہ عباس  
 مٹی میں ملی ہائے تھائے سکینہ  
 لاشے پہ کھڑے بھائی کے فرماتے تھے حضرت  
 گہہ ہائے علمدار گہہ ہائے سکینہ  
 آتی ہے جو بو بخون علمدار کی اُس سے  
 روتی ہے علم سینہ سے لپٹائے سکینہ  
 چلائی تھی رور ویکے یہ شبیر کی پیاری  
 اے جانِ علیؑ عاشق و شہداءے سکینہ  
 ہے کوئی ترس کھائے جو بچپن پہ ہمارے  
 پانی کی گدائی کو کہاں جائے سکینہ  
 دل میں تو حیا جان سکینہ کی جگہ بھی  
 سہرت بھی نہ تھاری نہیں کیا جائے سکینہ

## نویس تاریخ

بابا کو سنبھالو، بکیں کی دُعا لو!  
 رو کو گار نہ میں شوق سے پھر جلد کو جیباؤ  
 اے مان بھری مان کو ذرا شکلی دکھا لو!  
 یہ نصف کی شدت ہے کہ سنبھالا نہیں جاتا  
 اچھے نہیں مظلوم سے تنہائی کے حد ہے!  
 جس نے میں تم ہو وہیں جھکے بھی بلالو  
 اب ان محمد بنی قائم ہیں نہ عباس!  
 اے لال تھیں قتل سے بکیں کو بچا لو!

میں کیا کروں مجھ سے قہنیں لے لے اکبر  
 نہ نئے تمہیں دیکھ کے تپے کا مرادل  
 دیکھو درخیز سے صدا دینی ہے بالو  
 کون ہے میرے بعد خبر لادوں کی لے کا  
 بانو تمہیں ادا رکھے ہوئے ہے سچے کو منا لو  
 کیا کرتی ہو نہ نیٹ نہ قدم گھسنے نہ کالو  
 ماں صدقہ چھو بھی جان کو سہرا تو دکھا لو  
 اس غم سے لب کو برسوں پہلے اٹھ کے جلا لو  
 اٹھتی نہیں بھائی سے جواں بیٹے کی میت  
 عیاں تمہیں لاش بھینچے کی اٹھا لو!

## امام کی رخصت الحکم سے

کہتے تھے شہ دین مرے گئے سے خبر دار۔ اے عابد بیمار!  
 بلوے میں ستمگاریوں کے ماں بہنوں سے ہشیار۔ اے عابد بیمار!  
 اُمّت کو کہیں زور و اہمیت نہ دکھانا۔ غصّہ میں نہ آنا  
 پائیں گے سزا اپنے کئے کی یہ ستمگار۔ اے عابد بیمار!  
 سہنا اُسے غربت میں جو کچھ جو رو ستم ہو۔ اوپر رخ و علم ہو  
 ہے مصاحبت و قوت یہی اے مرے دلدار۔ اے عابد بیمار!  
 ہو بیڑیوں میں پاؤں کہ رسی میں کلا ہو۔ اُمّت کا بھلا ہو  
 ستم تو تو خطا پوش اگر وہ ہیں خطا دار۔ اے عابد بیمار!  
 نوش ہو کے اٹھا لو مری جاں طوق کا لنگر۔ ہو مالک کو تر!  
 مجدھار سے اُمّت کے سفینہ کو کرو پا۔ اے عابد بیمار!  
 پینا جو کبھی پیاس میں تھکنا کہیں پانی۔ اے یوسف ثانی  
 ہو نامری جاں پہلے میری پیاس یہ خونبار۔ اے عابد بیمار!

کہ نامری جاں فاکتہ خیر سے بھی یاد۔ تار وچ ہے شاد  
بس غم ہوئی میری وصیت میرے دلدار اے عابدِ نیک

## شہادتِ امام حسین

جان نہیں بچائے کہ یاد خدا کرے وقت اگیا ہے لھر کا شہید کیا کرے  
تڑپا دیا ہے دیرِ طفلی کی یاد نے کیونکہ حسین ظالموں کا اب و غا کرے  
لہو خدا میں تھک گئی پیشانی نسیا نہ اب ستر کے تن سے شہ جہا کرے  
جولب لے نہ اکبر و اصغر کی موت پر ان سے براے امتِ عالمی دعا کرے  
پھیلانے ہاتھ سمت سے طالبِ ہوجم کی! نامنا دو نامِ دہن اور کیا کرے  
اللہ ری ہے ایسی کہ بہن دکھتی رہے اور گردنِ حسین پر خنجر چلا کرے  
اے شمر دیدے کہ دیں نہ نیب کے شہ کا سہ  
ماں کی جگہ وہ فرضِ محبت ادا کرے

## شامِ غریباں

یہ شامِ غریباں ہے تار یک بیا باں ہے  
اجڑے ہوئے خیمہ میں ہر ایک پریشاں ہے  
نہ نیب سے کوئی تو چھ کس طرح بسر ہو گی!  
سرِ سریدہ ردا کوئی کچھ پاس نہ سماں ہے!  
بھائی نہ رہا سر پر نے بھائی کا شہیدانی  
بس ساتھ ہے چچوں کا اللہ نگہبان ہے!

مردوں میں نہیں کوئی زینب کے سہارا کو  
 بھیمانہ بھی ہے اندوہ بھی لب جاں ہے  
 جب شمع نظر آئی رانڈوں نے کہا رو کر!  
 معلوم یہ ہوتا ہے پھر لٹنے کا سماں ہے!  
 جب زوہر صحرائی بونی یہ بھدا افشاں  
 یہ حاضری اس کی ہے جو آپ کا مہماں ہے

زینب نے کہا رو کر صحرایاں تھا  
 مطلوب شہادت تھی ہم لوگوں پہ احساں ہے

## اسیری المہرم

سوز سے ذرا کہد و پردیں چلا جائے  
 وہ طوق و سلاسل میں بیمار کا نطوں پر  
 زینب کی اسیری کا افسانہ کہا جائے  
 عابد سے کہو زینب کا موعض چلا جائے  
 دریا کے کنارے پر پہرہاں لعینوں کے  
 کوئین کے دلی کو یانی نہ دیا جائے  
 اکبر کی جوانی میں یہ کون نظر آیا  
 حاضری کی شب حلیہ لیلی سے رنجا جائے  
 گھٹ گھٹ کے اسیری میں جب ہو گئی مٹھو  
 تانہ کی زندان کیا خال رنجا جائے  
 اے ثانی زینب! منہ بالوں سے چھپا لینا  
 تپہ میر کی چادر کو جب چھین لیا جائے!

## شہادت جناب عون و محمد

مقتل سے لاشیں عون و محمد کی آئی ہیں  
 سندھ پہ لاکے شاہ نے دلوں لٹائی ہیں

کیا کیا لڑے ہزاروں سے یہ دونوں ہر شب ماہ  
 دل کھول کر شجاعیتیں اپنی دکھائی ہیں!  
 بولے عشقین پیار کمر و ان کو لے بہن!  
 دیکھو یہ ماریاں نے لاشیں گلے سے لگائی ہیں  
 تسکین دل کو ہو ذرا آنکھیں تو کھول دو  
 کیا بد نصیب ماں کو یہ شکلیں دکھائی ہیں  
 اس کسنی میں جذبہ نصرت نہ دیکھئے  
 کیا پیار سے پیار سے جسموں پہ تلوار کھائی ہیں  
 صدقے میں جاؤں فدیہ شاہ ہوا میں یہ  
 بچوں نے بھوک پیاس میں جانیں گنوائی ہیں  
 میں دو دھختی ہوں یسب لوگ ہیں گواہ  
 دونوں شہزادے بھائی کے میرے فدا کی ہیں

## شہاد پسوان حضرت مسلم!

مسلم کے لال گھر میں جو حادثہ کے آئے ہیں  
 شفقت سے اس کمی زو جہ نے گھر میں بٹھائے ہیں  
 دیکھا جہیز چہرے اترے ہیں زلفوں پہ خاک ہیں  
 بونی میں صدقے، حال یہ کیسے بنائے ہیں

بولے پدرا شہید ہوئے، ہم ہوئے اسیر  
 قید تم سے بھاگ کے گھر تیرے آئے ہمیں!



دے کہ دلا سا کھانا کھلایا، ملا دیا!  
 جب یہ کھلا کہ حضرت مسلمؓ تھے جائے ہیں  
 نیند آگئی تو دونوں نے دیکھا یہ خواب میں  
 مسلم سر ہلنے دونوں کے تشریف لائے ہیں  
 رو کر کہا کہ تم نے جفا میں بہتو سہ ہیں  
 اب ہم تمہارے لینے کو جنت سے آئے ہیں

روئے جو بچے حجرے میں، حارث بھی آگیا  
 کیونکر بیاں ہو کیسے تم اس نے ڈھائے ہیں  
 زلفیں پکڑ کے کھینچتا دریا بہ لے گیا  
 سر نہٹھے تنھے کاٹ کے لائے نہاے ہیں

## شہادت حضرت عباس علیہ السلام

عباس قتل ہو گئے و محشر ہوا بیا  
 اب شتم ہے لڑائی عمار مر گیا  
 پہنچے جو کہ تے پڑے تو دیکھا یہ حال زار  
 لہے لٹکے کے غارتھی چھو تو کرو کلام  
 کیوں نہ آنکھ کھول کر ہمیں تم نہ دیکھتے ہمیں  
 بیاباں سکینے سے ہیں بہت ترسنا ہوا  
 یہ کہہ رہے تھے آئیں جو دو جاہل کیگیاں  
 لائے ہیں مشک و علم خیمہ گاہ میں  
 سیکس ہیں ہو گئے بھائی ہوا جد  
 دوڑے حریف کہتے ہوئے ہائے کیا ہوا  
 شانے قلم ہیں شیر ہے نہ خجی پڑا ہوا  
 کیا حال ہو کیا میر بھائی یہ کیا ہوا  
 عبال بولے تیرے مولا لگا ہوا  
 افسوس ہے کہ وعدہ نہ چھوڑے وفا ہوا  
 دیکھا حسینؑ نے کہ ہے من کا ڈھلا ہوا  
 چلائیں بی بیاں کہ علم رکھ گیا ہوا!

## شہادتِ حقت علی اکبر علیہ السلام

بالو کے تھے یہ بلین کہ اکبر گزند گئے  
بردیس میں پسہ ہمیں برباد کر گئے  
کیا گزند سی ہو گی دل پہ لگی ہو گی جہناں  
کچھ حال بھی تو کہنے نہ پائے کہ مر گئے  
جلتی زبیں تھی دھوپ تھی گھوڑے سے جب گئے  
تشنہ دہن تڑپ کے میری جان مر گئے  
زنجیروں سے ہائے چور ہو جسم نازنین  
اور خاک و خون میں چاند سے رخسار بھر گئے  
کہتی ہیں سر کو بیٹ کے عالم سیاہ ہے  
آنکھوں کے نور دل کے اُجالے کدھر گئے  
کس کے مہار اب حبیبیں سب گھر ہوا تباہ  
بستی بسی اجاڑ کے بیٹا کدھر گئے  
کڑیل جہاں تھے صبر یہ ماں کس طرح کہے  
اٹھارویں برس میں جہاں سے گزند گئے  
اے لال اب نہیں تھیں پردے کا کچھ خیال  
دربار میں بے یار و مددگار گئے

# شہادتِ حضرت علیؓ

میدان میں شاہِ اصغرِ نادان کو لاتے ہیں  
 اعداء سمجھ رہے ہیں کہ قرآن کو لاتے ہیں  
 حجتِ تمام کرنے کو اس تیز دھوپ میں  
 دامن کے سائے میں گلِ ریحال کو لاتے ہیں  
 فوجِ عدوئے دیں میں تھے کس قلب کے لیں  
 پانی کے بدلے سامنے پیکار کو لاتے ہیں  
 سمجھیں کینہِ لاش جو خمیے میں لائے شاہ  
 یابی پلائے اصغرِ نادان کو لاتے ہیں  
 خمیے میں سر جھکائے شہرِ دین بہ درویشاں  
 آلودہ خوں میں پارہ قرآن کو لاتے ہیں  
 غم سے بیابانِ یرمہ عصمت میں متوروشین  
 زن سے تین اصغر بے جاں کو لاتے ہیں

## اَسِیْئَةُ قُلْحَرَمٍ!

سجّاد نے غُربت میں ایذا یہ بڑی دیکھی  
 سو جے ہوئے پاؤں میں زنجیر بڑی دیکھی

دربار میں زمین کو منظر یہ نظر آیا  
 ماں جائے کے ہونڈوں پہ ظالم کی چھڑی دیکھی  
 کیسے وہ مسلمان تھے آئی نہ حیا جن کو!  
 عزت شہ مرداں کی بلوے میں کھڑی دیکھی  
 پہونچی جو اپنی مقتل میں بہوش ہوئیں زمین  
 میت پوشہ دیں کی میداں میں بڑی دیکھی  
 گھوڑے سے گرے مولافر زندہ کے لاشے پر  
 نیزے کی آنی جدم سینے میں گڑی دیکھی  
 دن تھوڑا سا رہ جانا وہ لوٹ کا بیڑ جانا  
 بیوؤں نے تجھے ل میں آفت کی گڑی دیکھی  
 تقدیر کے اکٹھے پر تدبیر بھی روتی تھی!  
 معصوم کی مرقہ میں جب لاش گڑی دیکھی  
 اس وقت سکینہ نے منہ ڈھانپ لیا ساقب  
 بازار میں کوفہ کے جب بھڑ بڑی دیکھی

پیاری بہنوں سے اپنی والدہ محترمہ علیاً نساء بیگم  
 بنت شمس الدین احمد بیگ کے لئے ایک سوہ فاتحہ  
 کی استدعا کرتا ہوں

صحافت

التجاء

ہوئے علم فادحکم کا باعث ہے (علیؑ)

صاحب بیاض

ذکر حسین عبادت۔ ذکر حسین صفتنا  
عبادت! اور ذکر حسین میں شرکت  
عین عبادت ہے!

ابن عربین  
(عربی)

تقوالعربان ۵۵۵

کتاب! کتاب! کتاب!  
جہان انہیں سکھاتا  
عین عبادت ہے! جہان انہیں سکھاتا  
(مجاہد کلمہ)

ابن عربین  
مکمل  
سندھ  
یانت  
آباد  
کراچی  
طہ

# ہماری شہرہ آفاق کتب

## فروع دین

میں نے سنی مذہب کیوں چھوڑا؟  
مع

مذہب سنیہ پر ہزار سوال  
مصنف: عبدالکریم مشتاق

مصنف نے اس کتاب میں ان وجوہات کو مفصل  
بیان کیا ہے جن کے باعث اس نے مذہب سنیہ ترک  
کیا۔ ہدیہ: ۲۵ روپے مع جلد

ذکار الازھان بحراب جلاء الازھان

”ہزار تہماری دس ہمدانی“  
مصنف: عبدالکریم مشتاق

مولوی دوست محمد قریشی کے ہزار اعتراضات کا جواب پور  
صرف دس سوالات پوچھے گئے ہیں جن کے جواب پر دس  
ہزار روپیہ انعام پیش کیا جائیگا۔ ہدیہ: ۴۴ روپے

علی ولی اللہ مولانا عبدالکریم مشتاق، ولایت علویہ کو کتاب اہل سنت سے ثابت کیا گیا ہے اور شیعہ مکہ کے ثبوت  
سنی کتابوں سے دیئے گئے ہیں۔ کسی بھی محولہ نقیاس کو غلط ثابت کرینوالے کو ۵۰۰ روپیہ انعام دیا جائیگا۔  
قیمت قسم اول ۱۲ روپے۔

صرف ایک راستہ، عبدالکریم مشتاق۔ ماوی و روحانی ترقی کا صرف ہی ایک راستہ ہے قیمت ۲۴ روپے  
ائینہ حق و باطل، مصنف: سید شہرت حسین کابن مرزا پوری۔ عقل و نقل سے حق و باطل کا تقابلی  
جائزہ پیش کر کے مذہب حق کو راہ نجات ثابت کیا گیا ہے اور تمام ثبوت مخالف کتب سے نقل کیے ہیں۔

قیمت ۶ روپے

رحمت اللہ بک الجنبی۔ بمبئی بازار نزد غوجہ شیعہ اثنا عشری مسجد کھارادر کراچی

## اصول دین

میں شیعہ کیوں ہوا؟  
مع

مذہب سنیہ پر تنو سوال  
مصنف: عبدالکریم مشتاق

مصنف نے اس کتاب میں اس سوال کا جواب دیا ہے  
کہ اس نے اپنا آبائی مذہب کیوں ترک کیا ہے۔  
ہدیہ: ۱۰/۲ روپے

ذکار الازھان بحراب جلاء الازھان

”سو سنار کی ایک لولہ کی“  
مصنف: عبدالکریم مشتاق

مولوی دوست محمد قریشی کے سو اعتراضات کا جواب  
دیکر صرف ایک سوال پوچھا گیا ہے جس کے جواب نے  
پر ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا۔ قیمت ۱۲ روپے